ہفت روزہ
رازدان
کراچی

سپریم کورٹ کا فیصلہ کیا ہوگا؟

پھانسی گھاٹ سے رہائی
یا ہمیشہ کے لئے مجرم

قیمت
۴ روپے

اعتراف

عارف قادری

سر میں بس ایک ہی سودا ہو گا
تیرا چہرا، ترا چہرا ، ہو گا

پھر یہ کہتی ہے شفق کی لالی
رات بیتے گی ، سویرا ہو گا

چاند اترے گا زمیں پر اک دن
آج جو پست ہے بالا ہو گا

پھر وہیں بات بگڑ جائے گی
پھر وہی دل کا تقاضا ہو گا

مشعلیں لے کے اٹھیں گے مظلوم
قصر شاہی میں اندھیرا ہو گا
مجھ سے کیا مانگتے ہو محتسبو !
میرے دامن میں بھلا کیا ہو گا

خیبر و کوہ چہلتن کے نشان
سندھ و پنجاب کا نقشہ ہو گا

میں نے سینچا ہے لہو سے جس کو
گلشن پاک کا پودا ہو گا

لعل شہباز قلندر کی قسم
حریت تیرا پھریرا ہو گا

شاہ ہجویر کے در کی سوگند
میرا رہبر میرا داتا ہو گا

میں نے باطل کو کبھی حق نہ کہا
میرا شبیرؑ سے رشتہ ہو گا

میں ہوں خوشحال و بھٹائیؒ کی صدا
ان کا رستہ میرا رستہ ہو گا

میں ہوں اقبال کا پیغام نوید
سر نہ میرا کبھی نیچا ہو گا

آندھیوں میں بھی جلائے ہیں چراغ
مجھ کو صحراؤں نے پالا ہو گا

ظلم کے ہاتھ مروڑے میں نے
کوئی مظلوم نہ مجھ سا ہو گا

دخت دہقاں کو چادر دیدی
جرم اور اس سے سوا کیا ہو گا

ذہن مزدور کو تابندہ کیا
اہل سرمایہ کا اب کیا ہو گا

میں ہوں تاریخ کا درخشندہ ورق
میرے دامن میں اجالا ہو گا

میں ہوں مشرق کی فضاؤں کا عقاب
اہل مغرب کو سمجھنا ہو گا

میں نے خود بڑھ کے اٹھائی ہے صلیب
مجھ سا نہ کوئی مسیحا ہو گا

ہفت روزہ

رازداں

کراچی

مدیر اعلیٰ افسر آذر

مدیران آغا مسعود حسین
قیصر ادیب

مدیر معاون مدثر مرزا

سرکولیشن
چوہدری اقبال نذیر

دفتر انتظامیہ
بی۔۲۰۔ عابد اسکوائر بلاک نمبر۷
فیڈرل بی ایریا۔ کراچی ۳۸

بدل اشتراک
قیمت فی کاپی۔ ۴ روپے
سالانہ ۵۲ شمارے ۱۸۶ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے ۹۳ روپے

ایڈیٹر پبلشر قیصر ادیب صدیقی نے انجمن پریس کراچی سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ رازداں ۵۹/۲ اے ایریا لیاقت آباد کراچی سے شائع کیا۔ ٹیلیفون نمبر: ۴۱۷۰۰۵

ہمارا نیا پتہ

بی۔۲۰۔ عابد اسکوائر
بلاک نمبر۷۔ فیڈرل بی ایریا
کراچی ۳۸

اس شمارے میں

- شہنشاہیت کا زوال۔ تاریخ کا سبق
- کوئٹہ میں بیگم بھٹو کی مصروفیات
- نورانی میاں کے نئے اتحاد میں کونسی پارٹیاں شامل ہونگی
- پاکستانی سفارتخانے میں سور کے گوشت سے ضیافت
- پاکستان کی سیاسی صورتحال کا جامع راؤنڈاپ
- غیر ملکی اخبارات۔ پاکستان اور بھٹو
- ولی خان اپنے ماضی اور حال کے آئینے میں
- جماعت اسلامی غیر مودودیوں پر ذری بند کرنا چاہتی ہے
- رازداں کی رپورٹیں جو درست ثابت ہوئیں۔ ایک جائزہ
- اور ان کے علاوہ مختلف شہروں کی رپورٹیں
- پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے انٹرویو
- اور تمام مستقل سلسلے

شہنشاہیت کا زوال ۔ تاریخ کا سبق

آخر کار شہنشاہ ایران نے ، ایران سے رخت سفر باندھا اور عازم امریکہ ہوئے

کیا جاہ و جلال تھا شاہ کا ، کیا طمطراق تھا شہنشاہیت کا ؟ سب پیوند خاک ہو گئے ، خاک نشینوں نے اس بالا نشین کو بتا دیا کہ غریبوں کے بہنے والے خون کی کیا قوت ہوتی ہے ، اس خون میں جب ابال آتا ہے ، طوفان آتا ہے تو قصر شاہی کی دیواریں ڈھے جاتی ہیں بلند بالا فصیلوں میں شگاف پڑ جاتے ہیں ،

ابھی پچھلے سال ہی کی بات ہے یہی شہنشاہ کتنی بڑھ بڑھ کر باتیں بناتا تھا ، ہمسایہ ممالک کو گھاس نہیں ڈالتا تھا ، انہیں حقیر گردانتا تھا اور یوں گرجتا برستا تھا گویا فرعون وقت بول رہا ہو ، مگر چلتے وقت جب گارڈز ان کے قدم چھونے کے لئے جھکے تو شہنشاہ نے انہیں روک دیا ، جھکا اور جھک کر انہیں شانوں سے پکڑ کر اٹھایا اور کہا ۔ نہیں اب اس کا وقت گزر گیا ہے ۔ شہنشاہ شاید زندگی میں پہلی مرتبہ یوں اپنی رعایا کو انسان سمجھ کر اٹھانے کے لئے جھکا تھا کاش وہ پہلے ہی جھک جاتا ، دوسروں کو اپنی قدم بوسی کے لئے جھکانے کی بجائے انسان سمجھ کر اس قبیح حرکت سے روکتا ۔ انہیں رعیت نہیں بلکہ ایران کا باعزت شہری ہونے کا احساس اپنے کردار ، اپنے گفتار ، اور اپنے طرز عمل سے دلاتا پھر شاید اُسے اس زوال سے دو چار نہ ہونا پڑتا ۔ پھر شاید وہ بھی ایران کی تاریخ میں سائرس اعظم کے بعد دوسرا عظیم شہنشاہ کہلاتا ۔ سائرس اعظم جو واقعی عظیم تھا کہ وحدانیت پرست تھا ، انسان کو انسان سمجھتا تھا ، خود کو انسانوں کا خادم گردانتا تھا ۔ وہ سائرس اعظم جس سے شہنشاہ ایران رضا شاہ پہلوی نے اپنی شہنشاہیت کے ڈانڈے ملا کر ایرانی شہنشاہیت کو ہزاروں برس کی روایت دینے کی کوشش کی تھی مگر اس کوشش میں صرف یہی کوتاہی شہنشاہ کو مار گئی کہ اس نے ایرانی باشندوں کو حقیر کیڑے مکوڑے جان کر سائرس اعظم سے صرف جاہ و جلال کی حد تک استفادہ کرنا چاہا ، سائرس اعظم کی انسان دوستی ، انسان نوازی ، علم اور مروت کسب کرنے کی کوشش نہیں کی

آج یقیناً شہنشاہ کو احساس ہو رہا ہو گا کہ عظمت صرف تخت پر جلوہ افروز ہونے سے میسر نہیں ہو جاتی ، عظمت صرف کسی اعلیٰ عہدے پر فائز یا قابض ہونے سے حاصل نہیں ہو جاتی بلکہ عظمت تو اپنے کردار اور اپنے عمل سے ملتی ہے آدمی عظمت حاصل نہیں کرتا بلکہ یہ تو حقیر ، فقیر ، مجبور اور بے کس لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کو اس کے کام کی وجہ سے عظمت بخشتے ہیں ، ایران کے عوام نے شہنشاہ کو گرا کر اگر آج حضرت آیت اللہ خمینی کو عظمت بخشی ہے تو اس لئے کہ خمینی نے خود کو عوام سے وابستہ کر لیا تھا اور شہنشاہ کو اگر گرایا ہے تو اس لئے کہ شہنشاہ نے خود کو خاک نشینوں سے ممتاز بنا کر اپنے گرد شیشے کی دیواروں کی فصیلیں کھینچ لی تھیں

یقیناً شہنشاہ نے ایران کو قدامت کے دور سے نکال کر اس صدی میں لانے کی کوشش کی تھی اور اس کے لئے بڑے زبردست کام کئے تھے ، ایران میں بڑے پیمانے پر صنعتی کارخانے لگائے جا رہے تھے یہ سب کچھ تھا مگر عام آدمی ، دیہات اور قصبوں میں رہنے والا آدمی اس تمام ترقی میں شریک نہ تھا ، چند سرمایہ دار دولت مند بن رہے تھے اور عام آدمی خاک چھان رہا تھا ۔ اس کے جسم پر چیتھڑے جھول رہے تھے پیٹ پر پتھر

بند ھے تھے ۔ سینے دق اور سل سے چھلنی تھے ، حکمران کے ننگ کو ، ان کی بھوک کو ، ان کی بیماری کو دور کرنے کی کوئی سبیل نہ پیدا کی جاتی تھی ، مزدور کو بھلا اس سے کیا غرض کہ وہ بھلا کتنی بڑی مل میں کام کرتا ہے ، چپڑاسی کو اس سے کیا سروکار کہ اس کا دفتر کتنا بلند و بالا ہے ، محنت کش کو اس سے کیا غرض کہ اس کی تعمیر کی ہوئی شاہراہ کون کون سے شہروں کو ملاتی ہے ، اس کی محنت کی بدولت مشینوں سے تیار ہونیوالی اشیاء کی تعداد کیا ہے ، منڈی کیا ہے ، کھیت مزدور کو اس سے کیا غرض کہ وہ کتنے بڑے جاگیردار یا زمیندار کی ملازمت کرتا ہے اسے تو اپنی محنت سے غرض ہے اور اس محنت کی اتنی اجرت سے غرض ہے جس کی بدولت وہ بھی انسانی زندگی گزارے ۔ سوان مایوسیوں کے گھور اندھیرے جب زیادہ ہی گہرے ہو گئے امیدیں دم توڑ گئیں ، تو جو کچھ مایوس ، محروم اور ناامید عوام کر سکتے تھے انہوں نے کیا ۔ وہ اپنی جان سے گزر گئے انہوں نے اپنے خون سے زمین کو لالہ زار کیا ، محض اس لئے کہ وہ اس فرسودہ نظام کو تبدیل کرنا چاہتے تھے ۔ اور اس امید پر کہ شاید آنیوالی تبدیلی ان کے دکھوں کا مداوا کر سکے

یہ بات سب کے علم میں ہے کہ شہنشاہ نے ایران کو مشرق وسطیٰ کی سب سے عظیم فوجی طاقت بنانا چاہا ، فوج کو جدید ترین اسلحہ سے لیس کیا ۔ اور اس میں بے شمار اضافہ بھی کیا ۔ فوجی اخراجات میں بے پناہ اضافہ بھی کیا ، تیل کی دولت کا بڑا حصہ ایران کی فوجی قوت بڑھانے پر صرف کیا ، مگر آج شہنشاہ نے یقیناً یہ حقیقت دریافت کر لی ہوگی کہ فوج کی پشت پر اگر عوام کی طاقت نہ ہو تو فوج کتنی کمزور ہوتی ہے اس فوج نے شہنشاہ کے حکم پر لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا ان پر ٹینک چڑھائے ۔ مگر کب تک بندوقیں ، گولیاں اور آہن فولاد کے ٹینک انسانی خون کی آگ میں پگھل گئے ۔ فوج بھی شہنشاہیت کا تحفظ نہ کر سکی ایرانی فوج کو اپنے عوام کے سامنے اسی طرح جھکنا پڑا جس طرح امریکہ اور جنوبی ویت نام کی کٹھ پتلی فوج ، ویت نام کے عوام کے سامنے شرمناک ذلتوں سے دوچار ہوئی تھی

مقام عبرت ہے کہ خود شہنشاہ کی آنکھوں نے یہ تماشا دیکھا کہ جب انہی کے نامزد وزیراعظم شاہ پور بختیار نے پہلی پریس کانفرنس کی تو اپنے ساتھ ڈاکٹر مصدق کی تصویر بھی رکھی ، وہ ڈاکٹر مصدق جس نے دو دہائیوں قبل ایرانی عوام کی امنگوں اور امیدوں کی ترجمانی کرنے کی کوشش کی تھی اور جنہیں شہنشاہ کے وفادار جنرل زاہدی نے گرفتار کر کے پھر شہنشاہ کو تخت طاؤس پر بٹھا دیا تھا

یقیناً اسوقت بھی شہنشاہ کے پاس جنرل زاہدی جیسے وفادار جنرل موجود تھے لیکن اسوقت پوری قوم بیدار تھی ، اس نے شہنشاہ کے وفادار جرنیلوں کے حکم پر گولیاں چلانے اور ٹینک چڑھانے والی فوج کی کچھ پرواہ نہ کی ۔ اگر ۵۳ء میں بھی ایرانی قوم اتنی ہی بیدار ہوتی تو جنرل زاہدی شہنشاہیت کو بحال کرنے میں خود کو اتنا ہی بے دست و پا پاتے جتنا آج کے جرنیلوں نے خود کو محسوس کیا ہوگا

شاہ پور بختیار کا ڈاکٹر مصدق کی تصویر کے ساتھ پریس کانفرنس کرنا اس حقیقت کو بھی آشکار کرتا ہے کہ عوامی لیڈر عوام کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتا ہے طبعی موت کے ساتھ ہی اس کی زندگی ختم نہیں ہو جاتی ۔ ایسے لوگ امر ہوتے ہیں کیونکہ انہیں ان کے کردار اور قول و فعل و عمل کی صداقت دوامی زندگی بخش دیتے ہیں ، اس کی مثال یوں ہے کہ آج عام آدمی بھی سقراط ، عیسیٰ اور منصور کے زہر پینے ، مصلوب ہونے اور سولی پر چڑھنے کے واقعات کو تمثیلاً بیان کرتے ہیں لیکن کتنے ہیں ، جو ان حاکموں کے نام سے بھی واقف ہیں ، جن کے اشارے پر انہیں موت کے گھاٹ اتارا گیا

ایران کی پہلوی شہنشاہیت کا زوال اس صدی کی سب سے بڑی عبرتناک داستان ہے شہنشاہ ایران کے والد نے ایک معمولی سپاہی سے ترقی پا کر افسر کے عہدے پر فائز ہوئے اور پھر ایران کے تخت پر قابض ہوئے انہوں نے پہلوی شہنشاہیت کی داغ بیل ڈالی ، مگر اس خاندان کی ۱½ نسلیں بھی نہ گزرنے پائی تھیں کہ شہنشاہ ایران کو ملک چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا اور محض اس لئے کہ انہوں نے عام ایرانی کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہیں کیا تھا وہ ایران میں بیٹھ کر امریکہ کے سب سے بڑے ایشائی حلیف کہلاتے میں فخر محسوس کرتے تھے

جس حکمران کا اپنے عوام سے یہ رشتہ ہو تو اسے ذلتیں اٹھانی ہی پڑتی ہیں تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے ۔ تاریخ نے ایک مرتبہ پھر اپنے آپ کو دہرایا ہے شاید اس لئے کہ عبرت پکڑنے والی قومیں پھر سبق حاصل کر سکیں ۔۔

افسر اکبر

رازداں اخبار

کوئٹہ میں بیگم بھٹو کی مصروفیات

آنے والے دنوں کی آزمائشوں سے گذرنے کے لئے تیار رہو

کارکنوں کو بیگم بھٹو کی تلقین

پیپلز پارٹی کی قائم مقام چیئرمین بیگم نصرت بھٹو نے کوئٹہ میں اپنے قیام کے دوران پیپلز پارٹی کے کارکنوں، مقامی رہنماؤں وکلاء اور صحافیوں سے ملاقاتیں کیں اور انھیں ہدایت کی کہ وہ آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے اور شہری آزادیوں کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے اپنی صفوں کو منظم کریں۔ انہوں نے پارٹی کے کارکنوں کو واضح الفاظ میں کہا کہ ان کی جماعت فوج سے تصادم نہیں چاہتی ہے، لیکن جمہوری حقوق کے لئے وہ اپنی عوامی جدوجہد جاری رکھے گی۔

بعد میں نمائندہ "رازداں" سے بات چیت کرتے ہوئے بیگم صاحبہ نے کہا کہ آئندہ آنے والے حالات زیادہ سخت اور مصائب آلام سے پر ہیں۔ لیکن ماضی کی طرح پی پی پی اپنے غریب کارکنوں کے ناقابلِ تقسیم اتحاد و اشتراک سے ان رکاوٹوں اور مزاحمتوں کو عبور کر لے گی۔

انہوں نے کہا کہ رجعت پسند جماعتیں خصوصاً جماعت اسلامی اپنی بقا کی آخری جنگ لڑتے ہوئے موجودہ عبوری حکومت کو غلط مشورے دے رہی ہے اور عبوری حکومت کے کرتا دھرتاؤں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہی ہے کہ جناب بھٹو کو سیاسی مطلع سے ہٹا دینے سے ملک کی مجموعی صورتحال پر کچھ اثر نہیں پڑیگا۔ اس جماعت کے غیر نمائندہ وزراء سندھ کے اندرونی علاقوں میں اپنی جماعت کے حامیوں کے گھروں میں جلسہ کر کے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔ بیگم نصرت بھٹو نے کہا کہ خدا کرے سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو، اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ سیاسی مسائل کا سیاسی حل تلاش کیا جائے۔ انہوں نے اپنے دورہ بلوچستان کو کامیاب قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کے اور بلوچی رہنماؤں کے درمیان جمہوریت کی بحالی، انتخابات کے جلسہ انعقاد جیسے اہم نکتوں پر مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

بیگم نصرت بھٹو سے ملاقات کے لئے آنے والوں میں سے خان آف قلات کے بعض قریبی رشتہ دار، پی ایس ایف کے ارکان پیپلز پارٹی کے مقامی کارکن اور رہنما شامل تھے

کھٹر کے خلاف
تحقیقات

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سندھ کے سابق وزیر برائے قانون و پارلیمانی امور و صحت مسٹر عبدالوحید کٹھر کے خلاف مارشل لاء کی جانب سے تحقیقات شروع ہوگئی ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ مسٹر کٹھر پر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال فنڈز میں خرد برد اور پلاٹوں کے خرید و فروخت کا ناجائز کاروبار کے الزامات ہیں -

یہاں یہ بات بتانا ضروری ہے کہ یہ تحقیقات اس وقت کی جارہی ہیں جب مسٹر کٹھر نے مارشل لا حکومت سے نہ صرف غیر مشروط معافی مانگ لی ہے بلکہ آئندہ سیاست میں حصہ نہ لینے کا بھی عہد کیا ہے۔ اپنی رہائی کے بعد مسٹر کٹھر نے کچھ عرصہ وکالت کرنے کی کوشش کی، لیکن بعد میں وکالت نہ چلنے کی صورت میں اب وہ تجارت کرنے پر غور کر رہے ہیں -

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ماضی میں جناب عبدالوحید کٹھر جناب بھٹو کو نہ صرف اپنا رہنما کہتے تھے بلکہ "جیئے بھٹو" کے نعرے سے اپنی صبح اور شام کا آغاز کرتے تھے اب وہ یہ کہتے ہیں کہ "مجھے حیرت ہے کہ میں کیوں پی پی پی میں شامل ہوگیا تھا جس کے رہنما بددیانت تھے"۔

ایک معمہ

موجودہ عبوری حکومت کے ایک نامزد اور اپنی زندگی میں کبھی بھی عام انتخابات میں کامیاب نہ ہونے والے وزیر زاہد سرفراز نے جس انڈر ہینڈ ڈیلنگ کے تحت ری کنڈیشنڈ کاروں کی درآمد پر پابندی عائد کی تھی، اس کے ساتھ ہی انھوں نے یارن کو فری لسٹ میں کردیا ہے۔ جس کے تحت کمرشیل اور صنعتی استعمال کے ضمن میں جو لائسنس جاری ہوئے تھے وہ ۱۰ر جنوری سے ختم ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے یارن کے لائسنس ہولڈروں کو لاکھوں روپے کا نقصان ہوا ہے -

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حکومت نے یارن کو فری لسٹ میں کرنے سے پہلے متعلقہ ان افراد سے مشورہ کیا جن کے نام یارن کے لائسنس پہلے ہی سے جاری کردیئے تھے اور جو یارن کو درآمد کرنے کے سلسلے میں اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے اور نہ ہی انھیں اب تک یہ بتایا گیا ہے کہ آیا ان کے لائسنس کالعدم ہو چکے ہیں ان کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ یارن کا کاروبار کرنے والوں نے اس سنگین دھاندلی پر جنرل ضیاء سے استدعا کی ہے کہ وہ اس اہم معاملہ میں تحقیقات کراکے یارن کے کاروبار سے منسلک افراد کو معاشی تباہی سے بچائیں۔ درایں اثناء یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ یارن کی درآمد سے متعلق حکومت کی پالیسی ہر ہفتہ بدلتی رہتی ہے

اپنے خون پسینے سے کمایا ہوا اور دور اندیشی سے بچایا ہوا

فارن ایکسچینج

فضول خریداری پر ضائع نہ کیجئے

بہت کم مدت میں زیادہ منافع بھی کمایئے

اور اپنے وطن کی مالی حالت مضبوط بنایئے

یہی رقم

آپ کو دوبارہ پاکستان میں آباد ہوتے وقت کام آئے گی

یورپ اور عرب ممالک میں آباد ایجنٹوں کی ضرورت ہے

ہمیں خط لکھکر مفت مشورہ طلب کریں

روٹافیگ لمیٹڈ

پہلی منزل، اولڈ بینک آف انڈیا بلڈنگ،
ایم اے جناح روڈ، کراچی

ٹیلیفون: 8- 212237/210137
ٹیلکس: 23650 ANJM- PK "تارکا پتہ" TRASFI

RT-8-78 Ravi-Delmon Ltd.

جمعیت العلمائے پاکستان تحریک استقلال، پگارا مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کیساتھ ملکر نیا اتحاد بنائیگی

جمعیت علمائے پاکستان کے قریبی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سواد اعظم کی نمائندہ یہ جماعت آئندہ چند دنوں میں تحریک استقلال، مسلم لیگ پیر پگارا گروپ، اور مسلم کانفرنس کے ساتھ ملکر ایک نیا انتخابی اتحاد بنائے گی ان ذرائع نے نمائندہ "رازداں" کو بتایا ہے کہ یہ اتحاد مستقل بنیادوں پر ہوگا اور اس میں آئندہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ملک کی دیگر چھوٹی بڑی جماعتوں کو ملایا جا سکتا ہے۔ تاہم انھوں نے وضاحت کی کہ پاکستان کے قیام کے خلاف جن جماعتوں نے کھل کر یا پھر پس پردہ مخالفت کی تھی، ان کے ساتھ اتحاد بنانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

دریں اثنا کراچی میں باخبر سیاسی حلقوں نے ایک ملاقات میں اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ جمیعت علمائے پاکستان کے ساتھ فوجی حکومت کے چند انتہائی با اثر افراد نہ صرف تعاون کر رہے ہیں بلکہ نئے اتحاد کی لائن بھی ان ہی افراد کی جانب سے آئی ہے۔ نمائندہ رازداں کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ نیا اتحاد ہی دراصل فوجی حکومت کی صحیح معنوں میں آخری ڈیفنس لائن ہے

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان بنیادی طور پر پاکستان کی سیاست میں فوجی حکمرانوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اور ان ہی کے ایماء پر انھوں نے پاکستان قومی اتحاد سے چھٹکارا حاصل کیا تھا، جبکہ پاکستان قومی اتحاد کو عبوری حکومت میں شامل کر کے اُسے عوام کی نگاہوں میں ذلیل و رسوا کیا گیا ہے۔

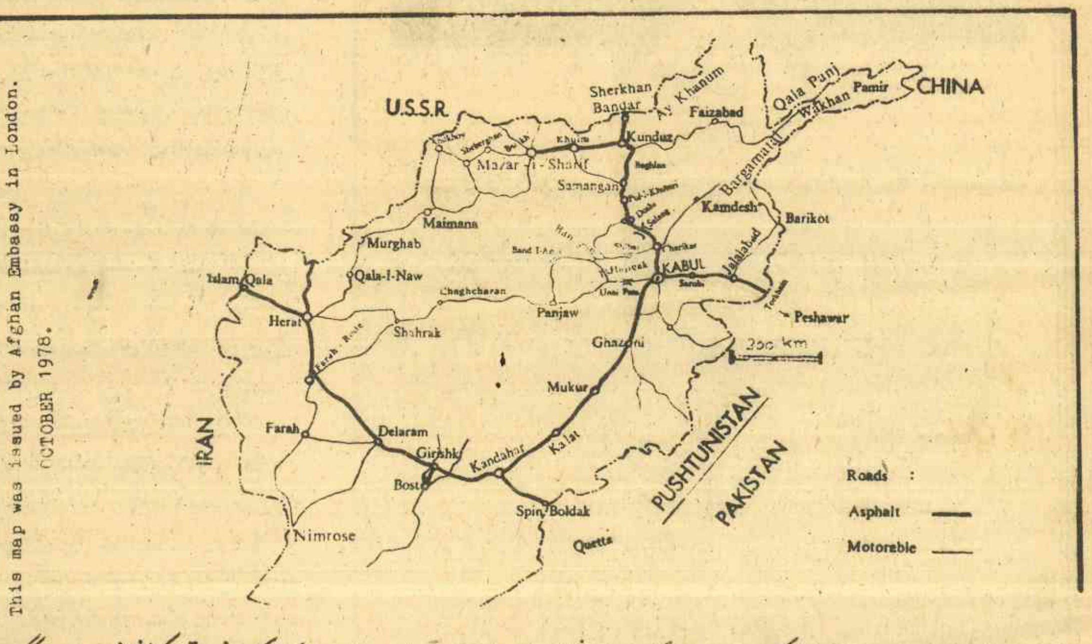

لندن میں افغانستان کے سفارتخانے کی طرف سے جاری کردہ ایک نقشہ جس میں صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کے پاکستانی علاقوں کو پشتونستان قرار دیا گیا ہے۔

پاکستانی سفارت خانے کی دعوت میں

سور کے گوشت کے سینڈوچز

پچھلے دنوں پاکستانی سفارت خانے برمنگھم کے پاکستانی لوگوں کو ایک دعوت میں سور کا گوشت کھلا دیا۔ اس سلسلے میں نمائندہ رازداں کو بتایا گیا ہے لندن میں پاکستانی سفارت خانے کے نئے ناظم الامور شاہد امین جب برمنگھم کے دورے پر آئے تو ان کی آمد پر مقامی قونصل خانے کی طرف سے برمنگھم کے آرگس ہوٹل میں ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں پچاس کے قریب پاکستانیوں نے شرکت کی۔

اس دعوت میں ہوٹل کی طرف سے سور کے گوشت کے سینڈوچز پیش کئے گئے جسے دعوت میں شریک افراد نے مزے لے لے کر کھایا۔ مگر منگھم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کے ڈاکٹر سعید اختر نے احتیاطاً ہوٹل کے ایک بیرے سے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کھانے کی بعض اشیاء میں سور کے گوشت کا استعمال کیا گیا ہے۔ انہوں نے فوراً مقامی نائب قونصلر راشد سلیم کو ایک طرف لے جا کر صورتحال سے آگاہ کیا۔ اس پر راشد سلیم نے کہا کہ اب جو ہو چکا ہے اس پر خاموشی اختیار کی جائے مگر ڈاکٹر سعید اختر نے کہا کہ ان کا ضمیر اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہے کہ وہ خاموش رہیں، چنانچہ انھوں نے دعوت کے شرکا کو بتایا کہ وہ سینڈوچز وغیرہ سب سور کے گوشت کے ہیں اس لئے وہ انھیں مزید نہ کھائیں۔ جس پر چند افراد نے وہیں بیٹھے بیٹھے قے کر دی۔

جب ہوٹل کی انتظامیہ سے دریافت کیا گیا تو انتظامیہ نے بتایا کہ دعوت میں وہی کچھ پیش کیا گیا ہے جس کا مینو کے مطابق آڈر دیا گیا ہے نمائندہ رازداں کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برمنگھم میں یہ تقریب پاکستان کی عبوری حکومت کو خوش کرنے کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ اس میں جو تقریریں ہوئیں ان کا لب و لہجہ بھٹو دشمنی پر مبنی تھا شرکا کی اکثریت کا تعلق جماعت اسلامی سے تھا۔ بعد میں شاہد امین نے سفارت خانے کے ایک منسٹر مسٹر قطب الدین عزیز کے ذریعے سور کے گوشت کے واقع کو دبانے کے لئے بھیجا لیکن یہ خبر پاکستانیوں میں پھیل چکی تھی۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد پاکستانی سفارت خانے نے کچھ مدت کے لئے اپنی سرگرمیاں معطل کر دینے کا فیصلہ کیا ہے

صوبائی حکومتوں کو

امن عامہ سے متعلق

مرکزی حکومت کے سخت احکامات

حکومت سندھ کے ذرائع نے نمائندہ "رازداں" کو بتایا ہے کہ مرکزی حکومت نے صوبائی حکومتوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ آئندہ دنوں تک تا حکم ثانی امن و عامہ کی صورتحال پر گہری نظر رکھیں اور "شرپسند عناصر" کو گرفتار" کرنے یا ان کی کارروائیوں کو حوصلہ شکنی کرنے میں کسی قسم کی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ ان ذرائع نے مزید بتایا ہے کہ ہر صوبے کی اندرونی صورتحال کا جائزہ فوجی نمائندے کر رہے ہیں اور وہی بنیادی طور پر نظم و نسق کے ذمہ دار ہونگے۔

نمائندہ "رازداں" کو مزید معلوم ہوا ہے کہ افغانستان، ایران سے ملنے والی سرحد پر سخت حفاظتی انتظامات کر دیئے گئے ہیں اور ادھر آنے و جانے والے پر کڑی نگاہ رکھی جا رہی ہے۔ خصوصاً ان فراد پر جو حال ہی میں افغانستان سے ہجرت کر کے پاکستان پہنچے ہیں اور جن کے پاکستان میں داخل ہونے کا سلسلہ رکا نہیں ہے۔

عبوری حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کسی بھی قسم کے سیاسی اجتماع کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اگر کسی نے کسی قسم کا سیاسی اجتماع کرنے کی کوشش کی تو اس کو سختی سے کچل دیا جائے گا دراین اثنا ہر صوبے سے مرکزی حکومت کو امن عامہ سے متعلق تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کر دیا ہے اور اپنی رپورٹوں میں ان اقدامات کا بھی ذکر کیا ہے جو وہ آئندہ چند دنوں میں متوقع ہنگامی صورتحال کے پیش نظر لیں گی

آغا مسعود حسین

بیسویں صدی کے بے رحم تقاضے اور ہم

ذہنوں کو دھونس، دھمکی، طاقت اور تشدد سے مسخر نہیں کیا جا سکتا

پاکستان کے عوام کی ساری توجہ گزشتہ ڈیڑھ سال سے صرف جناب بھٹو کے مقدمے کی طرف لگی ہوئی ہے اور اس طرح فکر و شعور کی تمام گفتگو کا محور بھی جناب بھٹو کے تاریخی مقدمے کا فیصلہ اور اس سے ہونیوالے نتائج ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ سپریم کورٹ جناب بھٹو کی اپیل کے بارے میں کیا فیصلہ صادر کرتی ہے، ایک حقیقت اپنی جگہ اپنی تمام تر تلخیوں کے ساتھ ہمارے ذہنوں کو پریشان کر رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا ہم جانتے بوجھتے حالات کو خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں کیونکہ گزشتہ ڈیڑھ برس کے دوران موجودہ حکومت کے دعووں کی روشنی میں اس ملک میں جس اصلاح ترقی، بھائی چارگی اور سماجی انصاف کی توقع تھی وہ پوری ہوتی نہیں نظر آ رہی ہے۔ بلکہ ہر گزرتے دن کے ساتھ ہماری مایوسیوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور اسی رفتار سے موجودہ عبوری حکومت اور عوام کے درمیان فاصلے کی خلیج بڑھتی جا رہی ہے۔ اس ضمن میں سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ موجودہ حکومت کے تمام ذرائع ابلاغ و نشریات جناب بھٹو کے مقدمہ قتل میں گھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ریڈیو ٹی وی کا کوئی پروگرام ایسا نہیں [illegible] میں جناب بھٹو کی کردار کشی نہ کی جاتی ہو۔ حال ہی میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے سابقہ حکومت کو عوام میں مزید رسوا اور بدنام کرنے کی غرض سے "ظلم کی داستان" کے عنوان سے ایک پروگرام نشر کیا۔ اس پروگرام میں جن افراد نے اپنے اوپر تشدد اور مصیبتوں کی جو داستان سنائی ہے، وہ یقیناً صحیح ہو گی اور ہم نے بھی تمام قانون پسند لوگوں کی طرح اس کی مذمت بھی کی ہے، ماضی میں بھی اور آج بھی۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تمام کارروائیاں ایک ایسے شخص کے ساتھ کی جا رہی ہیں جو چھ سال تک اس ملک کا وزیر اعظم رہا اور جس نے بلاشبہ اس ٹوٹے ہوئے پاکستان کو ایک مستحکم وفاق میں مربوط کر دیا نیز یہ شخص اس وقت پھانسی گھاٹ کی تنہائی اور تاریکی میں اپنی قسمت کے فیصلے کا انتظار کر رہا ہے اور اپنے اوپر عائد کئے جانیوالے الزامات کا جواب دینے سے معذور رہے۔ جواب کے درمیان پھانسی گھاٹ کی دیواریں اور جیل کی سلاخیں حائل ہیں!

> **ہمیں سوچنا چاہیئے کہ عوام کو سماجی ناانصافیوں اور ظلم سے کس حد تک نجات ملی**

مزید برآں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عبوری حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے بعد کس قسم کا انصاف معاشرے میں رائج کیا ہے اور کس حد تک سماجی ناانصافیوں اور ظلم سے عوام کو نجات دلائی ہے۔؟ اس سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ اس وقت پی پی پی کے ہزاروں کارکن جیلوں میں بند ہیں، جس شخص کے بارے میں ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا ہے کہ اس کا تعلق پی پی پی سے رہا ہے، اس کو نوکریوں سے نکال دیا جاتا ہے اور صرف ایک مخصوص طبقہ فکر کے افراد کو کلیدی عہدوں پر لگایا جا رہا ہے جبکہ ماضی میں جن عناصر نے (دستور قرطاس ابیض) حکومت میں رہ کر دھاندلیاں کی تھیں وہ آج بھی موجودہ عبوری حکومت کے سایۂ عاطفت میں رہ کر گلچھرے اڑا رہے ہیں اور برق بیچارے مسلمانوں پر گر رہی ہے

ذہنوں کو طاقت، تشدد، دھمکی اور دھونس کے ذریعہ متاثر کرنے کی تمام کوششیں ماضی میں بھی رائیگاں ثابت ہوئی تھیں اور آج بھی ثابت ہو رہی ہیں۔ پڑوسی ملک ایران میں کیا ہوا۔؟ کل تک جو خلیج فارس اور جنوبی ایشیا کا پولیس مین بنتا تھا، آج وہ اپنے ہی گھر سے بے گھر ہو گیا ہے اور غرور و نخوت کا سر ہمیشہ کے لئے عوام کی امنگوں کے سامنے سرنگوں ہو چکا ہے۔ اس لئے ہمیں سبق لینا چاہیئے، تاریخ اور واقعات سے، کہیں تمہیں ایک طبقے کی دشمنی عدل سے نہ ہٹا دے اور جس معاشرے سے عدل ختم ہو جاتا ہے وہ معاشرہ انتشار میں مبتلا ہو کر ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر ہم نے بیسویں صدی کے نہایت ہی سنگدل سیاسی تقاضوں کو غیر جذباتی ہو کر سمجھنے کی کوشش نہیں کی تو پھر ہمارا حشر بھی وہی ہو گا جو ماضی میں ان قوموں کا ہوا ہے جنہوں نے گمراہی کے راستوں پر چل کر اپنے وجود کو ختم کر ڈالا۔

صرف غیر جمہوری ممالک ہی

ہمسایہ ممالک کی تبدیلیوں

سے تباہ کن انداز میں متاثر ہوتے ہیں

جو لوگ ابن الوقتی اتحاد قائم نہ رکھ سکے وہ قوم کو کس منہ سے متحد رہنے کی تلقین کرتے ہیں

ہمارے ملک میں مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈر نت نئے بیانات دیتے ہیں اور ہر نیا بیان دیتے وقت وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پچھلے بیان میں کیا کہا تھا وہ شاید عوام کو بھی نسیان کا مریض سمجھتے ہیں جن کی یاد داشت انہی کی طرح ہے، لیکن واقعتاً ایسا نہیں ہے بلکہ عوام ایسے رہنماؤں کو بہت اچھی طرح پہچانتے ہیں جو ہر روز ایک نئے چولے میں ان کے سامنے آنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے پچھلی خطاؤں اور کرتوتوں کے باوجود عوام کے سامنے آتے ہیں کہ جیسے وہ بالکل معصوم ہوں اور اگر ان سے کچھ غلطیاں ہوئی بھی ہیں جن کو کم از کم ہم تو قومی جرائم سمجھتے ہیں، تو وہ صرف نادانستہ یا غیر شعوری طور پر ان کے سیدھے سادے ہونے کی بنیاد پر ہو گئیں ورنہ وہ تو ایسا نہیں چاہتے تھے

چنانچہ ہم نے اپنے اس نئے سلسلے میں مارشل لا کابینہ کے سیاسی وزراء اور ملک کی مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈروں کے ہفتہ بھر کے بیانات اور اپنے مختصر تبصروں کے ساتھ شائع کر رہے ہیں جس سے ان سیاسی مداریوں کا پول مزید کھل کر سامنے آجاتا ہے

جماعت اسلامی کے امیر اور اسوقت حکومت کی حمایت میں پیش پیش میاں طفیل محمد جماعت اسلامی کی مرکزی شوریٰ کے افتتاحی اجلاس میں فرماتے ہیں کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا آغاز ہو چکا ہے اور اسلامی نظام کے آغاز کے سلسلے میں دلیل کیا دیتے ہیں کہ شریعت بنچوں کی تشکیل زکوٰۃ اور عشر کے نفاذ اور حدود کے اجرا کے بعد ملک عنقریب ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گا، لیکن اس مرحلے پر میاں صاحب کو گلہ یہ ہے کہ وہ جماعتیں جنہوں نے بقول میاں صاحب کے

> **جس ملک کے**
> **عوام اقتدار میں**
> **شریک نہ ہوں اس**
> **کے حکام کو ذلتیں**
> **اٹھانی پڑتی ہیں**

قومی اتحاد میں رہ کر نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے جدوجہد کی تھی اور عوام سے جانیں قربان کرنے کی اپیل کی تھی اب وہ ہی اس نظام کو نافذ کرنے کے سلسلے میں حکومت کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہی ہے لیکن اس بیان میں در اصل میاں صاحب اپنے خوف کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکے کہ اگر ان کے یہ ساتھی اسی طرح بکھرے رہے تو ایک مرتبہ پھر ان کا حشر ۱۹۷۰ء والا ہی ہوگا۔ ۱۹۷۰ء کے نتائج سے صرف میاں طفیل ہی نہیں بلکہ موجودہ اور سابقہ قومی اتحاد کے تمام لیڈر خوفزدہ ہیں ایک دوسرے کو اسی کا حوالہ دے کر متحد ہونے کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی نیتوں سے بخوبی واقف ہیں یہ سب جانتے ہیں کہ نظام مصطفیٰ کے نفاذ یا جمہوریت کی بحالی تو کبھی بھی ان کے مقاصد میں شامل نہیں تھی ہاں اگر کوئی مقصد تھا تو وہ اقتدار کا حصول چنانچہ جو پارٹیاں یہ اقتدار حاصل نہیں کر سکیں وہ اگر اقتدار حاصل کرنیوالی جماعتوں کی راہ میں روڑے نہ اٹکائیں تو اور کیا کریں ویسے وہ روڑے اٹکائیں گی بھی کس لئے کیونکہ کوئی بھی پروگرام نہ تو قومی اتحاد کے پاس تھا اور نہ ہی اس میں شامل جماعتوں کے پاس، بہرحال میاں طفیل کو اسلام کے نام پر عوام پر اپنی مرضی کی پالیسی

قومی اتحاد کے لیڈروں نے ۱۹۷۳ء میں مخلوط انتخابات کیوں تسلیم کئے تھے؟

مسلط کرنے کا اچھا موقع مل گیا ہے، ان بیچاروں کو تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے بنیادی اقدامات کیا کرنے پڑیں گے یہ حضرات تو اتنا بھی نہ جانتے تھے کہ عشر اور زکوٰۃ کے نفاذ سے کتنی رقم حاصل ہو گی۔ غرضیکہ انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوئی پالیسی اور پروگرام مرتب نہیں کیا تھا صرف زبانی جمع خرچ سے گزارہ کر رہے تھے

پاکستان قومی اتحاد کے صدر اور جمعیت علمائے اسلام کے ناظم جناب مفتی محمود صاحب قومی اتحاد کے وزراء کے اجلاس کے بعد اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر اسلامی نظام ملک میں جلد از جلد نافذ نہ کیا گیا تو اس صورت میں ہمارا ملک ایران اور افغانستان کے حالات سے ضرور متاثر ہو گا اب ان موصوف کو کون سمجھائے کہ ایسی باتیں بھارت کے لیڈر کیوں نہیں کہتے کہ ان کا ملک پڑوسی ملک کے حالات سے متاثر ہو گا اس کی وجہ یہ ہے کہ بھارت میں جمہوریت ہے اور وہاں پر جو بھی نظام ہے خواہ ہم اس سے اتفاق کریں یا نہ کریں لیکن یہ طے ہے کہ اس میں عوام اپنے آپ کو شریک سمجھتے ہیں اسی لئے ان کے نظام کو عوام کا اعتماد اور حمایت حاصل ہے اور انہیں پڑوسی ممالک کے انقلابات سے کبھی خطرہ محسوس نہیں ہوتا ہم مفتی محمود صاحب سے صرف اتنا ہی کہیں گے کہ آپ خواہ مخواہ کوئی بھی نظام نافذ کریں جب تک اس میں عوام اپنی شرکت محسوس نہیں کریں گے اس کی کامیابی کے امکانات بہت کم ہیں اور ملک کو اپنے پڑوسی ممالک کے اثرات سے محفوظ رکھنے کا سب سے بہتر طریقہ حکومت اور اقتدار میں عوام کی شمولیت ہے ورنہ آپ رہ نہ اسی طرح دہلتے رہیں گے

قومی اتحاد کے نائب صدر نواب زادہ نصر اللہ خان بھی ایران کے حالات سے بہت خوفزدہ ہیں اور ان کو بھی یہ خطرہ ہے کہ اس کا اثر پاکستان پر پڑ سکتا ہے موصوف کو اس کا حل صرف یہ نظر آتا ہے کہ قوم متحد ہو جائے۔ اب ان کو کون بتائے کہ تم جیسے لوگ جو صرف اپنی ذات میں ہی اپنی پوری سیاسی جماعت ہو جو کبھی کسی سیاسی جماعت کے کارکنوں کو متحد نہیں رکھ سکے وہ پوری قوم کو کیا متحد کریں گے جو لوگ قومی اتحاد جیسی ابن الوقتی گٹھ جوڑ کو قائم نہ رکھ سکے انہیں پوری قوم کو یہ مشورہ دیتے ہوئے کچھ شرم آنی چاہیئے کارکنوں کے اسی اجتماع میں نوابزادہ نے تحریک کے سربراہ ایئر مارشل اصغر خان پر بہت غصہ اتارا

مفتی صاحب آپ نے مرکزی حکومت میں شامل ہو کر کون سے تیر مار لئے جو صوبائی حکومتوں کی تشکیل پر زور دے رہے ہیں

ہے اور ان کو ہی انتخاب کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ قرار دیا ہے ویسے ہم ان دونوں کے معاملات میں کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ نوابزادہ نے اصغر خان کے ساتھ مل کر پارٹی بھی بنائی ہے اور اتحاد بھی اسی لئے ہمیں یہ معلوم نہیں کہ جب اصغر خان اتنے ہی برے آدمی ہیں تو پھر ہر دفعہ نوابزادہ نصر اللہ خان ان سے یہ سیاسی رفاقت کیسے قائم کر لیتے ہیں ممکن ہے اس میں ان کے اپنے کچھ مفادات ہوتے ہوں اس لئے اس سلسلہ پر ہم کوئی تبصرہ نہیں کریں گے کیونکہ کسی کی دل آزاری ہمارا مقصد نہیں ہے بہرحال نواب زادہ صاحب بہت بڑے رہنما ہیں اتنے بڑے کہ بیچارے آج تک اپنی پارٹی کے کارکنوں سے دوسرا تانگہ نہیں بھر سکے

۱۶ جنوری ۱۹۷۹ء

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے جمعیت علمائے اسلام سے تعلق رکھنے والے وکیلوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مارچ ۱۹۷۷ء میں چلائی جانے والی تحریک کے تین مقاصد تھے، اول بھٹو سے نجات دوم۔ اسلامی نظام کا نفاذ، سوم انتخابات۔ اگر تھوڑی سی دیر کے لئے یہ تسلیم بھی کریں کہ مارچ ۷۷ء کی تحریک کے یہی مقاصد تھے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے حصول کے لئے قومی اتحاد فوج کا کندھا کیوں استعمال کر رہا ہے کیونکہ تحریک تو قومی اتحاد نے چلائی تھی نہ کہ فوج نے لیکن اب واقعہ یوں ہے کہ بھٹو کو اقتدار سے محروم کیا تو فوج نے۔ اور اب اسلامی نظام نافذ کر رہی ہے تو فوج اور اس کے بعد انتخابات کے لئے بھی فوج پر تکیہ کیا جا رہا ہے اگر قومی اتحاد کے یہ سیاست دان اپنے ان مقاصد سے مخلص ہوتے جو مفتی محمود کے بقول ان کے تھے تو پھر وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے فوج کو یا مارشل لاء کے ضابطوں کو استعمال کرنے کے پارلیمنٹ اور اس کے بنائے ہوئے آئین کا سہارا لیتے لیکن مفتی صاحب تو مصر ہیں کہ یہ تمام کام مارشل لاء کے ذریعے فوج ہی کرے اب ان سے کوئی پوچھے کہ جب یہ تمام کام فوج کرے گی تو پھر سیاسی جماعتیں اور ان کے لیڈر کس درد کی دوا ہیں اور مفتی صاحب اپنا وہ پرانا موقف کیوں بھول رہے ہیں کہ فوج کو سیاست سے دور رہنا چاہیئے بہرحال اگر فوج آپ کو اقتدار کی چھتری مہیا کرے تو شاید یہ اس کو سیاست میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے اور مولانا صاحب اگر آپ اس اسلامی نظام کو نافذ کرنا چاہتے تھے تو کیوں اس کے نفاذ کے لئے آپ فوجی حکومت کو اپنی تجاویز اور پروگرام پیش نہیں کرتے کیوں تم نے نہیں بتایا کہ سودی نظام ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جائیں گے، ملائی باتوں سے کام نہیں ہوتا کام کرنے کے لئے سیاسی پارٹیوں

محمود اعظم فاروقی اگر صحافت کی قدر کرنا جانتے

تو صحافیوں کیخلاف اخلاقی مجرموں والے قوانین استعمال نہ کرتے

کو پروگرام بنانے پڑتے ہیں پہلے سے ورکنگ پیپر تیار کرنے پڑتے ہیں، دماغ سوزی کرنی پڑتی ہے۔ مگر یہاں یہی دناع تو آپ کی مجبوری ہے

پاکستان مسلم لیگ (چٹھہ گروپ) کے صدر چوہدری محمد حسین چٹھہ فرماتے ہیں کہ مسلم لیگ آئین میں کسی بھی قسم کی ترمیم کی مخالف ہے لیکن پھر سو صرف آہستہ سے کہتے ہیں کہ مسلم لیگ آئین میں ایسی ترمیموں کو قبول کرلے گی جو قومی نظریے کے تحفظ کے لئے ہو چٹھہ صاحب سے کوئی پوچھے کہ اس بات کا یقین کون کرے گا کہ کون سی ترمیم قومی نظریے کے تحفظ کے لئے کی جارہی ہے اور کون سی ترمیم قومی نظریے کے خلاف ہے کہیں چٹھہ صاحب مارشل لاء ضابطوں اور احکامات کے ذریعے آئین میں کیجانے والی ہر ترمیم کو قومی نظریے کے تحفظ کے لئے کی جانے والی ترمیم تو نہیں کہتے کیونکہ جمہوری اصولوں پر یقین رکھنے والا کوئی شخص بجز عوامی نمائندوں کے بنائے ہوئے آئین میں کسی قسم کی ترمیم کرنے کا اختیار کسی فرد واحد کو نہیں دے سکتا: مسلم لیگ چٹھہ نے انتخابات۔ ن نرمیم

کے لئے کیوں لازمی ہوگئی جب کہ ۱۹۷۳ء میں آئین بنتے ہوئے اس کے ممبروں نے مخلوط طریقہ انتخاب پر اتفاق کیا تھا چٹھہ صاحب یہ لنترانیاں چھوڑیئے سیدھی سیدھی بات کریئے کہ آپ کا اقتدار جن ترمیمن کے ذریعے قائم رہ سکتا ہے آپ ان کے حق میں ہیں اور شاید وہی آپ کو قومی مفاد میں نظر آتی ہیں اور جو ترمیمیں آپ کے اقتدار کے لئے نقصان دہ ہیں آپ ان کو قومی مفاد کے بھی خلاف سمجھتے ہیں

قومی اتحاد کی اہم رکن جماعت اسلامی کے ممبر اور مارشل لا کابینہ کے وزیر چوہدری رحمت الہٰی فرماتے ہیں کہ حکومت پرانے نظام کو تبدیل کرنے سے قبل متبادل نظام تیار کررہی ہے، قبلہ حکومت تو نیا نظام تیار کررہی ہے کیونکہ اگر وہ اسلامی نظام نافذ کرنا چاہتی ہے تو وہ تو آج سے چودہ سو سال قبل تیار ہوچکا ہے اور اب کسی بندے کو اس میں تحریف یا اضافہ کی اجازت نہیں ہے ہاں جہاں تک سوال آج کی ضروریات کے مطابق کچھ قوانین کا ہے تو وہ حکومت کو تیار کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ قوانین تو ان جماعتوں اور خصوصاً جماعت اسلامی نے تیار کرلئے ہوں گے جو بتیس سال سے اسلامی نظام کے قیام

مفتی محمود اگر اسلامی نظام

لانا چاہتے تو اپنی موجودہ

حکومت کو اس کے نفاذ

کے لئے اپنا منصوبہ بھی پیش

کرتے

کی باتیں کررہی ہے اور اگر اسلامی نظام کا نعرہ لگانے والی جماعتوں کے پاس کوئی عملی پروگرام نہیں ہے جس کا خود چوہدری صاحب نے بھی ذکر کیا ہے کہ عملی نظام کی عدم موجودگی میں خلاء پیدا ہونے کا خطرہ ہے تو ہم یہی کہیں گے کہ اسلامی نظام کے نام پر چلائی جانے والی تحریک کے اصل مقاصد کیا تھے کیا صرف فوج کو سیاست میں ملوث کرنا تھا اور اس ملک کا عوام کو ایک آئینی اور جمہوری حکومت سے محروم کرکے خود اقتدار میں حصہ بٹانا تھا یا واقعی میں کچھ نیک مقاصد بھی تھے

۷ر جنوری ۱۹۷۹ء

مفتی محمود نے اپنی جماعت کی شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ صرف صوبائی حکومتوں کے قیام سے ہی عوام کے مسائل حل ہو سکتے ہیں، مفتی صاحب بہت دور کی کوڑی لائے ہیں اب تک مرکز کی سطح پر آپ کے حکومت بنانے سے کون سے مسائل حل ہوگئے جو اب صوبائی سطح پر اقتدار میں شریک ہوکر ان مسائل کو حل کریں گے ہاں اس طرح آپ اپنی جماعت اور قومی اتحاد کے ان اقتدار پسند افراد کو خوش ضرور کرسکیں گے جو مرکزی سطح پر اقتدار میں حصہ نہیں بٹا سکے اور آپ نے ان کو صوبائی حکومتوں کے آسرے پر رکھا ہوا ہے اور اب یہ لوگ مستقل آپ کے سر ہو رہے ہیں کہ جلدی سے صوبائی حکومتیں بھی بنوائیے ان کے مسائل کے حل کو آپ نے پوری قوم کے مسائل کا حل کیسے سمجھ لیا، چلیں اگر ایسا سمجھا بھی تو درست سمجھا کیونکہ آپ کے نزدیک عوام آپ سے صرف سوال ہی تو کرتے ہیں

گئے - ورنہ آپ کو عوام سے کیا سروکار آپ تو صرف ان کو قربانی کا بکرا سمجھتے ہیں اور مختلف نعرے لگا کر جن سے آپ صرف قربانی کی اپیل کر سکتے ہیں تاکہ آپ کا حلوہ مانڈہ چلتا رہے

اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان حافظ آباد کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بتاتے ہیں تسلیم کرتے ہیں کہ موجودہ حکومت عبوری حکومت ہے لیکن اس کے بعد عوام پر احسان جتاتے ہیں کہ دیکھو عبوری حکومت ہونے کے باوجود ہم معاشی اور دیگر مسائل حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جناب آپ سے کہا کس نے ہے کہ آپ یہ مسائل حل کریں آپ تو زبردستی خدائی فوجدار بن بیٹھے ہیں ورنہ تو لوگ

آپ کو اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ اپنی نمائندگی کے لئے قومی اسمبلی میں بھیجیں پھر آپ یہ حکومت تک کس راستے سے پہنچے اور آپ کو مختلف مسائل حل کرنے کا اختیار کس نے دیا جو آپ اسطرح عوام پر احسان جتا رہے ہیں کہ ہم عبوری حکومت ہونے کے باوجود تمہارے معاشی مسائل حل کر رہے ہیں شاید اسے ہی کہتے ہیں کہ جھوٹ بولو تو منہ بھر کر بولو

۸ر جنوری ۱۹۷۹ء

مارشل لاء کابینہ کے وزیر اطلاعات نے ریڈیو اور ٹی وی کے لئے نئی سہ ماہی کے پروگراموں کی تفصیل بتاتے ہوئے بہت اہم انکشافات کئے ممکن ہے جماعت اسلامی آج بھی اپنے بانی مولانا مودودی کے اس فتوے پر عمل پیرا ہو جس کی رو سے جھوٹ بولنا بھی جائز ہے کیونکہ آج کل جماعت کا لیڈر سر لیڈر ایسی ہی بڑ ہانکتا پھر رہا ہے کبھی امیر جماعت میاں طفیل محمد کہہ رہے ہیں کہ مولانا مودودی تو پاکستان بنانے والوں میں سے تھے قائد اعظم جن کا بہت احترام کرتے تھے کبھی کہہ رہے ہیں کہ جماعت نے کبھی پاکستان کی مخالفت نہیں کی ایسا لگتا ہے کہ ایسے تمام بیانات دیتے وقت ان کے سامنے مولانا کی قیام پاکستان سے قبل کی تحریریں نہیں ہوتیں جو اس وقت بڑے اہتمام سے چھپوا کر مسلمانوں میں تقسیم کی جاتی تھیں - بہر حال بات ہو رہی تھی محمود اعظم فاروقی کے بیان اور ان کے جھوٹ کی میاں طفیل محمد خواہمخواہ ہی بیچ میں ٹپک پڑے، ہاں ایک تو موصوف نے اس بیان میں پورے ملک میں اخبارات اور جرائد کی تعداد ایک ہزار سے زائد بتائی ہے اگرچہ ان سے نام پوچھے جائیں تو شاید وہ دو سو بھی نہ گنوا سکیں پھر فرماتے ہیں کہ ہم نے صرف آٹھ پر ہی تو پابندی لگائی ہے باقی سب آزاد ہیں ٹھیک ہی کہتے ہوں گے کیونکہ باقی اخبارات پر سنسر تو وزارت داخلہ نے لگایا ہے اس وزارت سے بھلا محمود اعظم فاروقی صاحب کا کیا تعلق

پھر ایک اور حیرت انگیز انکشاف بھی سنیئے موصوف فرماتے ہیں کہ ہم نے تو آج تک اخبارات و جرائد کے خلاف پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈی نینس کا سہارا نہیں لیا اس بات پر تو ہم بھی مارشل لاء کے وزیر اطلاعات سے اتفاق کئے

> علی احمد تالپور
> نے عوام کو پھر
> لوہے کے دانت
> دکھا دیئے

بغیر نہیں رہ سکتے کیونکہ یہ موصوف تو صحافیوں کو صحافی سمجھتے ہی نہیں جبھی تو ان کے خلاف وہ قوانین استعمال کرتے ہیں جو اخلاقی مجرموں کے لئے ہوتے ہیں صحافیوں کی کمر پر کوڑے برسانے کے لئے سہارا لیا گیا تو مارشل لاء کے ضابطوں کا اخبارات کے خلاف سہارا لیا گیا تو قانون امن عامہ کے آرڈی نینس کا تو موصوف دراصل بات یہ ہے کہ آپ تو صحافیوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈی نینس کی سطح سے بھی نیچے اتر آئے، ہاں ممکن ہے کہ آپ کے ہاں جمہوریت اور آزادی ضمانت کے شاید یہی معیار ہوتے ہوں کہ جس میں اخبارات پر پابندیاں عائد ہوں جو اخبارات نکلیں سنسر کے تحت نکلیں اور صحافی اگر اس کے باوجود بھی باز نہ آئیں تو ان کو نہ صرف جیلوں تک پہنچایا جائے بلکہ ان کی ننگی کمر پر کوڑے بھی برسائے جائیں، محمود اعظم فاروقی صاحب یاد رکھئے کہ علم اور قلم کے ساتھ آپ کا یہ ظلم ہر ظلم سے بڑا ہے محترم آپ اسطرح ظلم کی ایک نئی داستان تشکیل دے رہے ہیں جو مستقبل میں بھی عوام تک اپنی ذرائع ابلاغ کے ذریعے پہنچیں گی جن پر آج کل آپ سابق حکمرانوں کے ظلم سنا رہے ہیں لیکن ذرا خود سوچئے کہ ظلم کس کے بڑے ہیں آپ کے یا آپ کے پیش رو کے صرف انصاف کے معیار کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے

۹ر جنوری ۱۹۷۱ء

قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود نے صحافیوں کے ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ ہم اصولی طور پر آئین میں ترمیم کے خلاف ہیں لیکن ہم نے صرف اقلیتوں کو ان کے حقوق دینے کے لئے آئین میں ترمیم کی ہے مفتی صاحب آپ سے اقلیت کے کس نمائندے نے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا تھا اگر اقلیتوں کے نمائندے پہلے اسمبلی کے منتخب اراکین چنا کرتے تھے تو آپ اس حقیقت سے کیوں انکار کر رہے ہیں کہ ہمارے ملک کی اقلیتوں کے ووٹروں کو ان نمائندوں کو ووٹ دینے کا بھی حق ہوتا تھا اور یہ نمائندے جو بعد میں اقلیتوں کے نمائندے کا انتخاب کرتے تھے ان کے انتخاب میں اقلیتی مذاہب کے ووٹروں کا بھی حصہ ہوتا تھا اس لئے مفتی صاحب آپ آئینی ترمیم کے لئے اقلیتوں کا سہارا کیوں لے رہے ہیں سیدھی سیدھی بات کریں کہ آپ اصولی طور پر اتفاق کریں نہ کریں لیکن آپ نے ایک غیر جمہوری راہ کھول دی ہے اب دیکھیں کہ یہ کیا گل کھلاتی ہے اور اس کی انتہا کیا ہوتی ہے

مارشل لاء کابینہ کے وزیر دفاع اور شنگریلا کے دانشور میر علی احمد تالپور فرماتے

باقی ص۵ پر

سپریم کورٹ میں جناب بھٹو کی اپیل کی سماعت مکمل ہو چکی ہے اور اب جج صاحبان فیصلہ لکھنے میں مصروف ہیں دوسری طرف تمام تر سرکاری مشنری اپنی پوری قوت کے ساتھ جناب بھٹو کی کردار کشی میں مصروف ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی پر "ظلم کی داستانیں" کے عنوان سے پروگرام نشر کئے جا رہے ہیں۔ جناب بھٹو کی "بد اعمالیوں" پر نیا قرطاس ابیض جاری کیا گیا ہے پتہ یہ چلا ہے کہ یہ چلا ہے کہ یہ تو اس نئے قرطاس ابیض کی صرف پہلی قسط ہے اس کے بعد دو قسطیں اور آنی ہیں۔ بہرحال آئندہ آنے والی قسطیں کیا ہو گئیں اس کا اندازہ پہلی قسط سے ہی بخوبی ہو گیا ہے جس میں زیادہ تر الزامات تو وہی ہیں جو جناب بھٹو پر اس سے پہلے پاکستان کے پہلے فوجی آمر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان اور ان کے حواری لگا چکے ہیں اور اس دور میں بھٹو صاحب نے ان الزامات کا جواب اتنی خوبصورتی سے دیا تھا کہ الطاف حسن قریشی جیسے ندوی صحافی بھی یہ کہے بغیر نہیں رہے تھے کہ بھٹو صاحب کے جوابات

فوج کا وہی کردار سب سے زیادہ مناسب ہے جس کا تعین قائداعظم کر چکے ہیں

ظلم کی داستانوں سے

نئے قرطاس ابیض تک

ذرائع ابلاغ کے منفی استعمال میں جماعت اسلامی نے سب کو مات دیدی

نے عوام پر یہ پوری طرح ثابت کر دیا ہے کہ درست کون ہے لیکن کیا کیجئے کہ بھٹو صاحب کی شخصیت کا جادو عوام کے سر سے ختم ہی نہیں ہوتا خواہ اس کے لئے کتنے ہی ہتھکنڈے استعمال کیوں نہ کر لئے جائیں۔

اگر تازہ قرطاس ابیض کے مندرجات پر بحث کی جائے تو وہ تو بہت طویل ہو جائے گی کیونکہ اسی کے بہت سے مندرجات خود تضادات کا شکار ہیں۔ اس لئے ہم اس موقع پر حکومت سے صرف یہی کہیں گے کہ وہ سابقہ قرطاس ابیض کی پہلی قسط میں جناب بھٹو پر ذرائع ابلاغ کے غلط استعمال کا جو الزام لگا چکی ہے وہی الزام آجکل موجودہ حکومت پر زیادہ ٹھیک بیٹھتا ہے کیونکہ بقول ان کے اپنے قرطاس ابیض کے مطابق بھٹو نے ان ذرائع کو اپنے پروپیگنڈے کے استعمال کیا تھا اور ان کا مقصد حکومت کے کاموں کا پروپیگنڈا تھا اسی کے معنی یہ ہوئے کہ بھٹو ان ذرائع ابلاغ کو مثبت پروپیگنڈے کے لئے تو استعمال کر رہے تھے جبکہ موجودہ حکومت ان ذرائع ابلاغ کو پروپیگنڈے کے لئے تو استعمال کر رہی ہے لیکن یہ پروپیگنڈا منفی ہے اور ذاتی مفاد پر مبنی ہے اس حکومت کے کاموں کی تشہیر نہیں کی جا رہی ہے ہماری تو یہ دلی خواہش ہے کہ یہ حکومت بھی ایسے کام کرے کہ جن کی تشہیر کے لئے اسے بھی ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئے ورنہ اس حکومت کے تو سارے کارندوں کی تمام صلاحیتیں صرف منفی سوچ اور مخالفین کی کردار کشی پر صرف ہو رہی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ان ذرائع ابلاغ کو یہ کام سونپا گیا ہے کہ وہ جنرل صاحب کے ان بیمار کس سچائی کو کسی نہ کسی طرح ثابت کر دیں جو کہ انہوں نے بھٹو سے متعلق کیہان انٹرنیشنل اور اردو ڈائجسٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے دیئے تھے۔ لیکن سچائی کو ثابت کرنا اتنا مشکل تو نہیں کہ اس پر کروڑوں روپے صرف کئے جائیں۔ سچائی تو اپنی صداقت خود ثابت کرتی ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ حکومت صرف ان ہی اقدامات پر قناعت نہیں کر رہی بلکہ ہماری اطلاعات کے مطابق آئندہ امن عامہ کی صورتحال کو قابو میں رکھنے کے لئے بھی ہنگامی سطح پر انتظامات

میاں طفیل سیاست کی ابجد سے واقف ہوتے تو بروہی کی ایک معقول بات پر چراغ پا نہ ہوتے

کئے جارہے ہیں ان سب کا اس وقت کیا مقصد ہے" ہوسکتا ہے یہ تو حکومت کے کارندے ہی سمجھتے ہوں گے لیکن یہاں صرف یہ سوال پیدا ہے کہ آخر بھٹو کے خلاف الزامات لگانے کے لئے آخر یہی وقت کیوں چنا گیا ہے کہ جب کہ سپریم کورٹ ان کی اپیل کی سماعت مکمل کرنے کے بعد فیصلے کی تیاری میں مصروف ہے۔ حکومت بھٹو صاحب پر یہ الزامات اس وقت بھی لگا سکتی تھی جب سپریم کورٹ کا اجلاس ہورہا تھا اور جناب بھٹو یا ان کے وکیل حکومت کے ان اقدامات کے خلاف سپریم کورٹ سے درخواست کر سکتے تھے یا کم از کم اپنی صفائی پیش کر سکتے تھے لیکن اب جبکہ جناب بھٹو کے لئے صفائی کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں یہ تمام اقدامات بدنیتی پر مبنی لگنے ہیں۔ کیونکہ کردار کشی کے لئے تو فیصلے کے بعد کا وقت زیادہ موزوں ہوتا

عوام قیام پاکستان کے وقت جماعت اسلامی کے ہاتھوں گمراہ نہ ہوسکے تو اب کیسے ہوسکتے ہیں

مگر یہ بات شاید جماعت اسلامی کے وزیر اطلاعات و نشریات کے بند دماغ میں نہیں بیٹھ سکتی۔ بہر حال ہم پھر بتائے دیتے ہیں کہ اس مرحلے پر بھٹو کے خلاف ایسا پروپیگنڈہ کرنے کا مقصد صرف یہی لیا جا سکتا ہے کہ حکومت سپریم کورٹ کے ججوں کی رائے کو متاثر کرنا چاہتی ہے فاروقی صاحب کو شاید علم نہیں کہ اس فیصلے پر دنیا بھر کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ وہ لوگ بھی قانون جانتے ہیں۔ انصاف کے تقاضوں کو سمجھتے ہیں چنانچہ اس طرح محمود اعظم فاروقی صاحب نے ایک طرح سے دنیا پر یہ بھی جتانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام میں انصاف کا معیار کیا ہے۔

جنرل صاحب نے لندن کے ایک جریدے ایپکٹ انٹرنیشنل کو انٹرویو دیتے ہوئے جہاں ایک بار پھر آئین میں ترمیموں کی بات کی ہے وہاں اس ملک کے عوام کے سیاسی شعور کو بھی چیلنج کیا ہے۔ جنرل صاحب کہتے ہیں کہ میری نظر میں

صدارتی نظام بہتر ہے لیکن اس کا فیصلہ آئندہ آنے والی سیاسی حکومت کرے گی جنرل صاحب کو شاید یاد نہیں رہا کہ ایوب خان کے خلاف ڈیک کی مہم کے دوران تمام سیاسی جماعتوں نے صدارتی نظام ختم کرکے پارلیمانی نظام قائم کرنے کا مطالبہ کیا تھا کیونکہ قوم کے لئے یہی نظام بہتر ہے۔ جنرل صاحب نے جس دوسری آئینی ترمیم کا ذکر کیا ہے وہ فوج کے کردار سے تعلق ہے اور انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ ترمیم فوری طور پر ختم ہونی چاہیئے تاکہ فوج ہنگامی حالات میں اپنا کردار ادا کرسکے۔

اس موقع پر ہم جنرل صاحب سے صرف یہی کہیں گے۔ کہ اس ملک میں حقیقت فوج کا کردار وہ ہونا چاہیئے جسکا تعین بابائے قوم حضرت قائد اعظم محمد علی جناح نے کوئٹہ اسٹاف کالج میں جون ۱۹۴۸ء کو فوجیوں سے خطاب کرتے ہوئے بتایا تھا اور نہ کوئی بھی دوسرا اضافی کردار اس ملک کے استحکام کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ اگرچہ فوج کے آئین میں اس سیاسی کردار کے موضوع پر ہم پہلے بھی بہت کچھ لکھ چکے ہیں اس لئے ایک بار پھر یہی کہیں گے کہ سیاست میں ملوث ہونے سے فوج کی پیشہ وارانہ صلاحتیں بھی متاثر ہوں گی اور اس طرح فوج نہ تو سرحدوں کا دفاع پورے طور پر کرسکے گی اور نہ سیاسی امور بہ احسن طریق انجام دے سکے گی۔ لیکن ان تمام حقائق کے باوجود نہ معلوم کیوں فوج کے آئینی کردار پر کیوں زور دیا جارہا ہے۔ کیا اس ملک کے عوام اور سیاستدان بھارت کے عوام اور سیاستدانوں سے بھی گئے گذرے ہیں جنھیں کبھی فوج کے آئینی کردار کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی ہم اپنی مسلح افواج کے سربراہوں سے صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ کیا بھارت کی فوج اتنی غیر محب وطن ہے کہ اسے کبھی آئینی حکومت کا تختہ الٹنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ کیا وہاں کے جرنیل اتنے نااہل ہیں کہ ایسی مہم جوئی کی ہمت نہیں کرسکتے۔ اگر ہم اس نکتہ پر بھی سوچیں تو شاید ہماری فکر کی بہت سی خامیاں دور ہوجائیں گی۔

جنرل صاحب نے پاکستانی عوام کے سیاسی شعور پر شک و شبہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر اس ملک کے عوام چور کو منتخب کرتے ہیں تو میں کیا کرسکتا ہوں اس موقع پر ہم ان سے صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ

چودھری ظہور الٰہی نے قانون کی دھجیاں بکھیر دیں

عوام کے سیاسی شعور پر عدم اعتماد کا اظہار کرنا صرف نااہل سیاست دانوں کا شیوہ ہے

اس ملک کے عوام نے کبھی بھی غلط فیصلے نہیں کیے خواہ وہ غیر منقسم ہندوستان میں ۱۹۴۶ء کے انتخابات ہوں جب کہ مولانا مودودی، مفتی محمود اور ان جیسے بہت سے نام نہاد لیڈر مسلمانوں کے بہکانے اور قائد اعظم کی قیادت سے بدظن کرنے میں مصروف تھے لیکن عوام نے ہندوستان کی تقسیم اور قیام پاکستان کے حق میں ووٹ دیا جب اس ملک کے عوام کو ۱۹۴۶ء میں گمراہ نہیں کیا جا سکا تو اب کون گمراہ کر سکتا ہے۔ اس ملک کے عوام بخوبی پہچانتے ہیں کہ کون قاتل ہے کون فاسق اور کون چور کون نااہل اور سامراج کا کارندہ اور یہی ان کے شعور کی پختگی کا ثبوت ہے کہ ذرائع ابلاغ پر مستقل پروپیگنڈے کے باوجود عوام کی سوچ کو اور ان کے فیصلے کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔؟

اس ملک کو اگر کبھی نقصان پہنچا ہے تو وہ محلاتی سازشوں سے جو غلام محمد، سکندر مرزا، ایوب خان اور یحییٰ خان کے دور میں روز کا معمول بن گئیں تھیں جب عوام کاروبارِ حکومت میں شریک نہیں رہے تھے اور چند بیوروکریٹ اور مہم جو جرنل عوام کو اقتدار سے علیحدہ رکھ کر اپنے طور پر فیصلے کر رہے تھے۔ تو ہم نے بین الاقوامی اور ملکی دونوں میدانوں میں رسوا کن ہزیمتیں اٹھائیں۔ لیکن عوام کی حکومت کے دوران پاکستان کا وقار عالمی سطح پر بلند تو ہوا ہے گھٹا نہیں۔ اس لئے جناب یہ بات تو چھوڑ ہی دیجئے کہ عوام چور یا ڈاکو کو منتخب کریں گے ممکن ہے جو آپ کے لئے چور یا ڈاکو یا قاتل ہو وہ عوام کے لئے نجات دہندہ ہو اور ہر قسم کا پروپیگنڈا ابھی اس کی یہ حیثیت عوام کے ذہنوں سے زائل نہ کر سکا ہو۔ اور عوام کبھی غلط نہیں سوچتے۔ بلکہ عوام کی سوچ اور فیصلے مثبت ہوتے ہیں ممکن ہے کہ کسی فردِ واحد کے لئے ان کی حیثیت منفی ہو۔

ملک میں بڑا شور ہے کہ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اس کا اظہار جنرل صاحب نے اپنے حالیہ انٹرویو میں بھی کیا ہے۔ اور اس مفروضے کی بنیاد پر پاکستان کے سابق صدر سابق وزیر اعظم اور اسلامی سربراہ کانفرنس کے چیئرمین قتل کا مقدمہ بھگت رہے ہیں۔ لیکن اس وقت کیا ہو گیا تھا جب جنرل صاحب کے ایک وزیر نے اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر مارشل لاء ضابطوں کا مذاق اعلیٰ فوجی اور سول حکام کی موجودگی میں اڑایا اس وقت ملک کا کوئی قانون حرکت میں کیوں نہیں آیا کیا صرف اس لئے کہ موصوف آجکل جنرل صاحب کے بہت قریب ہیں اور پھر یہ سب اس وقت ہو جب سادگی کی تلقین کی جا رہی ہے اور سابقہ حکومت پر عیاشی اور فضول خرچی کے الزامات لگائے جا رہے ہیں ان چیزوں کا اگرچہ نوٹس قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود نے بھی لیا ہے لیکن وہ بھی جنرل ضیاء سے صرف درخواست کر پاتے ہیں اگر وہ اس معاملے میں تھوڑے سے بھی مخلص ہوتے تو قومی اتحاد کے صدر کی حیثیت سے چوہدری ظہور الٰہی کو اس قانون شکنی اور عیاشی پر واپس بلا لیتے کیونکہ اس طرح قومی اتحاد کی بھی بدنامی ہوتی ہے لیکن مفتی محمود صاحب صرف جنرل ضیاء سے درخواست کر کے خاموش ہو گئے۔ یہ سب عوام کو بیوقوف بنانے کے طریقے ہیں جبکہ وہ ان طریقوں سے اب متاثر نہیں ہوں گے۔

اسی دوران میاں طفیل بھی بہت دور کی کوڑی لائے کیوں کہ بہت عرصے بعد اے کے بروہی صاحب سچ بولے تھے لیکن میاں جی کو بروہی صاحب کا سچ بولنا پسند نہیں آیا اور وہ ناراض ہو گئے۔ میاں جی کیا کریں سچ کی گولی ہوتی ہی اتنی کڑوی ہے کہ حلق سے اتارنی بہت مشکل ہوتی ہے اور پھر اگر سب لوگ سچ بولنے لگے تو جو شش پر تو کچھ نہیں گذری جو ان کے پیر و مرشد مولانا مودودی پر گذرتی۔ چنانچہ اس سچ پر میاں جی فوراً سیخ پا ہو کر بولے کہ بروہی صاحب اس حکومت کے اقدامات کو عارضی کیوں کہتے ہیں یہ حکومت جو بھی کام کرے گی وہ آئندہ آنے والے حکمرانوں کے لئے ایسے ہی ہوں جیسے قرار دادِ مقاصد کہ اس کو کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکا اب میاں جی کو کون سمجھائے کہ قرار دادِ مقاصد کسی فردِ واحد کی تیار کردہ نہیں ہے یا اسے مارشل لاء کے کسی ضابطے یا حکم کے ذریعے نافذ نہیں کیا گیا تھا بلکہ پاکستان کی پہلی آئین ساز اسمبلی نے تیار کی تھی جس کی آئینی اور نمائندہ حیثیت کبھی متنازعہ نہیں رہی تو میاں جی جمہوری اور آئینی اداروں کے کئے گئے اقدام کو ہمیشہ دوام ہوتا ہے نہ کہ فردِ واحد کے اقدامات کو اس لئے آپ اے کے بروہی کے اس بیان کو سچ کی کڑوی گولی سمجھ کے نگل ہی لیں۔

جہاں میں تیرا فسانہ ہے کیا؟

بیرونی اخبارات سے

ان دو صفحات پر ہم پاکستان کی موجودہ صورتحال پر انگریزی کے دو ہفت روزہ جرائد ٹائم یکم جنوری ۱۹۷۹ء فار ایسٹرن اکنامک ریویو ۵ جنوری ۱۹۷۹ء کے تبصرے شائع کر رہے ہیں۔ ان دونوں جریدوں نے اپنے تبصروں میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی سپریم کورٹ میں اپیل کے پس منظر میں پاکستان کے حالات کو دیکھنے کی کوشش کی ہے یہ دونوں رسائل پاکستان میں اس وقت بھی دستیاب ہیں۔

بھٹو کو یا تو پھانسی گھاٹ سے رہائی ملیگی

یا پھر ہمیشہ کیلئے قاتل قرار پائیں گے

ٹائم اور فار ایسٹرن اکنامک ریویو کے تبصرے

فار ایسٹرن اکنامک ریویو میں اسلام آباد سے سلامت علی نے حسب ذیل مراسلہ بھیجا ہے

اس وقت سپریم کورٹ جناب بھٹو کے فیصلے کو مرتب کر رہی ہے جس کے تحت یا تو جناب بھٹو کو پھانسی گھاٹ سے رہا کر دیا جائے گا یا پھر ان پر ہمیشہ کے لئے ایک قاتل کا الزام لگا دیا جائے گا سپریم کورٹ کی جانب سے سزا کے فیصلے کے بعد حکمرانوں کی لامحدود طاقت کے سامنے ایک اور مسئلہ درپیش ہوگا جس کی بنیاد پر یا تو موجود حکومت کو اچھے معنوں میں یاد کیا جائے گا یا پھر برے معنوں میں

جناب بھٹو کا مقدمہ ساری دنیا میں سب سے زیادہ مشتہر ہوا ہے، عین اسوقت جب سپریم کورٹ میں جناب بھٹو کا مقدمہ سات ماہ کے طویل مگر تکلیف دہ عرصہ میں زیر سماعت تھا تو اسی دوران غیر ملکی وکلا اس سے متعلق الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کر

اس ضمن میں سب سے زیادہ کلاسیکل ریمارک فرانس کے وکیل کا ہے جو حال ہی میں انسانی حقوق کی جانب سے بھٹو کا مقدمہ سننے آئے تھے، فرانس میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر ایسا مقدمہ فرانس کی کسی بھی عدالت میں چلتا تو چند منٹوں میں خارج کر دیا جاتا۔ امریکہ کے سابق اٹارنی جنرل رمزے کلارک نے بھی اس مقدمے سے متعلق اپنے خیالات کا کھل کر اظہار کیا ہے لیکن پاکستان میں رہتے ہوئے اس مقدمے سے متعلق کسی قسم کی رائے زنی نہیں کی جا سکتی کیونکہ ایسا کرنے سے توہین عدالت کا ارتکاب ہوتا ہے

جناب بھٹو کے مقدمے کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی وزارت اعظمی کے دوران اپنے ایک سیاسی حریف رضا قصوری جو ایک معمولی حیثیت کا سیاست دان ہے اور جو جلد جلد پارٹیاں بدلتا رہتا ہے کو فیڈرل سیکورٹی فورس کے ذریعہ جان سے مروانے کی کوشش کی لیکن اس کی بجائے ان کے والد گولی کا نشانہ بن گئے

پاکستان کے سابق اٹارنی جنرل جناب بھٹو کے وکیل تھے انہوں نے سپریم کورٹ میں بتایا کہ یہ مقدمہ ذہنی اختراع کے سوا کچھ نہیں ہے یہ ایک گہری سازش ہے جس کا مقصد ایک مقبول رہنما کو سیاست کے افق سے ہٹانا مقصود ہے کیونکہ اس رہنما کو عام جمہوری طریقہ سے شکست دینا مشکل ہے اس مقدمہ قتل میں واحد گواہ فیڈرل سیکورٹی فورس کے سابق ڈائریکٹر مسعود محمود کی ہے جس نے بھٹو کے حکم پر مبینہ طور پر رضا قصوری کو قتل کرنے کی کوشش کی۔

یحیٰی بختیار نے اپنے دلائل میں مزید بتایا کہ ہر چند فیڈرل سیکورٹی فورس کو موجودہ حکومت نے اقتدار پر قابض ہوتے ہی ختم کر دیا ہے لیکن مبینہ قتل کی سازش کا گواہ مسعود محمود ہنوز ملازمت میں ہے انھوں نے حکومت کے ریکارڈ کے حوالے سے بتایا ہے کہ "قتل کے چار ملزم ہیں جنہوں نے گولی چلائی تھی، ان میں سے ایک حادثے کے دن کراچی میں موجود تھا جو جلسے

بھر جھنجتے رہتے تھے انہوں نے عدالت کو
بتایا کہ کیونکہ وہ ایک سیاسی رہنما تھے اسی لئے
یہ حالات برداشت کر گئے لیکن میری جگہ کوئی
اور ہوتا تو ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتا، قتل کے
الزام کی نفی کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں
جرائم پیشہ فرد نہیں ہوں بلکہ ایک قومی رہنما
ہوں کیا قومی رہنماؤں کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ

رضا قصوری
صبح و شام
پارٹیاں
بدلنے والا
ایک معمولی
سیاستدان ھے

حادثہ سے ایک ہزار میل فاصلے پر ہے
اس سلسلے میں سب سے دلچسپ بات یہ
ہے کہ سپریم کورٹ میں جب مقدمے کی سماعت
ختم ہوئی تو اس روز چار ملزمان میں سے ایک نے
غصہ میں پولیس والے سے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ
ٹھیک سے برتاؤ نہیں کرو گے تو ہم سارا بھانڈا
پھوڑ دیں گے، یہ ریمارک مقامی اخبارات میں
شائع ہوا ہے، یحییٰ بختیار نے کورٹ کو یہ
بھی بتایا ہے کہ جناب چار ملزمان نے جرم کا
اقرار کیا ہے، انہیں انتظامیہ نے پہلے ہی
معاف کر دیا ہے
سپریم کورٹ میں مقدمے کی سماعت کے
دوران ایک اہم واقعہ جناب بھٹو کی سپریم کورٹ
میں پیشی تھی۔ انہوں نے اس موقع پر ان افراد
کو شدید مایوس کیا جو جناب بھٹو کی زبان سے
سنسنی خیز انداز میں موجودہ حکومت پر الزامات
کی کہانی سننا چاہتے تھے، انہوں نے اپنے
دلائل کو مقدمے کے تقاضوں تک محدود رکھا
اور وہ سب کچھ کہہ دیا جو اس مقدمے کی حیثیت
کو ختم کر سکتا تھا
جناب بھٹو نے اپنے دلائل میں کہا کہ لاہور
ہائیکورٹ کے جج ذاتی طور پر ان سے پرخاش
رکھتے تھے، انہوں نے نہ صرف یہ کہ ذلیل و رسوا
کیا بلکہ سرے مقدمے کی کھلی عدالت میں سماعت
نہیں کی اور مجھے اپنی صفائی پیش کرنے کا
موقع نہیں دیا گیا

مقدمے کے اختتام سے سب سے زیادہ
خوشی راولپنڈی کے پولیس والوں کو ہوئی ہے
جب تک جناب بھٹو سپریم کورٹ میں اپنے
دلائل دیتے رہے، پنڈی کی پولیس
تمام کالجوں اور اسکولوں کے دروازوں کے سامنے
پہرہ دیتی رہی، جس میں اہم چوراہے بھی شامل
تھے پولیس نے سپریم کورٹ کے گرد دو میل
تک راستے کو بھی ٹریفک کے لئے ممنوع
قرار دیا تھا

ٹائم

دریں اثنا ہفت روزہ ٹائم نے اپنی تازہ
اشاعت میں سپریم کورٹ میں جناب بھٹو کے
مقدمے سے متعلق اپنی رپورٹ میں لکھا ہے
کہ بھارت، کے پڑوسی ملک پاکستان کا ایک
معزول رہنما کورٹ میں اپنی پیشی کے آخری دن
پورے کر رہا ہے، مسٹر بھٹو سپریم کورٹ
میں لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف
اپنے دلائل پیش کرنے آئے تھے جس نے
انہیں پھانسی کی سزا سنائی تھی، مسٹر بھٹو جو دبلے
زرد مگر پروقار نظر آ رہے تھے، مسٹر بھٹو جو بظاہر
پژمردہ نظر آ رہے تھے کسی حد تک مضمحل ہونے
کے علاوہ اپنے اندر اعتماد کی کمی محسوس کر رہے
تھے مسٹر بھٹو نے بتایا کہ جیل میں انہیں پھانسی گھر
کے وارڈ کے قریب محبوس کر دیا تھا جو رات

کیا جاتا ہے؟ ایک جگہ اپنے بیان میں انہوں
نے کہا کہ اس رسوائی سے تو بہتر تھا کہ وہ مجھے
انقلابی انداز میں ہی ختم کر دیتے قطع نظر اس کے
کہ سپریم کورٹ کیا فیصلہ سناتی ہے ایک
حقیقت یہ ہے کہ جناب بھٹو کا مقدمہ ضیاء الحق
کے لئے ایک مسئلہ بنا ہوا ہے، جب تک
بھٹو زندہ ہے وہ ضیاء کی حکومت کے خلاف
حزب اختلاف کا اہم رہنما ہے جس کے ساتھ عوام
جائیں گے لیکن اگر انہیں پھانسی کی سزا دے
دی جاتی ہے تو عبوری حکومت کو انسانی حقوق
سامنے مغربی حکومتوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا

جماعت اسلامی کی "اسلامی مملکت" قائم ہوگئی تو۔

تمام غیر مودودیوں پر

رزق اور روزی کے دروازے بند کر دیئے جائینگے

جماعت اسلامی نے دنیا کے سامنے اسلام کو مسخ کر کے پیش کرنے کا فریضہ سنبھال رکھا ہے

جماعت اسلامی، اس دنیا کی وہ جماعت ہے جس نے اپنے سامراجی آقاؤں کے اشارے پر عامتہ المسلمین کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے اور غیر مسلموں کو "اقامت دین" کے نعرے کے سہارے اسلام سے بدظن کرنے اور دنیا کے سامنے اسلام کو مسخ کر کے پیش کرنے کا فریضہ سنبھال رکھا ہے اور اس فرض کو بحسن و خوبی ادا کر رہی ہے۔

اسلام وہ مذہب ہے جو تمام مذاہب سے زیادہ مذہبی رواداری سکھاتا ہے جس کے زیر سایہ آنے کے بعد عیسائی، یہودی، زرتشتی، ہندو، بدھ غرضیکہ ہر مذہب کے پیروکار امن و امان اور تحفظ کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں۔ ان کی عزت ان کی جان اور ان کا مال، اور ان کا ذریعہ معاش مکمل طور پر محفوظ ہوتا ہے۔ وہ ہر شعبۂ زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اسلامی مملکت غیر مسلموں پر رزق اور روزی کے دروازے بند نہیں کرتی۔ مسلمانوں کی تاریخ ایسی بے شمار مثالوں سے بھری پڑی ہے جبکہ غیر مسلم اسلامی مملکت میں اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ اور انھوں نے فوج میں بھی نمایاں کردار ادا کیا ہے

مگر جماعت اسلامی اور اس کے "بھاڑے کے ٹٹو" اسلام کی اس مذہبی رواداری (سیکولرزم) کے سخت دشمن ہیں اس کی مثالیں جماعت اسلامی کے پالے ہوئے نام نہاد دانشور اپنے مضامین میں کرتے رہتے ہیں اور یہ مضامین جماعت اسلامی کے نظریات کا پرچار کرنے والے رسائل و جرائد اور اخبارات میں زیورِ طبع سے بھی آراستہ ہوتے ہیں۔ ان رسائل و جرائد نے پچھلے ایک ڈیڑھ سال کے دوران اس قسم کے مضامین کے ذریعہ اسلام پر بہت گند اچھالی ہے۔ یہ رسائل مختلف سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں متعین اپنے جاسوسوں کے ذریعہ ایسے افراد کی فہرستیں شائع کرتے ہیں جو جماعت اسلامی کے فلسفے کے مخالف ہیں۔ انہیں کمیونسٹ دہریہ، مشرک، کافر اور قادیانی وغیرہ قرار دے کر حکومت کو مشورہ دیتے ہیں کہ ان افراد کو فوراً ملازمتوں سے علیحدہ کر دیا جائے

اس کی تازہ مثال ہفت روزہ زندگی کے تازہ شمارے کا اداریہ ہے جس میں جماعت اسلامی کے "بھاڑے کے ٹٹو"، مسٹر الطاف حسن قریشی نے اپنی

جماعت اسلامی کے اخبارات و جرائد غیر مودودیوں کو کمیونسٹ قرار دے رہے ہیں

جماعت کے علم دشمن وزیر اطلاعات محمود اعظم فاروقی کو سخت و سست کہا ہے کہ ان کی موجودگی میں بھی ریڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے اداروں میں کمیونسٹ بھرے ہوئے ہیں اور وہ اپنی من مانی حرکتوں اور ہتھکنڈوں کے ذریعہ جماعت اسلامی کی نشریاتی پالیسی کے تحت شروع ہونے والے نئے "تبلیغی" یا منفی پروپیگنڈے پر مبنی پروگراموں کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ ان کا اثر ہی زائل ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں جماعت اسلامی کے "بھاڑے کے ٹٹو" نے سب سے زیادہ نکتہ چینی ظلم کی داستانوں کے انداز پیش کش پر کی ہے۔ اور جماعت اسلامی کے مجاہد اعظم، محمود اعظم فاروقی کو مشورہ دیا ہے کہ وہ جب تک ان اداروں سے کمیونسٹ عناصر کا خاتمہ نہیں کریں گے۔ انھیں بے روزگار نہیں کریں گے جماعت اسلامی کے پروپیگنڈے کے مثبت نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ اس "بھاڑے کے ٹٹو" کو یہ کہنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ اس پروگرام کے باوجود پاکستان کے عوام میں بھٹو کے لئے کوئی نفرت پیدا نہیں ہوئی ہے بلکہ لوگوں نے اس پروگرام کا الٹا ہی اثر لیا ہے۔ جماعت اسلامی کے اخبارات و جرائد کے لئے یہ صورت حال واقعی تشویشناک ہے کیونکہ اس پروگرام کے عمومی تاثرات کے بارے میں جماعت کی گستاپو نے ان کو بھی اطلاعات فراہم کی ہیں۔ چنانچہ جماعت اسلامی کے جو دانشور اس پروگرام کا منصوبہ تیار کرنے کے ذمہ دار ہیں ان کی نااہلی پر پردہ ڈالنے کے لئے اب

اس نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ان کارندوں کے حلقوں پر اپنے دانت گاڑنے کی کوشش کی ہے جو اس نظر میں ناپسندیدہ ہیں۔

ہم یہاں مارشل لاء حکومت سے مطالبہ کریں گے کہ وہ جماعت اسلامی کے اس کھیل کو سمجھے اور یہ جاننے کی کوشش کرے کہ اس تمام تر کوشش صرف یہی ہے کہ اسلام کو نہایت بھونڈے انداز میں جو اس کا اپنا مخصوص انداز ہے پیش کرے۔ ہم مارشل لاء حکام سے اور خاص طور پر جنرل ضیاء الحق سے کہیں گے کہ وہ جماعت اسلامی کے اس پروپیگنڈے سے ہوشیار رہیں بھلا کونسے اسلام نے یہ اجازات دی ہے کہ غیر مسلموں کو بے روزگار کر کے انھیں بھوکوں مار اجائے کجا یہ کہ ان مسلمانوں کو بے روزگار کیا جائے جو مولانا مودودی پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔ بہر حال اچھا ہوا جماعت اسلامی کی بلی اچھی طرح تھیلے سے باہر آگئی۔

اگر جماعت اسلامی کے معیار کے مطابق جماعت اسلامی کے مسلک سے اختلاف رکھنے والوں کو اُسے کیمونسٹ ہی کہنے کا شوق ہے تو ہم اس کی کجروی کی اصلاح کے لئے اور عوام کو جماعت اسلامی کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے بچانے کے لئے عرض کر دیں کہ جماعت اسلامی، اس کے بانی، اس کے تمام لیڈر جس وقت قیام پاکستان کی شدومد سے مخالفت کر رہے تھے اس وقت کیمونسٹ پارٹی ہی وہ واحد جماعت تھی جس نے ایک قرارداد منظور کی تھی اور قیام پاکستان کی حمایت کی تھی اور قیام پاکستان کی حمایت کی تھی اور کہا تھا کہ اگر مسلمان حق خود ارادی کی بنیاد پر الگ وطن یعنی پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں تو انھیں یہ حق ملنا چاہیئے۔

لہٰذا اگر اس معیار سے بھی دیکھا جائے تو کیمونسٹ پاکستان کا اتنا دشمن نہیں ہو سکتا جتنا جماعت اسلامی کے لیڈر یا ان کے بھاڑے کے "ٹٹو" ہو سکتے۔ اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے۔ ہم سیدھے سادے مسلمان صحیح العقیدہ مسلمان ان لوگوں کو کیمونسٹ قرار دے سکتے ہیں جمعیت العلمائے پاکستان وغیرہ یا فقہ جعفریہ کے مسلکوں کے حامی ہیں

ولی خان نے
کیا کیا رنگ
بدلے

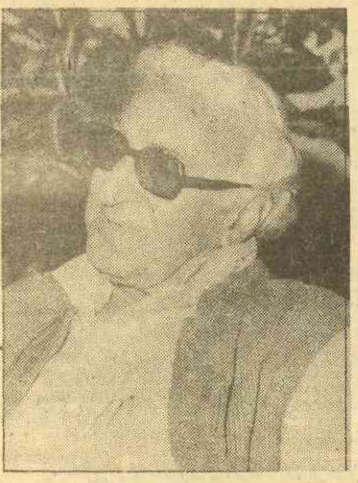

جنید بلوچ

وہ باتیں
جنہوں نے ولی خان کو ولی خان بنایا تھا

ولی خان کا تعلق محمد زئی قبیلے سے ہے جو بذات خود درانی ابدالی قبیلہ کی بارکزئی شاخ کی ایک ذیلی شاخ ہے، سابق افغانستان کے حکمران صدر داؤد خان بھی آخری محمد زئی بادشاہ ظاہر شاہ کے چچازاد بھائی ہیں چنانچہ عبدالغفار کے خاندان کا افغانستان کے شاہی خاندان سے قریبی تعلق ہے ولی خان وہ نہیں رہا جو پہلے تھا اب اس میں بڑی تبدیلی آچکی ہے ان سطور میں میں ولی خان کے ان مذاکرات اور بیانات پر روشنی ڈالوں گا جو کہ بھٹو کے جیل جانے اور ولی خان کی رہائی کے بعد نظر سے گزرے ہیں ہم ان مذاکرات اور بیانات سے صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جناب وزارت عظمیٰ کے خواب دیکھنے لگے ہیں

مارچ ۱۹۷۸ء میں افغانستان سے بات چیت کے دوران طے پایا تھا کہ افغانستان میں پاکستان کے مخالف جو پشتون اور بلوچ پناہ گزین ہیں اور جو افغانستان میں رہ کر پاکستان کے خلاف کارروائیوں میں مصروف ہیں ان کو افغانستان سے نکال دیا جائے اس معاہدہ کے خلاف بلوچوں کا ایک تین رکنی وفد یورپ گیا اور وہاں ریڈ کراس اور دوسری تنظیموں سے اپیل کی افغان حکومت ایک طے شدہ معاہدہ کے تحت ہمیں افغانستان سے نکال رہی ہے انہیں مجبور کیا جائے ہمیں پناہ گزین کی حیثیت سے تسلیم کر لے اس معاہدہ کے تحت کارروائی ہونے والی تھی کہ افغانستان کے سردار داؤد خان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا افغانستان

بلوچ اب وہ پگڑی کھول
دیں گے جو انہوں نے
ولی خان کے سر باندھی تھی

کی باگ دوڑ انقلابی رہنما نور محمد ترہ کی نے سنبھالی بلوچوں اور پختونوں کو یہ ضمانت دی کہ بلوچ اور پختون پناہ گزین کی حیثیت سے افغانستان میں رہ سکتے ہیں تا آنکہ افغانستان اور پاکستان کے درمیان ان مسائل پر از سر نو گفتگو نہ ہو جائے حال ہی میں ولی خان نے بی بی سی کے نمائندہ Page [illegible] کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس وقت میں نہیں جانتا کہ موجودہ حکومت مارشل لاء کی ہے یا سویلین اور وہ انتخابات ہونے کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

اب ولی خان کے بیان اور ان میں تضادات کا میں ایک بلوچ اسٹوڈنٹس کی حیثیت سے تنقیدی جائزہ لیتا ہوں

روزنامہ جنگ ۱۷ جنوری ۱۹۷۸ء کراچی

"قومی اتحاد سے نکلنے والے کرسی کے لالچی ہیں ہمیں کرسیوں کی کوئی پرواہ نہیں، ہمارا مقصد عوام کے غصب کردہ حقوق بحال کرنا ہے انتخابات میں کچھ تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں مگر سیاست دانوں کا محاسبہ کر کے ان کے عوام دشمن کارناموں سے عوام کو آگاہ کیا جائے

مزید کہتے ہیں

بھٹو نے بلوچستان میں فوج اور پختونوں کو لڑایا لیکن پختون وہاں سے نکل آئے ہیں، اب فوج اور بھٹو کے درمیان جنگ ہے

خان عبدالولی خان نے جیل سے نکلتے ہی چند ہفتوں بعد این، ڈی، پی میں شمولیت اختیار کی (در پردہ پہلے سے شامل تھے) این ڈی پی کے سربراہ شیر باز مزاری نے قومی اتحاد پر یہ الزام لگا کر علیحدگی اختیار کی کہ ہم نے تو صرف بھٹو کو ہٹانے کے لئے تحریک چلائی تھی نہ کہ فوجی حکومت میں شامل ہونے کے لئے اس طرح این ڈی پی قومی اتحاد سے نکلنے والوں میں تیسرے نمبر پر رہی اس کا مطلب یہ ہوا کہ ولی خان کی شمولیت اور این ڈی پی کا اتحاد سے علیحدگی کرسی کے لالچ کا نتیجہ تھی۔ ولی خان کا مقصد عوام کے غصب کردہ حقوق بحال کرنا نہیں تھا کیا جولائی ۱۹۷۷ء سے دسمبر ۱۹۷۸ء تک عوام کے حقوق غصب نہیں ہوئے؟ صحافت پر پابندیاں نافذ نہیں ہوئیں؟ کالے قوانین رائج نہیں ہوئے ہے؟ کوڑے لگانے کی نمائش نہیں ہوئی؟ دنیا بھر میں پہلی بار صحافیوں نے کوڑے نہیں کھائے؟

ولی خان صاحب ان سب سوالوں کے جواب میں صرف خاموشی اختیار کریں گے کیونکہ اب ان کے تیور بدل گئے ہیں، اب واویلا مچانے سے کیا فائدہ، وہ تو خود ہی شور مچاتے ہیں کہ محاسبہ ہونا چاہیئے اگر محاسبے کی وجہ سے انتخابات میں تاخیر ہو جائے کوئی حرج نہیں کیونکہ انہیں کرسی کا لالچ نہیں تھا۔ اگر وہ سیاست دانوں کے مشہور مرض یعنی مرض نسیان میں مبتلا نہیں تو انہیں یاد ہوگا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر انتخابات وقت پر نہ ہوئے (وقت کا خیر انہوں نے تعین نہیں کیا تھا) تو میں اس حکومت کے

اب تو ولی خان جمہوریت اور سیاست دونوں بھول گئے ہیں

خلاف بھی تحریک چلاؤں گا اب عوام ان سوالات کا جواب بھٹو سے نہیں آپ سے کرتے ہیں کیا آپ جواب دے سکتے ہیں؟

کیا عوام کے غصب کردہ حقوق بحال ہو گئے ہیں؟ کیا انتخابات مستقبل قریب میں ہونے والے ہیں؟ کیا تمام سیاست دانوں کا محاسبہ ہو چکا ہے؟

ولی خان صاحب آپ نے یہ کہتے ہوئے کچھ شرمندگی محسوس نہیں کی کہ بھٹو نے بلوچستان میں فوج اور پختونوں کو لڑایا۔ لیکن اب پختون وہاں سے نکل آئے ہیں اب فوج اور بھٹو کے درمیان جنگ ہے

ولی خان بہادر کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کتنے پختونوں کا مال سستے داموں نیلام ہوا ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۸ء تک کتنے پختون مرے، کتنے پختون گھر سے بے گھر ہوئے، کتنے پختونوں کی عزت لٹی، کیا کیا مظالم تھے جو بلوچوں نے سہے بلوچ بچیوں کو منڈی میں فروخت کیا گیا بلوچوں کا مال یعنی مویشی سستے داموں نیلام ہوا، میدان مزاحمت میں بلوچ سرفروش شہید ہوئے مگر آپ نے صرف اپنی رہائی اور بھٹو کی اسیری کے بدلے بلوچوں قومی اور جمہوری جدوجہد کو بدنام کرنے کے لئے تمام الزام صرف پیپلز پارٹی اور بھٹو پر رکھ دیا اور خود کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے مختلف حیلے اور بہانے تراشے براہ کرم آپ بلوچوں کی جدوجہد کو بدنام نہ کریں بلوچوں کی جدوجہد آپ اور چند سمجھوتہ باز لیڈروں کی رہائی پر موقوف نہیں۔ یہ سراسر ناانصافی ہے

شیر محمد مری نے سچ کہا تھا کہ ولی خان یاد رکھیں کہ آپ کے سر پر پگڑی بلوچوں نے باندھی ہے بلوچ اس کو کھولنا بھی نہیں جانتے ہیں بلوچوں نے آپ کا وقار بلند کیا ہے آپ بلوچوں کو بدنام کرنے کے در پے ہیں رہائی پاتے ہی جمہوری جدوجہد کو صرف بھٹو مظالم سے منسلک کر کے اس جدوجہد کو بدنام کرتے ہیں

۱۷ جون ۱۹۷۸ء فار ایسٹرن اکنامک ریویو کے نمائندہ لندن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا تین باتوں پر موجودہ حکومت کی حمایت کرتا ہوں پہلا موجودہ فوجی حکومت اور سابق فوجی حکومتوں میں فرق ہے، مثلاً ایوب خان طویل منصوبہ بندی کے بعد برسر اقتدار آئے تھے دوسرا موجودہ حکومت سابقہ حکومت کی دھاندلیوں کا محاسبہ کر رہی ہے تیسرے اس نے آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کا وعدہ کیا ہے

خان صاحب اب آپ اپنی باتوں پر شک کر رہے ہیں کیا آپ بھول گئے کہ آپ نے موجودہ حکومت اور سابق فوجی حکومتوں میں بڑا فرق محسوس کیا تھا مگر ولی خان آپ یہ بھول گئے کہ ۷۷ء میں قومی اتحاد کے مظاہرے جلاؤ گھیراؤ اور پہیہ جام ہڑتال یہ سب کچھ خود عوام کے خلاف تحریک نہیں تھا کیا اس کا مقصد صرف یہ نہیں تھا کہ فوج کو کسی نہ کسی عنوان بھی ملکی سیاست میں ملوث کر دیا جائے

باقی صفحہ ... پر

چیئرمین بھٹو نے کہا

مولانا مودودی کو تکلیف کیوں ہے؟

یہ لوگ اسلام کا نام غلط استعمال کرتے ہیں

ان صفحات میں جناب بھٹو کی ان تقاریر کے اقتباسات دیئے جا رہے ہیں جو انہوں نے دسمبر ۱۹۷۰ء میں ہونے والے انتخابات کے سلسلے میں کی تھیں جناب بھٹو کی یہ تقاریر ان کے دورہ سرحد کی ہیں جب وہ انتخابی دورے کے تقریباً آخری مرحلے میں تھے یہ تقاریر انہوں نے ۴ نومبر ۱۹۷۰ء اور ۵ نومبر ۱۹۷۰ء کو کیں تھیں

جناب بھٹو نے ۴ نومبر ۱۹۷۰ء کو چارسدہ کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

وہ علاقوں، نسلوں اور رنگوں کے امتیازات کو قطعاً بھول جائیں اور آنے والے انتخابات میں صرف ان لوگوں کو ووٹ دیں جو علاقائی اور رنگ و نسل کے امتیازات سے مبرا ہوں۔ جو وحدت اور سالمیت پاکستان پر یقین رکھتے ہوں اور جنہیں عوامی دکھوں اور تکلیفوں کا صحیح احساس ہو۔ وہ سرمایہ داروں ان کے ایجنٹوں اور معاشی لوٹ مار کرنے والوں کا انتخاب بالکل نہ کریں

پیپلز پارٹی دو طرفہ حملوں کا نشانہ ہو رہی ہے ایک طرف تو ہمارے مخالفین کو متحد کیا جا رہا ہے دوسری طرف ہمارے کارکنوں سے جیلیں بھری جا رہی ہیں مقصد صرف یہ ہے کہ ہم حوصلے ہار دیں اور مقابلے سے ہٹ جائیں۔ مگر ہم حوصلے نہیں ہاریں گے انتخابات کا بائیکاٹ نہیں کریں گے اور ہر صورت میں انتخابات میں شریک ہوں گے اور انشاء اللہ اپنے مخالفین کو شکست فاش دیں گے

مولانا مودودی خود کو اسلامی آئیڈیالوجی کا تنہا محافظ سمجھتے ہیں اگر انہیں اپنی ذات اور اپنے کارناموں پر اتنا ہی بھروسہ ہے تو وہ لاہور سے کیوں انتخاب نہیں لڑتے جب قائد ملت مرحوم مشرقی پاکستان سے انتخاب لڑ سکتے تھے تو مولانا مودودی لاہور سے کیوں اُمیدوار کھڑے نہیں ہوتے۔ لاہور میں تو وہ برسوں سے مقیم ہیں لاہور تو ان کی جماعت کا ہیڈ کوارٹر ہے

نوشہرہ میں جناب بھٹو نے تقریر کرتے ہوئے مولانا مودودی کا ذکر اسطرح کیا۔

جماعت اسلامی کے امیر مولانا مودودی مجھے کافر کہتے ہیں یہ فتویٰ دیتے وقت وہ بھول جاتے ہیں کہ میرا نام ذوالفقار علی ہے۔ میں علی کی تلوار ہوں۔ لیوں بھی جس نام کا جزو "علی" جیسا خیبر شکن بہادر مسلمان ہوں وہ کافر نہیں ہو سکتا البتہ وہ کافر شکن ہو سکتا ہے مولانا مودودی نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ لاہور کی سرزمین کی پیشانی پر یہ داغ نہیں لگنا چاہئیے کہ وہاں سے بھٹو کامیاب ہوں مولانا مودودی کو پتہ تکلیف کیوں ہے کہ میں لاہور سے انتخاب لڑ رہا ہوں ان کی نیندیں اس غم میں کیوں رخصت ہو گئی ہیں یہ لاہور سے بھٹو انتخاب نہیں لڑ رہا یہ عوام مودودی کے خلاف انتخاب لڑ رہے ہیں خواہ مودودی کتنے ہی بیانات کیوں نہ دیں وہ خواہ سارے لوگوں کو میرے خلاف متحد ہو جانے کی کتنی بھی تلقین کیوں نہ کریں میرے خلاف کفر کے فتوے کیوں نہ صادر کریں انشاء اللہ عوام انہیں شکست سے دوچار کریں گے۔

۵ نومبر ۱۹۷۰ء کو پشاور سے بائیس میل دور شب قدر کے مقام پر خطاب کرتے ہوئے کہا۔

پاکستان کی تیس سالہ تاریخ میں عوام کو پہلی بار یہ حق ملا ہے کہ وہ ووٹ کا استعمال کریں اور انہوں نے یہ حق بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے۔ اس لئے حکومت پر یہ بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ آزادانہ اور پرسکون ماحول میں انتخابات کا انعقاد کرے اور کسی فریق کا ساتھ نہ دے۔ آپ اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کریں اور صرف ایسی پارٹی کے نمائندوں کو ووٹ دیں جن کا ماضی صاف ستھرا ہو اگر آپ نے انتخابات میں حصہ لینے والی پارٹیوں کے ماضی کو پیش نظر رکھا اور خدمت اور صلاحیت کو استحقاق کی بنیاد بنایا تو مجھے یقین ہے کہ آپ پیپلز پارٹی کے سوائے کسی اور جماعت کے نمائندے کو بالکل ووٹ نہیں دیں گے۔

۵ نومبر کو ہی ڈیرہ اسماعیل خان میں انتخابی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے جناب بھٹو نے کہا یہ لوگ برس ہا برس سے اسلام کا نام غلط طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ یہ اسلام کی روح کو تو بالکل سمجھتے نہیں ہیں محض خول سے کام چلاتے ہیں۔ اگر یہ اسلام کے دوست ہوتے اگر انہیں اس سے حقیقی لگاؤ ہوتا تو یہ اسلام کے معاشی انصاف و عدل کو رائج کرنے کی کوشش کرتے اور سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ کی حوصلہ افزائی نہ کرتے۔ مگر یہ لوگ تو سامراجی سرمایہ داروں کے ایجنٹوں کے طور پر معروف عمل ہیں یہ لوگ تو سرمایہ دارانہ نظام کی جڑیں اس ملک میں مضبوط کرنے میں لگے ہیں۔

میں آپ کے اس پسماندہ علاقے سے اس لئے اُمیدوار بنا ہوں کہ اس علاقہ کی پسماندگی دور کروں یوں بھی صوبہ سرحد کے اس انتخابی حلقہ سے انتخاب لڑ کر صوبائی حد بندیوں اور علاقائی تنگ نظری کی دیواروں کو مسمار کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے لوگ صوبوں اور علاقوں کی حد بندیوں پر یقین نہیں رکھتے ہیں

کارکنوں نے عہد کیا کہ وہ

قائد عوام کے مشن کو جاری رکھیں گے

پیپلز پارٹی غریبوں کی جماعت ہے جس کے بغیر حکومت نہیں چل سکتی

ملتان

مورخہ ۵/ جنوری قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی اکیاونویں سالگرہ کے موقع پر مرکزی دفتر پاکستان پیپلز پارٹی دہلی گیٹ میں زیر صدارت جناب بابو فیروز الدین انصاری سابق سنیٹر عظیم الشان تقریب منائی گئی جس میں پیپلز پارٹی کے راہنما ڈاکٹر جی۔ بی۔ اے۔ جگر اور جناب عبدالقادر قادری نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے عظیم قائد کی سالگرہ پر بیگم نصرت بھٹو صاحبہ قائم مقام چیئرمین کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے اپنے قائد کی ملکی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے عظیم قائد کی ہمت، عزم، استقلال کو سلام کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ ہم اُن مشن کو جاری رکھیں گے اور ہر قسم کی قربانی کا عزم کیا گیا مقررین نے ٹی وی پر ظلم کی داستانیں پروگرام کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ قائد عوام عوام کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں اور اُن کی محبت کو عوام کے دلوں سے محو نہیں کیا جا سکتا انہوں نے ٹی۔ وی کی انتظامیہ کی پرزور مذمت کی اور کہا کہ پیپلز پارٹی پاکستان کی سب سے مضبوط جماعت ہے اور آنے والے الیکشن میں ۹۰ فیصد نشستیں حاصل کریگی اجلاس نے قائد عوام اور دوسرے کارکنوں کی رہائی کا مطالبہ کیا اور بعد میں دعا کی گئی اور سالگرہ کا کیک بابو فیروز الدین انصاری نے کاٹا۔

لاہور

۵ جنوری ۱۹۷۹ء کو تیسری دنیا کے عظیم قائد اور اسلامی سربراہی کانفرنس کے چیئرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ پر ملک بھر میں ان کے کروڑوں جانثاروں نے اپنے محبوب قائد کو حسین انداز میں تہنیت اور نیک تمناؤں کے پیغامات دیئے اور اس دن کو حسین انداز میں طورخم سے کراچی تک عقیدت و احترام سے منایا گیا اس کا تفصیلاً بیان کرنا بہت مشکل بات ہے اس روز ملک کا کوئی قریہ کوئی گلی کوئی شہر یا گاؤں ایسا نہ تھا جہاں اس عظیم راہنما کے لئے دست دعا دراز نہ ہوئے ہوں

میں ۵ جنوری کو نمائندہ راز داں کی حیثیت سے لاہور ہی میں موجود تھا یہ دن نہ صرف قائد عوام کا یوم پیدائش تھا بلکہ غریب عوام اور محنت کشوں کے لئے انتہائی مسرت و شادمانی کا دن تھا کیونکہ آج کے دن وقت کی گھڑیوں نے غریب عوام کے لئے خوشی کا شادیانہ بجایا اور اس مبارک دن ایسے شخص کے روپ میں ایک مدبر نڈر مخلص رہنما اور اہل بصیرت شخصیت انسان کی ولادت ہوئی جسے آج پاکستان بھر کے عوام

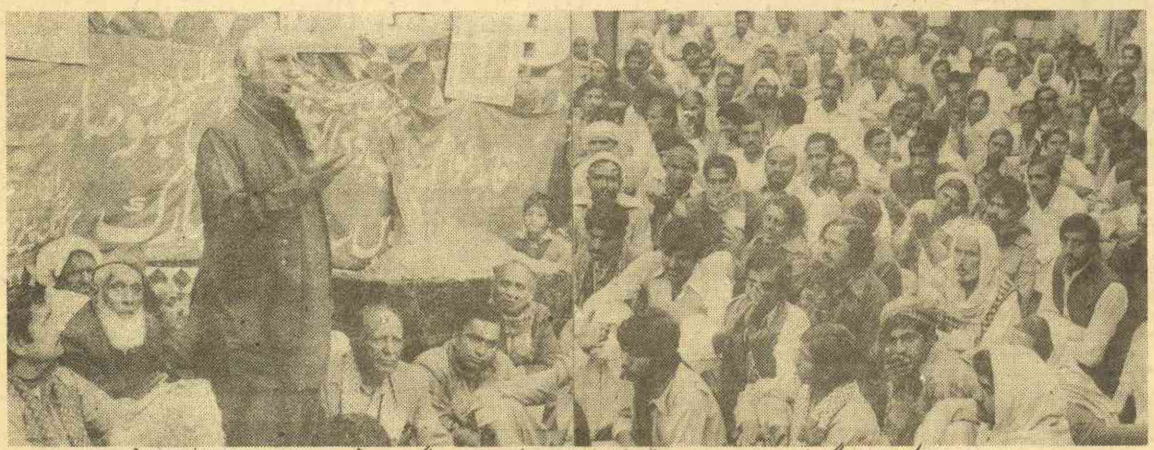

ملتان میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ۵۱ - سالگرہ کے موقع پر پیپلز پارٹی ملتان کے راہنما ڈاکٹر۔ بی۔اے ۔جگر خطاب فرما رہے ہیں ان کے ساتھ ہی بابو فیروز الدین انصاری اسٹیج سیکریٹری عبدالقادر قادری بیٹھے ہیں۔

قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کہتے ہیں

۵ جنوری ۱۹۷۹ء کو قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے کروڑوں جانثار ان کی سالگرہ پر ایک بار پھر مسرور و شادماں تھے اور ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کر رہے تھے قوم آج ایک ایسے شخص کو ہدیہ تبریک پیش کر رہی تھی جس کے باطن میں ایک آہنی عزم چھپا ہوا ہے لیکن یہ خوشی بھی کیا خوشی ہے کہ نکل پڑے تھے آنسو یہ عجیب خوشی تھی کہ اس میں جہاں شادابی کی ایک جھلک نمایاں تھی وہاں چہروں پر اداسیاں بھی تھیں اور جہاں لوگوں کے چہروں پر خوشی کی چمک دکھائی دیتی تھی وہاں ایک غم بھی نمایاں تھا۔ خوشی اور اداسی کا عجیب سا امتزاج دیکھنے میں آیا تھا قوم کی آنکھوں میں کبھی خوشی کے سائے لہرا رہے تھے تو کبھی ان کی آنکھیں غم سے اشکبار تھیں فضا میں ایک عجب سا سماں نظر آتا تھا یہ کیسی کیفیت تھی کہ جو عوام کو بے چین کئے دے رہی تھی جس میں ایک پل کو بھی قرار نہ تھا جی ہاں یہ بے چینی بے قراری کرب و اضطراب اس لئے کہ ان کا محبوب قائد ان سے ایک عرصہ سے جدا زنداں میں ہے اور موت کی کال کوٹھڑی میں بیٹھا سزا کے خلاف سپریم کورٹ میں اپنی اپیل کے فیصلہ کا منتظر ہے جس کو جدا ہوئے اگرچہ زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن عوام کو ایسا لگ رہا ہے جیسے اس سے جدا ہوئے صدیاں بیت گئیں ہیں اور جس کے دیدار کو قوم کے دل مچل رہے ہیں آخر ایسا کیوں نہ ہو اور پھر ایسے مبارک موقعوں پر جبکہ قوم اس عظیم سپوت کی سالگرہ منا رہی ہے جو غریب عوام کے مفاد کے لئے اور غریب عوام اس کے افکار کی ترویج کے لئے برسوں سے برسر پیکار ہیں لیکن آج وہ عظیم سپوت موت کی کوٹھڑی میں ہے

تاریخ قوموں کے عروج زوال کی ایک ایسی داستان ہے جس سے انحراف کرنا کسی کے بس کی بات نہیں وہ اس لئے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی بھی ہے اور ان لوگوں کے لئے جو طاقت کے نشے میں عوام کی اہمیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں جس کی بنیاد پر قوم کی تعمیر ہوتی ہے اور اس ضمیر کو سلا دیتے ہیں جو درس انسانیت دیتا ہے

کارکنوں نے چیئرمین بھٹو
بیگم نصرت بھٹو
اور بے نظیر بھٹو پر مکمل
اعتماد کا اظہار کیا ہے

کے لئے عبرت کا ایک درس بھی ہے کیونکہ تاریخ نے بتایا ہے کہ ایسے افراد ہمیشہ اپنے منطقی انجام کو پہنچتے ہیں جنہوں نے تاریخ سے سبق نہیں لیا

لاہور میں پاکستان پیپلز پارٹی کے تاحیات چیئرمین بھٹو کی سالگرہ انتہائی جوش و خروش اور اس عزم سے منائی گئی کہ وہ چیئرمین بھٹو کے دئیے ہوئے پروگرام اسلام، جمہوریت اور غریب عوام کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرتے رہینگے اس روز تنظیم کی سطح کے خصوصی اجلاسوں میں قائد عوام جناب بھٹو کی رہائی اور درازی عمر کی دعائیں مانگی گئیں ہزاروں کی تعداد میں کیک کاٹے گئے غریبوں میں کھانا تقسیم کیا گیا مٹھائی بانٹی گئی اور خدا کی راہ میں بکروں کی قربانی دی گئی اور رات کو چراغاں کیا گیا پارٹی کے دفاتر کو پیپلز پارٹی کی سہ رنگی جھنڈیوں چیئرمین بھٹو کی تصاویر اور ان کے افکار پر مشتمل پوسٹروں سے سجایا گیا خصوصی اجتماعات میں چیئرمین بھٹو، بیگم نصرت بھٹو اور مس بے نظیر بھٹو پر مکمل اعتماد کیا گیا اور کہا گیا کہ پیپلز پارٹی غریب عوام مزدوروں کسانوں اور طالب علموں کی جماعت ہے جس کی جڑیں عوام میں ہیں اس لئے اس کے بغیر ملکی کاروبار چلانا ممکن نہیں اور نہ ہی اس کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے چیئرمین بھٹو کی سالگرہ پر پارٹی کے کارکنوں خصوصاً خواتین میں بے حد جوش و خروش دیکھنے میں آتا تھا ان کے چہرے پر عزم اور آنکھوں میں چمک تھی خواتین

باقی صفحہ پر

رازداں ک

جو صحیح ثا

ہمیں کچھ ایسی رپورٹوں پ

ہفت روزہ رازداں نئے انتظامات کے تحت گذشتہ ماہ ۱۳ رجون سے شائع ہونا شروع ہوا ہم اپنے پہلے شمارے سے ہی ملک کے لاحق اندرونی اور بیرونی خطرات سے متعلق حکومت اور عوام کو آگاہ کرتے رہے اس سلسلے میں ہم نے جہاں مختلف تجزیئے تبصرے اور انٹرویو شائع کیئے وہیں کچھ ایسی خبریں بھی شائع کیں جو اس سے پہلے پاکستان یا باہر کے کسی اخبار میں شائع نہیں ہوئیں تھیں اگرچہ فوری طور پر ان خبروں کی تصدیق ممکن نہ تھی لیکن وقت اور حالات نے آگے چل کر خود ہماری ان خبروں کی تصدیق کردی اگرچہ ان میں سے بعض خبروں، تجزیوں، تبصروں اور انٹرویو پر ہمیں ضمانت جمع کرانے کے سلسلے میں اظہار وجوہ کے نوٹس بھی ملے ہمارا یہ مضمون ایسی ہی رپورٹوں، انٹرویوں تبصروں اور تجزیوں پر مبنی ہے جنہیں وقت اور حالات نے خود درست ثابت کردیا۔

۱۳ رجون ۱۹۷۸ء کے شمارے کی پہلی خبر یہ تھی کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کو ملک سے جلاوطن کرنے کی تجویز ایران کے بادشاہ کے ایما پر زیر غور لائی گئی اور یہ تجویز جناب بھٹو اور ان کے اہل خانہ کے سامنے پیش کی گئی جسے انہیں نے نامنظور کردیا۔ اور ملک میں رہ کر حالات کا مقابلہ کرنے کے اقدام کا اظہار کیا۔

جناب بھٹو کی جلاوطنی سے متعلق خبر نہ صرف یہ کہ بعد میں اخبارات میں شائع ہوئی بلکہ سپریم کورٹ کے سامنے بیان دیتے ہوئے جناب بھٹو نے بھی کہا کہ ان کو ملک سے باہر چلے جانے کا مشورہ دیا گیا تھا جسے انہوں نے منظور نہیں کیا اور ملک میں رہتے ہوئے ہی حالات کا مقابلہ کرنے کے عزم کا اظہار کیا

۱۳ رجون ۱۹۷۸ء کے ہی شمارے کی دوسری رپورٹ مسلم لیگ کے اندرونی اختلافات سے متعلق تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ چوہدری ظہور الٰہی جنرل ضیاء الحق کو مسلم لیگ کا صدر بنانا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اور پیر پگارا کے درمیان اختلافات پیدا ہو چکے ہیں اور پیر پگارا کسی بھی وقت انہیں مسلم لیگ سے نکال دیں گے۔ جس وقت یہ خبر دی گئی تھی اس وقت یہ مضحکہ خیز معلوم ہوتی تھی کیونکہ مسلم لیگ کے یہ دونوں رہنما ایک دوسرے سے بہت قریب تھے۔ لیکن پھر رفتہ رفتہ ان دونوں لیڈروں کے اختلافات سے متعلق خبریں آنی شروع ہوئی اور پیر پگارا نے صدر ضیاء کو مسلم لیگ کا صدر بنانے والی چوہدری ظہور الٰہی کی تجویز کا بھانڈا اسطرح پھوڑ کر خود جنرل ضیاء الحق کو مسلم لیگ کی صدارت کی پیشکش کردی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ لیگ میں بڑے صوبے کے لوگ میرے خلاف سازشیں کررہے ہیں۔ اور پھر وہ وقت بھی بہت جلد آگیا کہ پیر پگارا نے چوہدری ظہور الٰہی کو مسلم لیگ سے نکال دیا اور اسی وقت یہ راز بھی کھولا کہ صدر ضیاء الحق کو مسلم لیگ نے صدر بنانے کی تجویز بھی زیر غور ہے اس تجویز کا ذکر بھی ہماری اس رپورٹ کا حصہ تھا اور اسطرح مکمل طور پر ہماری اس خبر کی تصدیق اس کی اشاعت کے چند ماہ بعد ہی ہوگئی۔

۱۳ رجون کے ہی شمارے میں پاکستان کو فرانس سے ملنے والے ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ کے متعلق ایک رپورٹ تھی جس میں کہا گیا تھا کہ اب پاکستان کو فرانس سے یہ ری پروسیسنگ پلانٹ تو نہیں مل سکے گا البتہ فرانس نے اس پلانٹ کی مالیت کے جنگی طیارے دینے کو کہا ہے

اسی خبر کی تصدیق میں جنرل محمد ضیاء الحق امور خارجہ کے وفاق مشیر آغا شاہی کے بیانات اور غیر ملکی اخبارات کی رپورٹوں سے بھی ہوجاتی ہے کہ پاکستان اور فرانس کے مابین ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ کے سلسلے میں ہونے والا معاہدہ کھٹائی میں چلا گیا ہے اور فرانس نے ایک دوسرا معاہدہ کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے کبھی بھی سرکاری حلقوں کی طرف سے اتنے صاف اور واضح الفاظ میں فرانس کے اس نئے موقف کا اظہار نہیں کیا گیا تھا بہرحال اب یہ طے ہوچکا ہے کہ فرانس پاکستان کو ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ نہیں دے رہا خواہ وہ اس کے بدلے پاکستان کو کچھ بھی دے

رازداں کے ۱۳ رجون کے ہی شمارے میں ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی کا انٹرویو شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے مارشل لاء کے تحت لگائے جاتے والے کوڑوں کے متعلق کہا تھا کہ یہ اسلامی کوڑے نہیں ہیں بلکہ یہ کوڑے وہ ہیں جو برطانوی فوج اپنے دور کے زمانے میں رائج تھے۔ چنانچہ مارشل لاء کے تحت دی جانے والی کوڑوں کی سزا کو اسلامی سزا نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ اس میں جو کوڑے مارے جاتے ہیں اور اس سے پہلے مقدمے کا فیصلہ کرنے کے لئے جو ضابطہ اختیار کیا جاتا ہے وہ وہی ہے جو اپنے نوآبادیاتی دور میں فرنگی فوج اختیار کرتی تھی۔

مولانا احتشام الحق تھانوی کے ان ریمارکس پر سرکاری حکموں کے بعض افراد بہت چراغ پا ہوئے اور انہوں نے زرِ ضمانت جمع کرانے کے سلسلے میں رازداں کو اظہار وجوہ کا نوٹس بھی دیا لیکن چند دن

...ی رپورٹیں ... ت ہوئیں

...ھی اظہار وجوہ کے نوٹس ملے جو سچ ثابت ہوئیں

بعد ہی موجودہ مارشل لاء حکومت کے وزیر برائے مذہبی امور مسٹر افتخار انصاری نے بھی کبھی اور ان کے بیانات کو فوری اخبارات میں صفحہ اول پر جگہ دی گئی اس کے علاوہ اس کے بعد اسی سلسلے میں اور بھی بہت سے بیانات آئے۔

رازداں نے اپنے پہلے شمارے میں ہی انقلاب افغانستان سے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی تھی جس میں جنوبی ایشیا میں ہونے والی بین الاقوامی سازشوں پر بھی روشنی ڈالی گئی تھی اسی رپورٹ میں رازداں نے کہا تھا کہ سامراج کی یہ سازش ہے کہ پاکستان کو ایک زرعی ملک بنا دیا جائے تاکہ پاکستان بین الاقوامی منڈی میں اپنی پوزیشن کبھی مستحکم نہ کر سکے اور ہمیشہ سامراجی ممالک کا محتاج رہے۔ چنانچہ

ہماری اس رپورٹ کی اشاعت کے چند دن بعد ہی پاکستان نے کویت سے ایک معاہدہ کیا جو صرف زرعی آلات اور مویشیوں کے فارمز کی تعمیرات کے لئے تھے اس کے علاوہ بھی پچھلے دنوں پاکستان کو عالمی بینک اور دیگر مغربی ممالک اور چین کی جانب سے زراعت کی ترقی کے لئے کئی قرضے دیئے گئے چنانچہ ہماری اس رپورٹ کی تصدیق بھی اشاعت کے بعد بہت جلد ہی ہو گئی۔

۲۵ جون کے رازداں میں ہمارے راولپنڈی کے نمائندے کی ڈائری شائع ہوئی تھی جس میں ملک کے آئندہ سیاسی نظام کے سلسلے میں کچھ پیشنگوئیاں کی گئیں تھیں اسی زمانے میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق ان ہی امور پر قوم سے خطاب بھی فرمانے والے تھے اور اس سلسلے میں وہ مختلف سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں سے ملاقاتیں کر رہے تھے۔ چنانچہ ہمارے نمائندے نے اپنی ڈائری میں یہی کہا تھا کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اپنی اس مجوزہ نشری تقریر میں قوم کو بنیادی جمہوریتوں کا ترمیم شدہ نظام دیں گے۔ اس کے علاوہ وہ ایسا طریقہ کار وضع کریں گے جس کے تحت صرف لائسنس یافتہ سیاسی جماعتیں ملک میں کام کر سکیں گی

اپنی اس تقریر میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے الیکشن کمیشن کو ایسے اختیارات دیئے سے متعلق کہا کہ جس کے تحت وہ ملک میں موجودہ سیاسی جماعتوں کے منشور اور ان کے مالی ذرائع کی چھان بین کرنے کے بعد صرف ایسی ہی جماعتوں کو کام کرنے کی اجازت دیں گے جن سے وہ مطمئن ہونگے۔ اور ہماری خبر کے اس حصے کی تصدیق کہ جنرل صاحب ملک میں بنیادی جمہوریتوں کا ترمیم شدہ نظام قائم کرنا چاہتے ہیں انہوں نے سہ ماہی امریکی جریدے چیف ایگزیکٹیو کو انٹرویو دیتے ہوئے کر دی جس میں انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے برطانوی جمہوریت مناسب نہیں ہے اور بنیادی جمہوریتوں کا وہ طریقہ بھی مناسب نہیں ہے جو ایوب خان کے زمانے میں اختیار کیا گیا تھا ہاں البتہ ہم اس نظام کو بعض ترمیموں کے ساتھ اختیار کر سکتے ہیں۔ جنرل صاحب کے اس انٹرویو کو پاکستان کے اخبارات نے صفحہ اوّل پر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا اور اس طرح صرف چند دن کے بعد ہی ہماری اس خبر کی تصدیق ہو گئی جس پر ہمیں نقد زرِ ضمانت جمع کرانے کے سلسلے میں اظہارِ وجوہ کا نوٹس دیا گیا تھا۔

رازداں نے اپنے اسی شمارے میں حکومت کو یہ بھی یاد دلایا تھا کہ اسلامی مشاورتی کونسل نے کورٹ فیس ختم کرنے کے لئے بھی کہا تھا چنانچہ جنرل صاحب نے اپنی اس تقریر میں اسلامی مشاورتی کونسل کی اس تجویز پر عملدرآمد کرنے کا بھی اعلان کیا۔

رازداں نے اپنے ۲۵ جون کے ہی شمارے میں ایران کے ممتاز عالم آیت اللہ روح اللہ کا وہ انٹرویو شائع کیا جو انہوں نے فرانس کے اخبار لی ماندے کو دیا تھا اس زمانے میں ایران میں شہنشاہ کے خلاف ہونے والے ایجی ٹیشن کو پاکستانی اخبارات کوئی اہمیت نہیں دے رہے تھے اس انٹرویو میں جناب آیت اللہ روح اللہ نے کہا تھا کہ وہ لوگ شہنشاہ کا تختہ الٹ کر ان کا محاسبہ کریں گے آج کے حالات میں اس انٹرویو کے تمام مندرجات درست محسوس ہوتے ہیں اس طرح رازداں پاکستان کا پہلا جریدہ تھا جس نے ایران میں آنے والے اس طوفان کی پیشن گوئی کی تھی جس کی لپیٹ میں آج پورا ایران ہے۔

رازداں نے اپنی ۱۲ جولائی کی اشاعت میں کراچی کو صوبہ بنانے کی تحریک کا ذکر کیا تھا رازداں نے یہ خبر اس وقت شائع کی تھی جب یہ تحریک اپنے بہت ہی ابتدائی مرحلوں میں تھی اور بظاہر محسوس بھی نہیں کی جا سکتی تھی لیکن اب روز بروز یہ تحریک جس تیزی سے شدت اختیار کر رہی ہے اس کا اندازہ ایک عام آدمی بھی لگا سکتا ہے

رازداں کے اسی شمارے میں مارشل لاء کابینہ کے ایک وزیر مصطفیٰ گوکل کے سلسلے میں تفصیلی رپورٹ شائع کی گئی ہے اس رپورٹ کو من و عن مساوات، لاہور، مساوات کراچی نہ فیصل آباد سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ نے

رازداں نے فوجی امداد سے متعلق امریکی رویے کی نشاندہی دو ماہ قبل کردی تھی

شائع کیا اس کے علاوہ بہت سے اخبارات نے اسی خبر کو اپنے صفحہ اول پر جگہ دی

۱۹ر جولائی کے شمارے میں پاکستان کے سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو سے متعلق ایک خبر شائع ہوئی جس میں بتایا گیا تھا کہ جیل میں بستر کے نہ ہونے کے باعث لوہے کے پلنگ کے مسلسل استعمال سے جناب بھٹو کی کمر میں زخم ہوگئے ہیں رازداں میں اسی خبر کے شائع ہونے کے بعد رازداں کے حوالے کے بغیر سرکاری طور پر یہ خبر شائع کی گئی کہ جیل میں جناب بھٹو کو بستر فراہم کیا گیا ہے، لیکن چند ہی دن کے بعد جناب بھٹو کے سینئر وکیل یحییٰ بختیار نے بھی سپریم کورٹ میں مسئلہ اٹھایا کہ بستر نہ ہونے کے باعث جناب بھٹو کی کمر پر زخم آگئے ہیں۔ اسی لئے ان کو جیل میں مناسب سہولتیں فراہم کی جائیں

۳۰ر جولائی کے شمارے میں احتساب سے متعلق ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ احتساب کا موجودہ انداز انتقام سے زیادہ قریب ہے اگرچہ رازداں میں اس مضمون کی اشاعت کے بعد لاتعداد ضمانت جمع کرانے کے سلسلے میں اظہار وجوہ کا نوٹس دیا گیا لیکن رازداں میں اس مضمون کی اشاعت کے بعد سیاسی رہنماؤں کے بیانات کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا جس میں احتساب کو انتقام کے نام سے منسوب کیا جانے لگا اور احتساب کو انتقام کا نام ان سیاسی لیڈروں نے بھی دیا جو احتساب کو پہلے ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے

۷ر اگست کی اشاعت میں این ڈی پی سے متعلق ایک خبر شائع ہوئی تھی اسی زمانے میں این ڈی پی کا کنونشن ہونے والا تھا چنانچہ اس خبر میں یہی کہا گیا تھا کہ این ڈی پی اپنے اس کنونشن میں قومی اتحاد سے علیحدگی اختیار کرے گی چنانچہ ہوا بھی یہی کہ این ڈی پی نے اپنے اسی کنونشن میں قومی اتحاد سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا

۱۶ر اگست کی اشاعت میں رازداں نے این ڈی پی کے لیڈر خان عبدالولی کے متعلق ایک خبر شائع کی تھی ان دنوں موصوف آرام کی غرض سے بیرونی ممالک کے دورے پر تھے اور وطن واپس آنیوالے تھے ولی خان کا ارادہ تو یہ تھا کہ وہ افغانستان کے نور محمد ترہ کی سے ملتے ہوئے آئیں لیکن انہیں جنرل ضیاء الحق کا حکم ملا جس میں ان سے کہا گیا تھا کہ وہ نور محمد ترہ کی سے ملے بغیر سیدھے وطن واپس پہنچیں چنانچہ ولی خان نور محمد ترہ کی سے ملے بغیر سیدھے وطن آ گئے لیکن پاکستان آنے کے بعد وہ نور محمد ترہ کی سے ملنے افغانستان گئے اس کا انکشاف مسلم لیگی رہنما یوسف خٹک نے اپنے اخباری بیان میں کیا تھا

اسی شمارے میں ہم نے یہ انکشاف بھی کیا تھا کہ سندھ میں بڑے پیمانے پر گرفتاریوں کی تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں اور اب کسی بھی وقت ان پر عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ اس خبر کی کے اشاعت

رازداں نے اسی اشاعت میں یہ بھی خبر شائع کی تھی کہ صوبائی وزارتیں تو کب کی بن جاتیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حکومت کو سندھ، سرحد اور بلوچستان میں ایسے مناسب افراد نہیں مل رہے ہیں جن کو وہ وزیر بنا سکیں۔ اور اب تک صوبائی وزارتوں کے تشکیل نہ پانے کا سبب یہی ہے کیونکہ اتحاد سے این ڈی پی کی علیحدگی کے بعد بلوچستان میں تو کسی مناسب وزیر کا حکومت کو ملنا بہت مشکل ہے لیکن بظاہر مسلم لیگ کے اختلافات کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ ان کے باعث صوبائی وزارتوں کی تشکیل میں دیر ہوگئی

رازداں کے ۱۶ر اکتوبر کے شمارے میں ہی ایک خبر یہ بھی شائع ہوئی تھی کہ پیر پگارا عبوری حکومت سے ناراض ہوگئے ہیں اگرچہ اس وقت بظاہر حکومت اور پیر پگارا کے درمیان کوئی ناراضگی نظر نہیں آتی تھی لیکن بعد میں یہ ناراضگی بہت جلد ہی ملک کے تمام اخبارات کا موضوع بن گئی

۳۰ر اکتوبر کے شمارے میں نیویارک لیٹر شائع ہوا تھا۔ اس لیٹر میں آغا شاہی کے امریکہ میں قیام کے دوران مصروفیات اور سرگرمیاں بتائی گئی تھیں اسی خط میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب پاکستان کے امور خارجہ کے مشیر آغا شاہی نے امریکہ سے اس لئے امداد مانگی کہ پاکستان کے پڑوس افغانستان میں کمیونسٹ حکومت بن گئی ہے تو امریکہ کے وزیر خارجہ سائرس وانس نے جواب دیا کہ پاکستان کو اپنے پڑوسی ممالک سے تعلقات بہتر بنانے چاہئیں اور علاقے کی حقیقتوں کو سمجھنا چاہیئے

حال ہی میں اسی قسم کی رپورٹ امریکی جریدے نیوزویک نے شائع کی ہے جو نہ صرف پاکستانی اخبارات کا موضوع بنی ہوئی ہے

صرف دو روز بعد ہی سندھ میں بڑے پیمانے پر سیاسی کارکنوں، صحافیوں، مزدوروں اور طالب علموں کی گرفتاریاں کی گئیں

۷ر ستمبر کے شمارے میں اٹک آئل کمپنی کے متعلق رازداں میں خبر شائع ہوئی کہ اس کمپنی کو آغا حسن عابدی نے خرید لیا ہے چند ہی دن کے بعد

باقی صفحہ ۴۴ پر

مسلم لیگ کی ٹوٹ پھوٹ
کراچی صوبے کی سازش
کی خبر بھی رازداں نے
بہت پہلے شائع کی

بڑے ملک مداخلت کریں تو مشورہ

دوست ملک مشورہ دیں تو مداخلت

کسی بھی ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت سے کیا مراد ہے؟

یہ وہ سوال ہے جو ان دنوں مختلف حلقوں کی جانب سے کیا جا رہا ہے ایک حلقہ کا خیال یہ رہا ہے کہ بیرونی سربراہان مملکت کی جانب سے سابق وزیر اعظم بھٹو کی سزائے موت کے فیصلے کو بدل دینے کی اپیل پاکستان کے داخلی امور میں براہ راست مداخلت تھی۔ دوسرے حلقے کا کہنا تھا کہ یہ اپیل انسان دوستی کے نام پر کی گئی ہے اس لئے اس کو بیرونی مداخلت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا دنیا کی تاریخ میں اس قسم کی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں کہ جہاں کہیں بھی کسی سیاست داں، سائنس داں یا دانشور کو سیاسی وجوہ کی بنا پر قید کیا گیا یا سزائیں دی گئیں وہاں عالمی ضمیر نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ ان کی رہائی کا مطالبہ کیا اور اگر انہیں سزائیں سنائی گئیں (خصوصاً اگر سزائے موت دی گئی) تو ان کی جانب سے رحم کی درخواست کی گئی، ایمنسٹی انٹرنیشنل کی مختصر تاریخ اس قسم کی سینکڑوں مثالوں سے پر ہے اور آج بھی مختلف ممالک میں سیاسی بنا پر دی جانیوالی سزاؤں یا قید و بند کے خلاف ایمنسٹی انٹرنیشنل اور انسان دوست عناصر کی جدوجہد جاری ہے۔

اس سے قبل کہ اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی جائے، آئیے سب سے پہلے یہ طے کریں کہ دوسرے ملکوں کے داخلی معاملات میں مداخلت سے کیا مراد ہے، سیاسی طور پر مداخلت اسے کہتے ہیں جو ایک ملک دوسرے آزاد ملک کے اندرونی معاملات میں دخل دیتے ہوئے اس پر اپنی مرضی یا اپنا فیصلہ مسلط کرنے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ پاکستان کی ۳۰ سالہ تاریخ میں بڑی طاقتوں نے بارہا کیا اور ماضی قریب میں بھی بعض ممالک در پردہ اس کے داخلی معاملات میں مداخلت کرتے رہے اس ضمن میں بھارت کی مثال دی جا سکتی ہے جس نے آج سے چند سال قبل تک پاکستان کے مشرقی حصہ کی علیحدگی کے رجحان کو نہ صرف ہوا دی بلکہ کھلی جارحیت بھی کی، اس ضمن میں ۱۹۶۲ء میں بھارت اور چین کی جنگ کے دوران امریکہ کی طرف سے پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت سے عوام اچھی طرح واقف ہیں آج یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ جب ۶۲ء میں بھارت اور چین کے درمیان جنگ چھڑی ہوئی تھی تو پاکستان میں مقیم امریکی سفیر نے واشنگٹن کی خصوصی ہدایت پر اسلام آباد میں صدر ایوب سے ملنے کی کوشش کی تھی، اتفاق سے صدر ایوب اس وقت مری میں گاف کھیلنے میں مصروف تھے امریکی سفیر ایک خصوصی ہیلی کاپٹر پر انتہائی عجلت کے

پاکستان کی تاریخ بیرونی مداخلت کی مثالوں سے بھری پڑی ہے

عالم میں صدر ایوب سے ملنے گاف کے میدان پہنچے اور انہوں نے صدر ایوب کو اس دور کے صدر امریکہ کا خصوصی پیغام دیتے ہوئے اس بات کی ضمانت حاصل کی کہ پاکستان کشمیر اور بھارت کی سرحدوں پر متعین فوج کو حرکت میں نہیں لائے گا تاکہ بھارت پاکستان کی سرحدوں پر متعین اپنی افواج کو ہٹا کر چین کی سرحد پر تعینات کر سکے یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ سابق صدر ایوب نے امریکہ کو یقین دلایا تھا کہ پاکستان اس نازک موقع پر مسئلہ کشمیر کو نہیں چھیڑے گا اس کے بعد جو کچھ ہوا اس سے عوام اچھی طرح واقف ہیں

یہ بات قابل ذکر ہے کہ بڑی طاقتوں کی جانب سے دوسرے ملکوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کو برا تک نہیں مانتے اور بعض مجبوریوں کے تحت (جو عموماً اقتصادی مجبوریاں ہوتی ہیں) ان کی باتوں مشوروں بلکہ مفیلوں تک پر بلا چون و چرا عمل کرتے ہیں

پاکستان کی ۳۰ سالہ تاریخ بیرونی مداخلت کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے ۱۹۴۸ء میں کشمیر کے محاذ پر بھارت اور پاکستان کے درمیان پہلی جنگ ہو یا ۱۹۷۱ء میں بھارت اور پاکستان کے درمیان ہونیوالی تیسری جنگ یا یحییٰ خان سے شیخ مجیب کی زندگی کی حفاظت کی ضمانت، ہر دور اور ہر عہد میں بیرونی ممالک نے پاکستان کے داخلی امور میں مداخلت کی ہے ۱۹۴۸ء میں کشمیر کے محاذ پر ہونیوالی پہلی جنگ حکومت پاکستان نے عین اس وقت کسی کے اشارے پر بند کرنے کی ہدایت کی جبکہ پاکستانی فوج کشمیر کے دارالحکومت سری نگر سے چند میل کے فاصلے پر رہ گئی تھی؟ صدر ایوب نے ۱۹۶۵ء کی دوسری پاک بھارت جنگ بھی کسی کے حکم سے بند کی جبکہ پاکستانی فوج نے کھیم کرن اور دوسرے بھارتی علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا، روس کی نگرانی میں پاکستان اور بھارت کے درمیان جو معاہدہ تاشقند طے پایا اس کے پیچھے کون کون سے عوامل کارفرما تھے آج کسی سے پوشیدہ نہیں مشرقی پاکستان کے بحران کے دوران امریکہ اور روس نے کسی طرح پاکستان

چلی کی فسطائی حکومت نے اقوام متحدہ پر مداخلت کا الزام لگایا

کے داخلی معاملات میں بار بار مداخلت کی اور مشرقی پاکستان کے بحران کو حل کرنے کے لئے ملک کی اکثریتی جماعت کے رہنماؤں سے بات چیت کرنے کے لئے دباؤ ڈالا اس سے بھی قارئین اچھی طرح واقف ہیں اس ضمن میں صدر روس نکولائی پڈگورنی کی جانب سے صدر یحییٰ کے نام خصوصی پیغام خاص طور پر قابل ذکر ہے

پاکستان کی تاریخ میں داخلی مداخلت کی بدترین مثال اسوقت نظر آئی جب صدر امریکہ نے جنرل یحییٰ خان سے شیخ مجیب الرحمٰن کی زندگی کے تحفظ کی ضمانت طلب کی اور اس دور کے صدر یحییٰ خان نے امریکہ اور دوسرے کئی ممالک کو یقین دلایا کہ شیخ مجیب الرحمٰن کو پھانسی نہیں دی جائے گی دیہ دوسری بات ہے کہ بعد میں شیخ مجیب الرحمٰن نے اپنی رہائی کے بعد یہ سنسنی خیز انکشاف کیا کہ انہیں قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا تھا اور جیل کے احاطہ میں قبر بھی کھودی جا چکی تھی شیخ مجیب نے اس دعوے کی ابھی تک تصدیق نہیں ہوئی ہے

پاکستان کے داخلی امور میں دوستی اور خیرسگالی کے پردے میں کل بھی مداخلت جاری تھی اور آج بھی مداخلت جاری ہے اور ہمارے حکمران اور سیاسی جماعتیں دوسرے ممالک کو اپنے داخلی امور میں گھسیٹتے رہے ہیں مثلاً کسی پڑوسی ملک کو کیا غرض کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں سیاسی جماعت کی وزارت قائم ہوتی ہے اور کس کی نہیں؟ ہمارے نام نہاد قومی رہنما اصغر خان غیر سرکاری نمائندے کی حیثیت سے ایک دوست ملک کے سربراہ سے بڑے طمطراق کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں اور انہیں اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ قومی اتحاد میں شامل کوئی جماعت ان کے ملک کے خلاف نہیں ہے اور اگر قومی اتحاد برسراقتدار آیا تو اس سے ان کے ملک کو کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ پاکستان کی نام نہاد قومی جماعتیں ماضی قریب میں جس طرح غیر ملکی سفارتخانوں کو یادداشتیں پیش کرتیں اور غیر ممالک کو پاکستان کے داخلی امور میں ملوث کرنے کی کوشش کرتی رہی ہیں، عوام کو یہ آج اچھی طرح یاد ہے اس واقعہ کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہے، آج جو سیاسی جماعتیں اور ان کے رہنما غیر ملکی مداخلت کی دہائیاں دے رہے ہیں کیا انہیں یاد نہیں کہ انہوں نے چند سال قبل مختلف ممالک کے سفارتخانوں میں جا کر ان ملکوں کو پاکستان کے داخلی معاملات میں کھلی مداخلت کی دعوت دی تھی؟

پاکستان کے داخلی امور میں مداخلت کی باتیں ہمارے حکمرانوں اور سیاسی رہنماؤں کیجانب سے غیر ممالک کو دخل اندازی کی دعوت دینے کی مزید مثالیں پیش کی جا سکتی ہے لیکن میں مصلحتاً مذکورہ بالا مثالیں پیش کرنے پر اکتفا کر رہا ہوں جہاں تک ایمنسٹی

انٹرنیشنل اور دوسرے انسان دوست اداروں کی جانب سے سیاسی بناپر سزا دینے کے خلاف اپیل کا تعلق ہے اسے داخلی امور میں مداخلت نہیں کہہ سکتے اور یہ ایک بین الاقوامی تسلیم شدہ اصول ہے کہ نقطہ نظر کے اختلاف یا سیاسی بناپر کسی مخالف کو قید نہ کیا جائے یا اسے سزا نہ دی جائے

سیاسی رواداری اور اختلاف رائے کا حق ہر مہذب معاشرے میں تسلیم کیا گیا ہے اور جو ملک جمہوریت کا دعوٰی دار ہو وہاں آزادئ اظہار اور ضمیر کی آزادی بنیادی حقوق میں شامل ہے۔

ماضی میں جب نازی جرمنی میں فسطائیت مخالف عناصر کو خصوصاً بڑے بڑے دانشوروں کو گرفتار کیا گیا تو دنیا کے انسان دوستوں نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا اور عالمی رائے عامہ کے دباؤ سے مجبور ہو کر فاشسٹوں نے انہیں رہا کر دیا اسوقت کسی نے بھی اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ یہ لوگ دوسرے ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں، کشمیر، روڈیشیا فلسطین اور فلپائن وغیرہ میں اسوقت جو آزادی کی جدوجہد چل رہی ہے اس کی ہر انصاف پسند حلقہ کی طرف سے تائید کی جا رہی ہے اس حمایت کو بھی کوئی مداخلت نہیں کہتا۔ چلی میں فوجی ٹولہ نے جس طرح ایک منتخب حکومت کا تختہ الٹ کر لاکھوں کی تعداد میں معصوم شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور ہزاروں کی تعداد میں سیاسی قیدیوں کو آہنی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا اس کیخلاف عالمی ضمیر آج بھی صدائے احتجاج بلند کر رہا ہے اور اقوام متحدہ کی انسانی بنیادی حقوق کی کمیٹی پاکستان کے مشہور شاعر اور دانشور جی الآنہ کی سرکردگی میں چلی میں بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے بارے میں تحقیقات مکمل کر چکی ہے یہ بات قابل ذکر ہے کہ چلی کی فسطائی حکومت نے اقوام متحدہ کے اس اقدام کو اس کے داخلی معاملات میں مداخلت قرار دیا ہے

پاکستان کے دوست ممالک کیجانب سے جو اپیلیں کی گئیں ہیں ان میں کہیں بھی سیاسی دباؤ یا داخلی معاملات میں مداخلت کا انداز نہیں ہے بلکہ نہایت انکساری کے ساتھ کہا گیا ہے کہ اپیل کو مداخلت نہ سمجھا جائے درخواستیں خالص انسان دوستی کے جذبے کے تحت کی گئیں ہیں یہی وجہ ہے کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء نے بھی اسے مداخلت تسلیم نہیں کیا اور نہ برٹش انڈی پینڈنٹ ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ان سب اپیلوں کا آغاز برادر عزیز ضیاء الحق سے کیا گیا ہے اور کہا ہے کہ جناب اسے مداخلت نہ سمجھیں لیکن اگر انصاف کی خاطر کچھ کرنا لازمی ہے تو ہمیں یقین ہے کہ آپ وہی کریں گے جو ملک کے لئے بہتر ہو گا لیکن چونکہ ہم میں یا فلاں سابق وزیراعظم سے واقف ہیں اس لئے ہم رحم کی اپیل کرتے ہیں لیکن آپ ہی بہتر طور پر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ پاکستان کے لئے کیا بہتر ہے

یہ اپیل سربراہان مملکت نے جنرل ضیاء الحق عبوری حکومت کے سربراہ سے کی ہے اس لئے اس کا جواب دینے کا معاملہ ان پر چھوڑ دینا چاہیئے تھا لیکن وکلاء، سیاسی لیڈروں اور علمائے کرام نے جس طرح اس کی حمایت و مخالفت میں بیان بازی شروع کی ہے وہ افسوسناک ہے اس سے عدلیہ کے

باقی ۳۴ پر

ایس ایم عمر صاحب کراچی کے ایک مزدور رہنما اور پیپلز پارٹی کے ایک جیالے کارکن ہیں انھیں پیپلز پارٹی نے اکتوبر ۱۹۷۷ء کے موعودہ انتخابات کے لئے صوبائی اسمبلی کا ٹکٹ دیا تھا پچھلے دنوں رازداں کے نمائندے نے ان سے ملاقات کی ہم اسی ملاقات کی باتیں قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

ایس ایم عمر کہتے ہیں

"چیئرمین بھٹو غریبوں کے لئے خوشحالی کا پیغام ہیں"

سوال: مسٹر بھٹو کی سیاست سے علیحدہ کرنے کی جو کوششیں جاری ہیں آپ اس کو کہاں تک درست سمجھتے ہیں ان کوششوں کا مقابلہ کس طرح کیا جا سکتا ہے۔

جواب: جناب بھٹو پاکستان کی سالمیت کی علامت بن چکے ہیں" اور اب اس ملک کے وہ تمام غریب عوام، مزدور اور کسان جو ایک عرصے سے استحصال کی چکی میں پستے رہے ہیں تیسری دنیا کے مظلوم انسانوں کی طرح جاگ اٹھے ہیں۔ اب انہیں کوئی بھی استحصالی قوت افیون کی گولیاں دے کر نہیں سلا سکتی کیونکہ ان کے دلوں میں چیئرمین بھٹو کی شخصیت ایک اعلیٰ ذہنیت کے انسان ایک عظیم اسلامی مدبر اور ایک روشن دماغ رہنما کے علاوہ ایک نظریہ ایک تصور اور ایک خوشحال زندگی کی علامت بن گئی ہے جناب بھٹو کی ذات میں انھیں اپنی آزادی کا عظیم ترین نصب العین مکمل ہوتا محسوس ہوتا ہے اسی لئے چیئرمین بھٹو کو سیاست سے باہر کرنے کی ہر کوشش ناکام ہو کر رہ گئی ہیں اور میرے نزدیک ان کوششوں کا مقابلہ پاکستان کے انقلابی باشعور عوام کریں گے۔ بھٹو نے عوام کے ذہنوں میں جو انقلابی شعور آباد کیا ہے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ہر آنے والا کٹھن ترین دور میں عوام کا یہ انقلابی جذبہ اور مزید پختہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ چیئرمین بھٹو عوام دشمن عناصر کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں۔ عناصر اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ عوام کی امنگوں کی اس علامت (مسٹر بھٹو) کو ختم نہیں کیا جا سکتا

سوال: عمر صاحب اس وقت پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی ہے جس کو عوام میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہے اگر الیکشن ۵ برس بعد ہوئے تو کیا پارٹی کی یہ مقبولیت عوام میں برقرار رہ سکے گی

جواب: بے شک! پاکستان پیپلز پارٹی کو عوام میں بے پناہ مقبولیت حاصل ہے پیپلز پارٹی موجودہ کٹھن مراحل میں بھی عوام کی مقبول ترین پارٹی ہے۔ الیکشن جلد ہوں یا تاخیر سے ہوں پیپلز پارٹی کی مقبولیت کم نہیں ہو سکتی اور پیپلز پارٹی کو اس وقت تک مقبولیت حاصل رہے گی جب تک کہ یہ پاکستان رہے گا۔ لیکن سب کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ انتخابات میں جس قدر تاخیر ہوگی عوام میں حکمرانوں کے خلاف اتنی بدگمانی بڑھتی جائے جو ملک کے لئے بھی نقصان دہ ہو سکتی ہے اور اگر عوام کے پاس پرامن طریقوں سے اپنی رائے کے اظہار کا کوئی ذریعہ نہ رہے تو وہ مجبوراً تشدد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور انتخابات پر پابندی خونی اور تباہ کن تبدیلی کی راہ کھول دیتی ہے۔ ۱۹۷۱ء میں المیہ مشرقی پاکستان اور حال میں ایران کے واقعات اس کی مثال ہیں۔

سوال: ملک کے موجودہ سیاسی بحران کو آپ کس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیا اس پر قابو پایا جا سکتا ہے

جواب: میں ملک کے موجودہ سیاسی بحران کو بوسیدہ نظام کا بحران کہوں گا۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک کے تمام آئینی اور سیاسی اداروں اور اقتصادیات کو نقصان پہنچا۔ اور اس نقصان کی تلافی کے لئے موجودہ حکمرانوں کے پاس کوئی سبیل نہیں ہے اس لئے کہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے اس ملک میں جناب بھٹو کے دور میں بننے والے متفقہ اور عوامی آئین کو معطل کر دیا۔ اس میں یک طرفہ ترامیم کر ڈالیں۔ حد یہ ہے کہ ایک موقع پر یہ تک کہا گیا کہ آئین محض دس بارہ صفحات کا کتابچہ ہے جسے جب چاہیں پھاڑا جا سکتا ہے۔ تو جو حکمران آئین جیسی مقدس دستاویز کے بارے میں یہ خیال رکھتے ہوں وہ محض مسائل کا پٹارہ تو کھول سکتے ہیں نجات دہندہ نہیں بن سکتے۔ یہی وہ حالات ہیں جن کی بنا پر

باقی ۴۴ پر

جمیل احمد دریشک کہتے ہیں

پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو فراموش نہ کیا جاتا تو آج چیئرمین جیل میں نہ ہوتے

ملاقات :- روشن ملک

جمیل احمد خان دریشک بلوچ کا تعلق بلوچستان اور ڈیرہ غازی خان سے ہے۔ یہ عہدوں کے قائل نہیں ہیں بلکہ کام کرنے والے کارکنوں کا احترام کرتے ہیں اور خود کو بھی کارکن ہی رکھنا چاہتے ہیں اور کام اور عمل کو ہی سب سے بڑا عہدہ مانتے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اگر پیپلز پارٹی میں کارکنوں کی قدر و قیمت برقرار رکھی جاتی۔ کارکنوں کی خدمات کو فراموش نہ کیا جاتا تو آج بھٹو صاحب جیل کے اندر نہ ہوتے۔ جمیل احمد خان دریشک نے گفتگو کے دوران کہا کہ موجودہ حکومت، قومی اتحاد اور ریڈیو اب تک بھٹو کو برا کہتے ہیں مگر اب تو بھٹو جیل میں ہے تو عام برائیوں کو جیل میں بند ہو جانا چاہیئے اغوا اسی طرح ہو رہے ہیں رشوت کے ریٹ کئی گناہ بڑھ گئے ہیں چوریاں روز بروز زیادہ سے زیادہ ہو رہی ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ نظام ہی برا ہے۔ کوئی شخص برا بھلا نہیں ہو سکتا۔ اگر بدلنا ہے تو نظام کو بدلنا چاہیئے۔

سوال :- فاروق لغاری کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟

جواب :- اقتدار پرستی لغاری خاندان کی روایت رہی ہے مگر فاروق لغاری نے اُن روایات کو توڑا ہے اور پیپلز پارٹی کا ساتھ دے کر سزا بھگت رہا ہے لغاری کے خیالات روشن خیالی پر مبنی ہیں اور لغاری خاندان کا یہ فرد روشن ضمیری کا ثبوت دے رہا ہے۔ یہ ایک نیک شگون ہے کہ لغاری خاندان بھی جمہوریت پسندی کا کردار ادا کر رہا ہے۔ کردار ہی سب کچھ بناتا ہے۔ دولت اور جائیداد کچھ بھی نہیں ہیں۔ ضمیر ہی سب کچھ ہیں۔

سوال :- کیا ذوالفقار علی بھٹو آج تک جاگیرداروں کے دم قدم سے زندہ ہیں یا کارکنوں کی وجہ سے اور کیا بھٹو اپنی جیت اور انتخابات میں کامیابی کا انحصار جاگیرداروں پر کرتے ہیں یا غریب عوام پر

جواب :- بھٹو صاحب کا فیصلہ سپریم کورٹ کرنے والی ہے مگر اب تک بھٹو کو کارکنوں سے چھیننے کی کئی بار کوشش کی گئی مگر بھٹو کی ذہانت اور حکم نے انہیں کارکنوں سے الگ نہ ہونے دیا بھٹو صاحب پھر کارکنوں سے آملتے ہیں۔ کارکن بھٹو کی روح ہیں۔ اگر بھٹو صاحب کے پاس کارکن نہ ہوتے تو وہ کبھی کے دم توڑ چکے ہوتے۔ کارکنوں کا وجود ہی بھٹو کی روح ہے اور بھٹو صاحب ابھی تک اپنی کامیابی اور جیت کا انحصار عوام اور کارکنوں پر اعتماد کی وجہ سے کئے ہوئے ہیں۔ بھٹو اپنے آپ کو غریب عوام کے ساتھ سمجھتے ہیں اور عوام بھی اپنے آپ کو بھٹو کے ساتھ سمجھتے ہیں۔

سوال :- کیا تمن داروں (جاگیرداروں) کا پیپلز پارٹی پر کوئی احسان ہے؟

جواب :- ہاں یہی احسان ہے کہ پیپلز پارٹی کو اقتدار سے محروم کروایا اور چیئرمین بھٹو کو جیل کی کال کوٹھڑی میں لے گئے اور تو کوئی احسان جاگیرداروں نے پیپلز پارٹی اور بھٹو پر نہیں کیا۔ عوام پر جو احسان کیا وہ بھی عوام کے سامنے ہے بیدخلیاں ان ہی نے کی ہیں اور ظلم و تشدد بھی انھوں نے ہی کیا ہے

سوال :- پیپلز پارٹی طبقاتی پارٹی ہے یا جمہوری لور پارٹی؟

جواب :- اصل بات یہ ہے کہ موجودہ حالات میں جمہوری مسئلہ طبقاتی مسئلہ سے جڑا ہوا کیونکہ جمہوریت میں تمام طبقوں کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔ آئین بحال ہوتا ہے۔ مگر غیر آئینی حکومت غیر نمائندہ حکومت میں غریبوں کے حقوق غصب ہیں۔ حقوق مانگنے والوں کو سب جانتے ہیں مارشل لا میں کیا ملتا ہے۔ دنیا بھر میں کسی بھی مملکت کے دانشوروں کو آج تک کوڑے نہیں لگائے گئے مگر ہمارے ہاں انھیں کوڑوں کی سزا دی گئی ہے اگر حالات یہی رہے تو ملک ۱۹۷۱ء سے بھی بڑے بحران کا شکار ہو جائے گا اور ملک کا قائم رہنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ اگر آئین ہوتا اور نمائندہ حکومت ہوتی تو آج یہ مسائل پیدا نہ ہوتے اور طے شدہ صوبائی اور قومی مسائل دوبارہ سر نہ اٹھاتے چھوٹے صوبوں کے لوگ سمجھتے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں اُن کے لئے بہتر اصول بنائے گئے تھے اور آج کے حالات کے مطابق ۱۹۷۳ء کا آئین چھوٹے صوبوں کی زیادہ حفاظت کرتا ہے۔ بلوچستان کے عوام بھی پیپلز پارٹی کے چیئرمین کو عوام میں دیکھنا چاہتے ہیں اور ہر ایک صوبے کو اُس کے جائز حقوق دینے کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ پاکستانی عوام اپنے آپ کو پاکستانی سمجھ سکیں پیپلز پارٹی بلوچستان میں پہلے سے زیادہ مضبوط اور منظم ہے اور پیپلز پارٹی کا اثر مزید بڑھ رہا ہے۔

سوال :- مخصوص اخبارات پر سنسر شپ کے بارے میں آپ کیا سمجھتے ہیں؟

جواب :- آزادیٔ صحافت ملک کا چوتھا ستون ہوتا ہے اور پریس کی آزادی ملک کی بقاء کے لئے تازہ خون کا کام دیتی ہے۔ آزاد پریس ہی ملک کو قتل و غارت سے نجات دلا سکتا ہے۔ آزادیٔ اظہار ہی اسلام کی روح ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ قومی اتحاد اپنی ایجی ٹیشن کی تحریک میں آزادیٔ اظہار کا مطالبہ کر رہا تھا۔

رسول بخش تالپور نے کہا

"بھٹو کے ساتھ ہی پیپلز پارٹی بھی ختم ہو گئی"

مولانا وصی مظہر ندوی جماعت اسلامی کا پول کھولنے کے لئے کتاب لکھ رہے ہیں

حیدرآباد کے عوام بھی خوب ہیں جب چاہتے ہیں بعض افراد کو کندھوں پر بیٹھا کر لیڈر بنا دیتے ہیں اور ان کے لئے پولیس کے ڈنڈوں سے لے کر گولیاں تک کھاتے ہیں۔ زخمی ہونے سے لے کر شہادت کا رتبہ بھی ان کے لئے اہم رہا ہے۔ خواہ ان شہادت پانے والوں کو افراد کو آنے والی حکومتیں بھلا ہی کیوں نہ دیں۔ اسی طرح حیدرآباد کے عوام کے سروں پر بیٹھ کر میر رسول بخش خان تالپور کے بڑے بھائی میر علی احمد تالپور (جن کو زندگی میں کبھی اقتدار نہ ملا تھا) اقتدار پر بیٹھ گئے اور وزارت دفاع کے اہم عہدے پر فائز ہو گئے۔

آج کل حیدرآباد میں وزیر دفاع کے چھوٹے بھائی میر رسول بخش تالپور اپنے بڑے بھائی کے لئے سیاسی راہ ہموار کر رہے ہیں تاکہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے سامنے اس بات کا بھرم رہے کہ یہ دونوں بھائی سندھ میں اچھا سیاسی کام کر رہے ہیں اور سندھ میں بھٹو کے بعد ان ہی کی طوطی بولتی ہے

۹ جنوری کو مہران آرٹس کونسل حیدرآباد میں فلسطین کے طلباء کی تنظیم جنرل یونین آف فلسطینی اسٹوڈنٹس نے اپنی جدوجہد اور پی ایل او کے قیام کی ۱۴ ویں سالگرہ منائی جس میں مہمان خصوصی سندھ کے سابق گورنر میر رسول بخش تالپور تھے جو وطن مل کے پاکٹ میں ہندوستان کی بنی ہوئی بیڑیاں پیتے ہیں جلسوں میں کھدر پہن کر لیکن مرسڈیز کار میں بیٹھ کر جاتے ہیں بہرحال ہم میر صاحب کے بارے میں زیادہ طویل بحث میں نہیں جانا چاہتا بلکہ صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فلسطینی سالگرہ کے اس موقع پر میر رسول بخش تالپور صاحب سے ہماری بات چیت ہوئی۔ اس بات چیت سے ہم نے اندازہ لگایا کہ میر برادران کی سوچ ایک نئے موڑ کی طرف جا رہی اور وہ سندھ کے عوام کے خلاف غلط رائے قائم کر رہے ہیں اُن کی سوچ کے مطابق سندھ میں پیپلز پارٹی کا خاتمہ ہو چکا ہے اب سندھ میں پیپلز پارٹی کا وجود صرف بھٹو کے نام پر ہے۔ اگر چند ہفتوں بعد بھٹو سیاست میں نہیں ہو گا تو پیپلز پارٹی کا وجود بھی ختم ہو جائے گا۔ اُن کے خیال کے مطابق ۵ جنوری کو مسٹر بھٹو کی سالگرہ پر بیگم بھٹو کے علاوہ پیپلز پارٹی کے کسی اہم رہنما نے اُن کی سالگرہ پر بیگم بھٹو کے علاوہ پیپلز پارٹی کے کسی اہم رہنما نے اُن کی سالگرہ کا کیک نہیں کاٹا۔

میر صاحب نے بتایا کہ جب بھٹو صاحب اقتدار میں تھے تو اُن کی سالگرہ میں میں نے کیک کاٹا تھا۔ میر صاحب نے ٹیلی ویژن پر چلنے والی "ظلم کی داستان" پروگرام کے بارے میں کہا کہ یہ پروگرام صحیح ہے اور حقیقت پر مبنی ہے۔ ہم نے کہا کہ ٹیلی ویژن میں ظلم کی داستان میں ایک شخص امین بٹ کو پیش کیا گیا جس پر خود فواحیہ رفیق مرحوم کی بیگم نے الزام لگایا تھا کہ اُن کے شوہر کو غلام مصطفےٰ کھر کے اسی غنڈے نے قتل کیا ہے۔ آج اس شخص کو مظلوم بنا کر ٹیلی ویژن پر پیش کیا گیا ہے۔ میر صاحب نے کہا کہ مسٹر بھٹو کی حکومت شریف لوگوں کو قتل کروانے اور دیگر جرائم کے لئے استعمال کرتی تھی اور اُسی نے امین بٹ کو بھی بدنام کرایا ہے۔ فلسطینی سالگرہ کے اس موقع پر جب بعض چھوٹی بچیوں نے ایک خوبصورت ڈانس پیش کیا تو میر صاحب سے ہم نے برجستہ پوچھ لیا حکومت خواتین کی یونیورسٹی کے قیام کا اعلان کر چکی ہے اور آپ ڈانس دیکھ رہے ہیں تو انھوں نے غصہ سے کہا کہ "یہ لوگ بے وقوف ہیں"۔ ہمارے ایک سوال کے جواب میں اُنھوں نے کہا کہ ملک میں اکتوبر میں ضرور انتخابات ہوں گے اور ان انتخابات میں پیپلز پارٹی کو عبرتناک شکست ہو گی کیونکہ اُس وقت بھٹو نہیں ہو گا

مسلم لیگ میں تیسرا گروپ بن جانے کے بعد اب حیدرآباد میں مسلم لیگ تین دھڑوں میں تقسیم ہو گئی ہے ان تینوں دھڑوں کے درمیان زبردست کشیدگی موجود رہی ہے۔ نواب ظفر حسین خان کے حامی نواب یامین کے حامیوں کی تلاش میں ہیں اور پیر پگاڑو کے حامی نواب ظفر حسین خان کی تلاش میں ہیں اور اُنھوں

نے الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اگر کسی نے پیر صاحب پگاڑو کے خلاف بیان دیا تو ہم سخت کارروائی کریں گے۔ نواب مظفر حسین خان ایک عرصہ سے اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور شاید مسلم لیگ چٹھہ گروپ سندھ کے کنونشن کے لئے صلاح مشورے کر رہے ہیں۔ کراچی سے ہارون احمد بھی اسلام آباد میں ہیں۔

حیدر آباد میں جماعت اسلامی کے مشہور راہنما مولانا وصی مظہر ندوی جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کے خلاف ایک کتاب "جماعت اسلامی حقیقت کے آئینے میں" لکھ رہے ہیں جماعت اسلامی کے مہاجر گروپ نے اپنی سرگرمیاں تیز کردی ہیں اور وہ عمر قریشی اور وحید قریشی کی قیادت میں منظم ہو رہے ہیں۔ اور اس سلسلے میں کچھ اجلاس بھی کر چکے ہیں انھوں نے جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کو بھی لکھ دیا ہے کہ اگر اکتوبر ۸۵ء کے انتخابات میں میاں شوکت (گجرانوالہ) کو ٹکٹ دیا گیا تو وہ بھرپور مخالفت کریں گے اور اس کے بعد جماعت اسلامی کا دوسرا گروپ بھی وجود میں آسکتا ہے۔ اس سے قبل اسلامی جمعیت طلبا میں سندھ کے ناظم نعمان بھٹو بھی اسلامی جمعیت طلبا (ترقی پسند گروپ) بنا چکے ہیں۔

حیدرآباد کے نوجوان لکھنے والوں نے گذشتہ ہفتہ ایک بیان جاری کیا جس میں شاعر انقلاب۔۔ جوش ملیح آبادی پر جماعت اسلامی کی جانب سے عائد کی گئی پابندیوں اور مراعات واپس لینے کی سخت مذمت کی گئی اس بیان میں جماعت اسلامی کی انتقامی کارروائی کی بھی مذمت کی گئی اور کہا گیا ہے کہ "یادوں کی برات" میں جوش صاحب نے جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی کی رنگین مزاجی کے بارے میں صاف طور پر بتایا جس کی وجہ سے ان کو انتقامی کارروائی کا نشانہ بنایا گیا ہے اور مولانا مودودی نے ان سے انتقام لیا ہے۔ ان نوجوان لکھنے والوں نے حکومت کو مشورہ ہے کہ وہ جوش کے ہوش سے کام لے اور جماعت اسلامی کے بہکاوے میں آکر غلط حرکتیں بند کریں۔ اگر یہ بزرگ انقلابی شاعر اپنے مرنے سے قبل پاکستانی حکومت کے خلاف کچھ کہہ گیا تو صدیوں تک تاریخ میں پاکستانی قوم کو شرمندہ ہونا پڑے گا۔

لاڑکانہ کے شب و روز

قمر صدیقی

لاڑکانہ کے مسائل کو

کسی اخبار میں جگہ نہیں ملتی

جب سے رازداں میں میرا مکتوب شائع ہوا ہے لاڑکانہ کے جماعتی ڈی ایس پی کے کے انصاری نے اپنے کارندے میرے پیچھے چھوڑ دیئے ہیں۔ حد یہ ہے کہ پوسٹ آفس پر بھی اس نے اپنے اہلکار مقرر کئے ہیں تاکہ کسی بھی اخبار یا جریدے کو لاڑکانہ سے کوئی خط نہ جا سکے۔ یہ کارندے پوسٹ آفس میں بیٹھے ان تمام خطوط کو کھول کر پڑھتے ہیں جو لاڑکانہ سے اخبارات و جرائد کو لکھے جاتے ہیں خصوصاً آزاد اخبارات و جرائد کو

یہاں لاڑکانہ میں طلبا برادری کے ساتھ بہت ظلم ہو رہے ہیں خاص طور پر سپاف کے طلبا کو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اس پر افسوس کی بات یہ ہے کہ لاڑکانہ کی طلبا برادری اور عوام کے مسائل کو کسی بھی اخبار یا جریدے میں کوئی جگہ نہیں مل رہی ہے حالانکہ یہاں پر کافی کچھ ہو رہا ہے

لاڑکانہ کے ممتاز طالب علم رہنماؤں، سپاف ضلع لاڑکانہ کے صدر مسٹر محمد ایاز سومرو اور چانڈ کا میڈیکل کالج یونین کے صدر مسٹر اسد علی ابڑو کو ۳۰ نومبر کو ضلع تھرپارکر کے عمرکوٹ پولیس اسٹیشن کے ایک کوارٹر میں بند کرکے ان پر تشدد کیا گیا اور ان کے بدن پر جلتے ہوئے سگریٹوں سے داغ لگائے گئے اب بھی ان کے بدن پر اس تشدد کے نشان ہیں ان سے پولیس یہ دریافت کرنے کی کوششیں کر رہی تھی کہ جب مس بے نظیر بھٹو لاڑکانہ کے دورے پر آئی ہیں تو آپ کو کیا کیا ہدایتیں کرتی ہیں کیا آپ کو یہ کہتی ہیں کہ ہنگامے کرو۔ میں آپ کو اسلحہ دوں گی وغیرہ وغیرہ اور ان کے اکسانے پر ہنگامے کرتے ہو کیا PPP کا ملک میں خانہ جنگی کا کوئی پروگرام ہے؟ کیا PPP اور تحریک استقلال کا کوئی خفیہ سمجھوتا ہوا ہے

طالب علم رہنماؤں، ایاز سومرو اور اسد ابڑو پر عمرکوٹ میں تشدد کرکے انہیں واپس میر پور خاص ڈسٹرکٹ جیل لایا گیا ان رہنماؤں کو عید کی نماز بھی نہیں پڑھنے دی گئی اور ان کو قید تنہائی میں رکھا پھر یہاں پر ان کو B کلاس دی گئی لیکن تقریباً ایک ماہ تک ان کو B کلاس کی سہولتیں نہیں دی گئیں اس کی خبر ۲ ردسمبر کے مساوات میں بھی آئی تھی، پھر بعد میں ان طلبا رہنماؤں کو میر پور خاص جیل سے پولیس کے سخت پہرے میں حیدر آباد سینٹرل جیل منتقل کر دیا گیا، یہاں پر بھی ان کو B کلاس دی گئی مگر B کلاس کی قانونی سہولتیں میسر نہیں تھیں

اب معلوم ہوا ہے کہ طلبا رہنماؤں ایاز سومرو، اسد ابڑو کو حیدر آباد سینٹرل جیل سے ۲۸ ردسمبر کو سکھر سینٹرل جیل منتقل کیا گیا ہے اور ان کو قید تنہائی میں الگ الگ رکھا گیا ہے ان رہنماؤں سے کسی کو ملاقات بھی کرنے کی اجازت نہیں

یاد رہے کہ طالبعلم رہنماؤں، ایاز سومرو، اسد ابڑو اور احمد علی سومرو کو نوابشاہ کی طالبہ شیریں سومرو پر دست درازی کے بعد ہونے والے ہنگاموں میں ملٹری کورٹ لاڑکانہ نے ایک ایک سال قید اور ۵/۵ ہزار جرمانہ کی سزا دی تھی اور ابھی وہ یہ سزا کاٹ رہے ہیں دوسری طرف جبکہ لاڑکانہ کی کالجوں میں بائیکاٹ تھا اور گرفتاریاں جاری تھیں تو جماعتی ڈی ایس پی کے کے انصاری نے سپاف کے دو دوسرے طالبعلم رہنماؤں، منظور جمالی اور شمس سومرو کو بھی گرفتار کرکے ملٹری کورٹ لاڑکانہ سے ایک ایک سال قید کی سزا دلوائی۔

اب یہ سب لاڑکانہ کے طلبا سکھر سنٹرل جیل میں ہیں سپاف کے ضلعی صدر ایاز سومرو (ایل، ایل، بی پریویس) کے طالبعلم ہیں گورنمنٹ لاء کالج لاڑکانہ، طلبا یونین کے لئے جنرل سیکریٹری کے امیدوار بھی، انہوں نے امیدواری کا فارم بھی بھرا تھا، الیکشن ۱۵ ر اکتوبر کو ہونے تھے ان کے مقابلے میں مسلم لیگ کی ذیلی تنظیم مسلم اسٹوڈنٹس

باقی صفحہ ۳۷ پر

اصغر خان نے اپنے دورے کی کامیابی کیلئے

بھٹو کے حق میں با آواز بلند دعا کی

جماعت اسلامی کے وزیروں کے ناکام دورے

غلبو ریٹ ہے حکومت کی جانب سے تمام سرکاری محکموں کو خصوصی ہدایات جاری کر دی گئیں ہیں کہ نماز پابندی سے پڑھی جائے لیکن اندرون سندھ جماعت اسلامی اور ان کی ذیلی تنظیموں نے تمام سرکاری محکموں میں نماز پڑھنے والوں کے سلسلے میں مخبری کا کام بھی سنبھال لیا ہے اگر کوئی شخص بحالت مجبوری نماز نہ پڑھ سکے تو فوری اس کی رپورٹ کی جاتی ہے اس طرح جماعت اسلامی کے تنخواہ دار کارکن ماتحت عدالتوں کو بھی نہیں بخشتے ہیں اسی قسم کا ایک جتھا حیدر آباد میں بھی سرگرم عمل دیکھا گیا ہے جو سرکاری دفاتر کے علاوہ عدالتوں میں یہ دیکھنے کے لئے دندناتا پھرتا ہے کہ کس کس نے نماز پڑھی ہے کس نے نہیں بعد میں روزانہ ایک عدد پریس ریلیز جاری کی جاتی ہے کہ فلاں محکمہ کے فلاں افسر نے نماز ادا کی اور فلاں محکمہ کے فلاں فلاں ملازموں نے نماز میں کوئی دلچسپی نہیں لی

حیدر آباد سے شائع ہونے والے ایک روزنامہ خادم وطن کے پریس پر اچانک چھاپہ مار کر تین ملازمین کو گرفتار کر لیا گیا ہے یہ چھاپہ ایس پی حیدر آباد مسٹر محسن بینور کی نگرانی میں مارا گیا سرکاری طور پر اس چھاپہ کے اسباب یہ بتائے گئے ہیں کہ سندھ کے معمر سیاست دان جی ایم سید کی ایک کتاب ، اسلامی سربراہی کانفرنس" اس پریس میں شائع کی جا رہی تھی گرفتار ہونے والوں میں اخبار کے ایک سب ایڈیٹر مسٹر عبدالرزاق رضا بلوچ ، کمپوزر علی نواز بلوچ اور ایک چپڑاسی عبداللہ شامل ہیں ، پولیس نے جب پریس پر چھاپہ مارا تھا تو صرف یہی تینوں حضرات پریس میں موجود تھے چنانچہ ابتدائی تفتیش کے لئے فوجی عدالت سے ان تینوں کا ریمانڈ حاصل کر لیا گیا انہیں سی ڈی پولیس تھانہ میں رکھا گیا ہے

حیدر آباد کے صحافیوں کے حلقوں میں روزنامہ خادم وطن کے ان ورکروں کی گرفتاری پر شدید اضطراب پھیل گیا ہے صحافیوں کا موقف ہے کہ گرفتار شدگان کا اس کتاب کی اشاعت سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ وہ فقط اخبار سے وابستہ ہیں جبکہ کتاب کی اشاعت کا ذمہ دار جاب سیکشن ہے صحافیوں نے مسٹر رضا بلوچ اور دیگر کارکنوں کو فوری رہا کرنے کا مطالبہ کیا ہے اس کے علاوہ یہاں کے ادبی حلقے اس امر پر حیران ہیں کہ جبکہ مذکورہ کتاب شائع ہو کر مارکیٹ میں آئی نہیں ہے تو یہ کس طرح سمجھا گیا کہ اس کتاب میں قابل اعتراض مواد ہے قیاس کیا جا رہا ہے کہ تفتیش مکمل ہونے کے بعد یہ مقدمہ فوجی عدالت میں چلایا جائیگا

گزشتہ دو تین ہفتوں سے سندھ میں مختلف انتظامی محکموں کے افسروں کے تبادلوں کا سلسلہ بڑی تیزی سے جاری ہے ان اچانک تبادلوں کی وجہ سے لوگوں میں سنسنی پھیل گئی ہے جبکہ کئی لوگ اس سلسلے کی کڑیوں کو سپریم کورٹ میں سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی اپیل کے فیصلے سے ملاتے ہیں جو عنقریب ہونے والا ہے بہر حال جناب بھٹو کے فیصلہ کا یہاں پر شدید انتظار کیا جا رہا ہے اور سندھ کے عوام فیصلہ سے قبل ان تبادلوں پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں اور اس کی روشنی میں اپنی اپنی رائے قائم کر رہے ہیں صوبہ بھر میں ایک سناٹا چھایا ہوا ہے ہر شخص کے چہرے پر بے چینی اور بے یقینی کی سی کیفیت طاری ہے ہر چہرے کی آنکھیں ایک دوسرے کو سوالیہ انداز سے دیکھ کر کچھ پوچھنے اور کچھ سننے کے لئے بے تاب ہیں ملکی اخبارات اور ذرائع ابلاغ کا اعتبار اٹھ گیا ہے چنانچہ بی بی سی کی اردو نشریات باقاعدگی سے روزانہ خاص طور پر سنی جاتی ہیں اور انہی خبروں کو قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے

آج کل جماعت اسلامی کے وزراء نے جھوٹ کا مقابلہ شروع کر رکھا ہے اور اس مقابلے کے لئے سندھ کی سرزمین کو اکھاڑہ بنا لیا گیا ہے کیونکہ آئے دن جماعت اسلامی کے وزراء ایک دوسرے کے پیچھے ترتیب وار دورہ کرتے رہتے ہیں ، وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات محمود اعظم فاروقی نے حال ہی میں دلقبول خود ان کے اور سرکاری نشر و اشاعت کے ذرائع کے، طوفانی دورہ کیا ان کے

نماز ادا نہ کرنے والوں کی مخبری کی جارہی ہے

بعد پروفیسر غفور دورے پر نکلے ابھی وہ صوبہ سندھ کی سرحدوں سے باہر ہی نہیں گئے تھے کہ چودھری رحمت الٰہی آ پہنچے تینوں حضرات کے دل و دماغ پر بھٹو کا خوف طاری ہے اور زبان پر سابقہ حکومت کا رونا تھا کہ بھٹو نے یہ کر دیا وہ کر دیا اور کھایا پیا کچھ نہیں ایک پلیٹ توڑ دی صاحب کے جو آنے لٹو کی مصداق کبھی بھی مسئلہ کو حل نہ کیا مصائب جھیلتے ہوئے کسی شخص کو کوئی فیض نہ دے کر جیسے آئے ویسے ہی چلے بنے بہر حال تینوں جھوٹ بولنے اور چرب زبانی میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے

اصغر خان چولا بدل رہے ہیں

کی سر توڑ کوشش کرتے ہوئے روانہ ہوگئے جس سے عوام کو کوئی فرق نہیں پڑا

اور قابل ذکر بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ جماعت اسلامی کا اوپر سے لے کر نیچے تک کوئی شخص تماننے کے لئے تیار نہیں کہ ان وزراء صاحبان کو اب سننے کے لئے خود ان کی جماعت کے متفقین اور جماعتیوں کی تعداد جو پہلے بھی کم تھی اب مزید اس میں کمی ہوتی جارہی ہے جن کا اندازہ ان صاحبان کو بخوبی ہے لیکن یہ بات شتر مرغ قسم کی سیاست پر یقین رکھنے والوں کے لئے کبھی بھی سمجھ میں نہیں آسکتی

پیپلز پارٹی سندھ کی قیادت اب بھی غیر متحرک بنی بیٹھی ہے جتوئی صاحب تو کراچی کو ہی پورا سندھ سمجھ کر باہر نکل کر جانے کا سوچتے بھی نہیں نو مقرر شدہ جنرل سیکرٹری سید حسین علی شاہ کو بھی اس عہدے نے اندرون سندھ سے جھڑا دیا ہے اور وہ بھی کراچی کے ہو کر رہ گئے ہیں جبکہ تنظیمی نقطہ نظر سے کم از کم ان کا اندرون سندھ میں ہونا ضروری تھا کیونکہ پارٹی کے ہمدردوں نے ان کے سیکریٹری مقرر ہونے کے بعد یہ امیدیں وابستہ کرلی تھیں کہ چلو ایک ایسے کارکن کو یہ عہدہ ملا ہے جو وڈیروں والی سیاست تو نہیں جانتا ہوگا لیکن شاہ صاحب نے بھی ان تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے بہرحال پیپلز پارٹی سندھ کی قیادت کرنے والے صاحبان سندھ کے عوام کی سیاسی وابستگی کی مجبوری کا خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں، پارٹی کے کارکن جو جیل سے باہر ہیں ان سے صوبائی قیادت کا کوئی موثر رابطہ نہیں اور جو جیل میں ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں جبکہ پارٹی کے جانثار اور مخلص کارکن باوجود ان تمام تنظیمی خامیوں اور کوتاہیوں کے اپنے قائد چیئرمین بھٹو اور پارٹی کے لئے سب کچھ کرنے اور قربانی کی انتہا تک جانے کے لئے تیار ہیں اور اب تک ان کارکنوں نے جو کچھ بھی لیا ہے

وہ شاید جمہوری جدوجہد میں فعال قیادت کے بغیر کوئی بھی نہیں کرسکتا اس کا تازہ ترین مظاہرہ ۵ جنوری کو چیئرمین بھٹو کی سالگرہ کی تقریبات اور اجتماعات میں دیکھنے میں آیا اندرون سندھ کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں بڑے بردبار اور شایان شان والہانہ وابستگی کے ساتھ جناب بھٹو کی سالگرہ کا دن منایا گیا اس سالگرہ منانے کا سہرا پارٹی کارکنوں کے سر ہی ہے پارٹی میں چھپے ہوئے بعض وڈیرے کسی بھی تقریب میں ظاہر نہیں ہوئے وہ وڈیرے جو انتخابات کے ٹکٹوں کے لئے ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کے لئے اپنی وفاداریاں ثابت کرتے تھے وہ آج اپنے بلوں میں گھسے ہوئے تھے بعض مقامات پر پولیس اور انتظامیہ نے

پیپلز پارٹی کی قیادت کی بے حرکتی

سالگرہ کی تقریبات کو ناکام بنانے کے لئے بڑے اوچھے طریقے بھی اختیار کئے لیکن بہرحال یہ سالگرہ ہر جگہ منائی گئی خصوصی طور پر حیدرآباد ٹنڈو محمد خان، لاڑکانہ، نواب شاہ، سکھر، دادو، شہداد پور میں سالگرہ کی تاریخی تقریبات ہوئیں، اے خدا بھٹو سے انصاف کر اور اس کے گناہ معاف کر یہ دعا کسی پیر فقیر یا درویش نے نہیں کی ہے اور نہ ہی پارٹی کے کسی کارکن نے بلکہ تحریک استقلال کے سربراہ پاکستان قومی اتحاد کے روٹھے ہوئے رہنما ریٹائرڈ ائیر مارشل اصغر خان نے سکھر میں اپنے کارکنوں کی جانب سے ان کو اعزاز میں دی گئی ایک تقریب میں کی

ریٹائرڈ اصغر خان نے اس موقعہ پر مزید کہا کہ میری جناب بھٹو سے کسی طرح بھی دشمنی نہیں تھی اس کے علاوہ جناب اصغر خان موجودہ حکومت کے خلاف بھی خوب گرجے اور برسے اور انتخابات کرانے کے لئے تاریخ کا فوری اعلان کرنے کا بھی مطالبہ کیا یہ وہی اصغر خان صاحب ہیں جو سابقہ حکومت کے خلاف تحریک کے دوران جناب بھٹو کے خلاف خوب بولے تھے اور جو موجودہ مارشل لا کو بھی اپنی کوششوں کا نتیجہ قرار دیا کرتے تھے بہرحال لوگوں کی یادداشت اتنی بھی کمزور نہیں ہوگی کہ گزشتہ دو تین برسوں کی باتیں حالات و واقعات یکسر بھول گئے ہوں، لیکن جناب اصغر خان کے موجودہ زبانی جمع خرچ کا لی ضرورت سے زیادہ معنی خیز ہے، ممکن ہے کہ جناب اصغر خان نے یہ سمجھ لیا ہو کہ جناب بھٹو کے کلمہ خیر کے بغیر ان کی سیاست چل نہیں سکتی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پیپلز پارٹی کے کارکنوں میں اپنی ساکھ قائم کرنے کے لئے انہوں نے یہ طریقہ کار اپنایا ہو بہرحال دیکھنے والے بلا کی نظر رکھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو پارٹی پلیٹ فارم کو کسی بھی طور پر مال غنیمت نہیں بننے دیا جائے گا، بات کرنی ہے تو سیدھی کی جائے، آنا چاہتے ہو تو سیدھے دروازے سے آؤ کیونکہ عوام کا سیاسی شعور اتنا بڑھ گیا ہے جس کا اظہار جناب اصغر خان نے بھی کیا ہے کہ کوئی بھی سیاست دان جو کچھ بھی کہتا ہے وہ بھی سنا اور پڑھا جاتا ہے اور ان کے رموز اور اسرار بھی پرکھ لئے جاتے ہیں اور جو کچھ سینے میں چھپا کر زبان پر آنے نہیں دیا جاتا اس کو بھی خوب اچھے طریقے سے سمجھا جاتا ہے

اندرون سندھ جناب معراج محمد خان اور بیگم بھٹو کی حالیہ ملاقات کو بڑی اہمیت دی جارہی ہے خاص طور پر پارٹی کے کارکنوں نے اس ملاقات کو نیک فال قرار دیا ہے اور اس پسندیدگی کا اظہار کیا جارہا ہے اور معراج محمد خان کے لئے اپنے نیک جذبات و خواہشات کا بھی اظہار کھلے عام کیا جارہا ہے اور ان سے اپنی جذباتی حد تک امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں

الطاف چغتائی

جوہر آباد میں چیئرمین بھٹو کی سالگرہ جوش و خروش سے منائی گئی

پاکستان پیپلز پارٹی ضلع سرگودھا کے زیر اہتمام جوہر آباد میں قائد عوام چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کا یوم ولادت انتہائی عقیدت و احترام سے منایا گیا پروگرام کا آغاز قرآن خوانی سے ہوا اس کے بعد قائد کی درازیٔ عمر کیلئے دعا مانگی گئی اور آخر میں پارٹی رہنماؤں اور کارکنوں نے اجتماع سے خطاب کیا سالگرہ منانے کے لئے انتظامات ملک محمد اسلم اعوان ایڈووکیٹ کی رہائشگاہ پر کیا گیا تھا اور پروگرام کی کامیابی کے لئے پیپلز پارٹی جوہر آباد کے جنرل سیکرٹری عبداللطیف خان نے انتھک جدوجہد کی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پیپلز پارٹی ضلع سرگودھا کے قائم مقام صدر ملک حاکم خان اعوان ایڈووکیٹ نے کہا کہ قائد عوام ہمارے مسلمہ راہنما ہیں اور دنیا کی کوئی بڑی طاقت انہیں ہم سے جدا نہیں کر سکتی ہم رہتی دنیا تک ان کی پیروی کرینگے کیونکہ وہ حق پر ہیں، کوہ نور شوگر ملز ایمپلائز ٹریڈ یونین کے صدر سید محمد اشرف راشد نے کہا کہ بھٹو نے ہمیں سوچ اور شعور دیا اور یہ ان کا ہم پر احسان عظیم ہے جسے ہم کبھی نہیں بھلا سکتے ایمپلائز ٹریڈ یونین کے جنرل سیکرٹری ملک لعل خان نے کہا کہ بھٹو نے جاگیردار طبقہ سے بغاوت کر کے ہمارا ساتھ دیا ہم آزمائش کی گھڑیوں میں اس کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ کے امام مسجد قاضی فضل حسین شاہ نے کہا بھٹو کی لڑائی اصولوں کے لئے ہے اور ہم اس جنگ میں اس کے ساتھ ہیں جامع مسجد غلہ منڈی جوہر آباد کے امام حافظ دین محمد نے دعا کی کہ خدا بھٹو کو ہماری راہنمائی کے لئے ہزاروں برس زندہ رکھے عیسائی راہنما سنت مسیح نے کہا کہ مسیح برادری بھٹو کے ہمراہ ہے کیونکہ بھٹو نے ہمیں اپنے دور اقتدار میں احساس کمتری سے نکال کر دوسرے پاکستانیوں کے برابر حقوق دیئے۔ اجتماع کے اختتام پر کارکنوں اور ناداروں میں کھانا تقسیم کیا گیا

گورنمنٹ کالج سرگودھا میں

یونین کی حلف برداری

پچھلے دنوں گورنمنٹ کالج سرگودھا کے ہوسٹل کی یونین کی حلف وفاداری کی تقریب منعقد ہوئی مہمان خصوصی ڈاکٹر انور پرنسپل گورنمنٹ کالج سرگودھا تھے پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن ضلع سرگودھا کے صدر راؤ عبدالغفار نے معزز مہمان کو پھولوں کے ہار پہنائے تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ہال میں موجود طلبا نے پی، ایس، ایف بھٹو جیئے ہزاروں سال کے بیج لگائے ہوئے تھے تمام حلف اٹھانے والے عہدیداروں کے گلے میں پی۔ ایس۔ ایف کے ضلعی صدر راؤ عبدالغفار نے ہار ڈالے ....، حلف اٹھانے والے تمام طلبا کا تعلق پی ایس ایف سے ہے بعد ازاں پرنسپل ڈاکٹر انور نے عہدیداروں سے حلف لیا ونگ پریفیکٹ باقر علی، خضر حیات گوارایہ غلام عباس ڈب، غلام اصغر سیکن، محمد افضل ولوٹ، محمود الحسن سیکرٹری کامن روم ظفر الحسن سیکرٹری آؤٹ ڈور محمد اقبال سیکرٹری لائبریری روم محمد مسعود سیکرٹری گیمز محمد اکرم عامر نے حلف اٹھایا

بقیہ:- لاڑکانہ

فیڈریشن کا امیدوار نشا ہانی تھا۔ جب حکومت کو معلوم ہو گیا کہ مسلم لیگی امیدوار کو شکست فاش ہو گی تو لاڑکانہ کی انتظامیہ نے الیکشن ملتوی کرا دیئے اب [illegible] سے ڈر گئے ہیں کہ لاڑکانہ کالج لاڑکانہ کی طلبا یونین کے الیکشن بھی کروانا نہیں چاہتے ہیں یاد رہے کہ لاڑکانہ کالج طلبا یونین میں پورا پینل [illegible] کا ہے اور جنرل سیکرٹری کے علاوہ دوسرے امیدوار بلا مقابلہ جیت گئے ہیں، مگر خاص اشاروں کی بنا پر ان کا سرکاری اعلان نہیں کیا گیا پھر لاڑکانہ کی انتظامیہ نے ایاز سومرو کو ایک سال قید اور ۵ ہزار جرمانہ کی سزا دلوائی

نسیم اختر ایڈووکیٹ

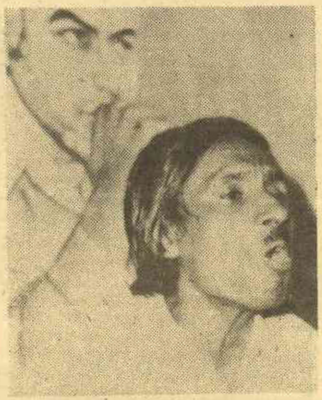

ممتاز شاعر، ایڈیٹر نظام جمہوریت سرگودھا شاکر نظامی جنھوں نے ایک ماہ کی قید کاٹی۔

روز نامہ شعلہ سرگودھا کے ایڈیٹر اور جوہر کالونی کے صدر جناب میر عبدالرشید اشک آجکل علیل ہیں۔

سرگودھا کی ڈائری

عبید اللہ طاہر

سرگودھا پیپلز پارٹی کے

۱۷ رہنماؤں کی رہائی

پاکستان پیپلز پارٹی سرگودہا کے جن رہنماؤں کو تین اکتوبر کو آنسہ بے نظیر بھٹو کے دورہ سرگودہا کے بعد گرفتار کیا گیا تھا اور بعد ازاں انہیں تین تین ماہ کے لئے ڈسٹرکٹ جیل سرگودہا میں نظر بند کر دیا گیا تھا تین جنوری ۱۹۷۹ء کو نظر بندی ختم ہونے کے بعد رہا کر دیا گیا ان رہا ہونے والوں کو نظر بندی کے دوران ضمانت پر رہا ہونے کیلئے کہا گیا تھا لیکن تمام نظر بندوں نے ضمانت پر رہا ہونے سے انکار کر دیا، نظر بندوں کی رٹ پر بعض رہنماؤں کے متعلق لاہور ہائی کورٹ نے ابھی تک فیصلہ نہیں سنایا اُدھر ان کی نظر بندی ختم ہو گئی، رہا ہونے والوں میں، ممتاز قانون دان سید احسان قادر شاہ ایڈووکیٹ کے صاحبزادے اور ضلعی نائب صدر پیپلز پارٹی سید انعام قادر شاہ ایڈووکیٹ شہر سرگودہا کے سیکرٹری جنرل چوہدری نسیم اختر ایڈووکیٹ، سابق ایم پی اے وصدر تحریک فکر قائد عوام شعبہ خواتین پنجاب بیگم نور جہاں توفیق، لیبر تین آف ینگ جرنلسٹس کے سیکرٹری جنرل و نامہ نگار بشارت سہیل سید حسن طاہر کرمانی، سابق صوبائی وزیر اطلاعات چوہدری ممتاز احمد کاہلوں، سابق ایم پی اے چوہدری نذیر احمد رانجھا، بانی ینگ اسٹوڈنٹس فیڈریشن نصیر احمد تبسم، نوجوان انقلابی راہنما، محمد افضل لنجھا، عبدالسلام چھاما، استقلال آباد کالونی کے صدر ملک اللہ یار، ظفر کالونی کے صدر شیخ عطا محمد، کچہری بازار کے اختر واہلہ، خوشاب کے صدر ملک رب نواز محمد خان، شاہ پور کے محمد حنیف چوہدری، پیپلز پارٹی سلانوالی کے صدر شیخ جمیل شامل ہیں۔ ۱۰ ر جنوری کو شہر کے سیکرٹری اطلاعات منظور احمد قریشی

تحصیل کے سیکرٹری محمود احمد بھٹی ایڈووکیٹ کو رہا کیا گیا، منظور قریشی کو جب رہا کیا گیا تو انہیں تشدد کا نشانہ بھی بنایا گیا تھا

اب ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں پیپلز ایکشن کمیٹی کی اپیل پر گرفتاری دینے والے چار کارکن محمد حلیم، محمد نذیر، امجد پرویز اور فوٹو گرافر جاوید اقبال ایک ایک سال قید بامشقت کی سزا بھگت رہے ہیں ان کارکنوں پر گرفتاری کے بعد بے انتہا تشدد کیا گیا اور ہر وہ اذیت دی گئی جو ایک اخلاقی مجرم کو کوئی بات تسلیم کرانے کے لئے دی جاتی ہے ضلع سرگودہا کے ممتاز راہنما جناب مہر خداداد لک سابق ایم این اے ملک نسیم احمد آہیر سابق ایم این اے میاں جمیل احمد ایڈووکیٹ میانوالی جیل میں ایک ایک سال قید کی سزا کاٹ رہے ہیں رحمان پورہ کے دو کارکن جنہوں نے راولپنڈی میں ایکشن کمیٹی کی اپیل پر گرفتاری دی تھی ایک ایک سال قید کی سزا جیل میں بھگت رہے ہیں، یاسین اور سلطان نے ۲۱ ستمبر ۱۹۷۸ء کو فوارہ چوک میں چیئرمین بھٹو کی رہائی کے لئے نعرے لگاتے ہوئے گرفتاری کے لئے خود کو پیش کیا تھا ان کارکنوں کو دس دس کوڑوں کی بھی سزا ہوئی تھی جو ہائی کورٹ کے حکم کی بدولت معطل کر دی گئی ہے دو خاتون کارکن بھی راولپنڈی جیل میں ایک ایک سال کی قید کاٹ رہی ہیں

پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن ضلع سرگودہا کے زیر اہتمام گورنمنٹ کالج سرگودہا کے ہاسٹل میں قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی سالگرہ کے موقع

بھٹو کی رہائی اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں

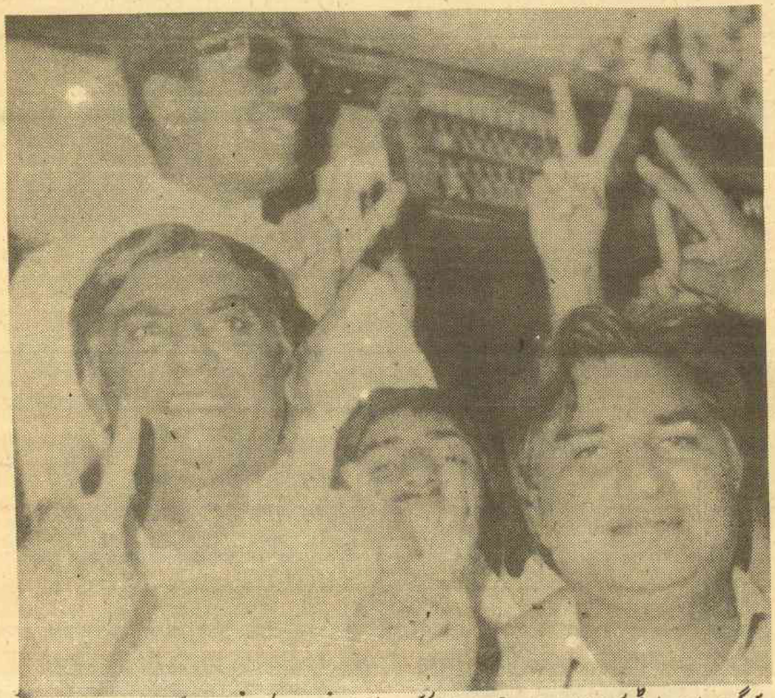

سرگودھا پیپلز پارٹی کے ممتاز راہنما مہر خداداد خاں لک سابق ایم این-اے ملک نسیم احمد آہیر سابق-ایم-این-اے اور میاں جمیل اختر ایڈووکیٹ جنرل سیکریٹری پی پی پی ضلع سرگودھا میانوالی جیل روانہ ہونے سے قبل یاد رہے یہ راہنما آجکل ایک ایک سال قید بامشقت کی سزا بھگت رہے ہیں -

چیئرمین بھٹو کی تصویر کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا جسمیں خضر حیات گورایہ احمد ضیاء، خالد نواز سندھو، عطا محمد خان، غلام عباس ڈب، محمد اقبال، محمد اکرام عامر، محمد افضل وڑائچ محمود الحسن راجہ احمد فاروق، محمد فیروز، مسعود احمد، افتخار احمد راجہ، مسعود احمد، محمد اکبر، قمر رضا، عظیم خاکوانی نے بھی خطاب کیا، پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن ضلع سرگودہا کے صدر اور اسٹوڈنٹس کونسل کے چیئرمین راؤ عبدالغفار نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ طلباء جمہوریت کی بحالی کے لئے آگے بڑھیں گے اور جمہوریت کی بحالی کے لئے ہر قسم کی قربانی دیں گے اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک میں فوری طور پر انتخابات کرائے جائیں اور اقتدار منتخب نمائندوں کے سپرد کیا جائے اور چیئرمین بھٹو کے خلاف ریڈیو اور ٹی وی پر جو نفرت آمیز پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے اُسے فوراً بند کیا جائے آخر میں طلبا نے اس پرمسرت موقع پر قائد عوام کی رہائی درازیٔ عمر اور ملکی سالمیت کے لئے دعائیں مانگیں، ضلعی صدر راؤ عبدالغفار نے ہاسٹل کے طلباء، ملازمین اور ان کے بچوں میں مٹھائی تقسیم کی، ہاسٹل کے ملازمین نے بھنگڑا ڈالا اور چیئرمین بھٹو زندہ باد کے نعرے لگائے اور ہاسٹل کی عمارت پر تمام رات چراغاں کیا گیا

پیپلز پارٹی سرگودہا کے زیر اہتمام ایک اجتماع رحمان پورہ میں نواب زادہ محمد اقبال کی رہائشگاہ پر ہوا اس موقع پر قرآن خوانی ہوئی، چیئرمین بھٹو کی رہائی اور درازیٔ عمر کیلئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں، کیک کاٹا گیا اور مٹھائی تقسیم کی گئی اس موقعہ پر شہر کے جنرل سیکریٹری چوہدری نسیم احمد اختر دولت، فدا حسن، عزیز الحق نے خطاب کیا

سابق ایم پی اے صدر شعبہ خواتین تحریک فکر قائد عوام پنجاب بیگم نورجہاں توفیق

دوسرا اجتماع تحصیل کے صدر احسان الحق قریشی ایڈووکیٹ کی رہائشگاہ عزیز پارک میں ہوا جس سے ضلعی قائمقام جنرل سیکریٹری، بشیر احمد ملک حبیب اللہ ایڈووکیٹ نے خطاب کیا

تحریک فکر قائد عوام ضلع سرگودھا کا ایک اجلاس چیئرمین بھٹو کی سالگرہ کے موقع پر تحریک فکر قائد عوام پنجاب کے جنرل سیکریٹری چوہدری عبیداللہ طاہر کی صدارت میں منعقد ہوا، اجلاس میں قائد عوام کی رہائی، درازیٔ عمر اور صحت کے بارے میں دعائیں مانگیں، ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ انتخابات کی حتمی تاریخ کا اعلان کیا جائے تاکہ ملک میں جمہوری عمل کا آغاز ہو قرارداد میں کہا گیا کہ عام انتخابات اکتوبر کی بجائے مارچ ۱۹۷۹ء میں کرائے جائیں، پیپلز پارٹی کے تمام نظر بند رہنماؤں کو رہا کیا جائے تحریک فکر قائد عوام پنجاب کے ڈپٹی سیکریٹری جنرل ریاض حسین عشرت، بیگم ریحانہ سرور ایڈوائزر، عثمان تسنیم ہاشمی، صدر بہاولپور ڈویژن شاہ نواز ملک صدر ضلع گجرات اور نگران آنسہ بے نظیر بھٹو کو فی الفور رہا کیا جائے

مسٹر اچکزئی نے ثابت کر دیا کہ وزیر با اختیار کیسا ہوتا ہے

ڈیرہ اسماعیل خان میں پچھلے دنوں ایک با اختیار وزیر کی درگت بن گئی گزشتہ دنوں یہ شہر وفاقی وزراء کی سرگرمیوں کا مرکز رہا ڈیرہ اسماعیل خان جہاں سخت گرمی پڑتی ہے گرمیوں کے موسم میں نہ تو کوئی وزیر اور نہ کوئی سرکاری افسر یہاں کا دورہ کرتا ہے - البتہ صوبہ سرحد کے سابق وزرائے اعلیٰ عنایت اللہ گنڈاپور اور مفتی محمود صاحب کا نام اس فہرست میں نہیں آتا کیونکہ ان دونوں حضرات کا تعلق ہی ڈیرہ اسماعیل خان سے تھا -

وفاقی وزیر بلدیات محمد نعمان خان اچکزئی نے اپنے حالیہ دورہ ڈیرہ اسماعیل خان میں شہریوں کے اجتماع سے ٹاؤن ہال میں خطاب کرتے ہوئے از خود کہا کہ میں با اختیار وزیر ہوں اگر میں با اختیار نہ ہوتا آج یہاں کمشنر صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب موجود نہ ہوتے

ایک مقامی سیاسی کارکن نے کہا حضور یہ صاحبان تو پروٹوکول کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے حاضر ہیں - اگر آپ با اختیار ہیں تو اتنی مہربانی کردیں کہ یہاں کی بلدیہ نے جو پانی کی ڈیوٹی دو روپے سے دس روپے تک بڑھا دی ہے اسے کم کر کے پھر سے دو روپے کردیں اس پر وزیر صاحب نے کہا، یہ صوبائی معاملہ ہے اس لئے میں اس میں مداخلت نہیں کر سکتا - اتنے میں میونسپل کمیٹی کے چیف آفیسر نے وزیر موصوف کے کان میں کچھ کہہ دیا اور انہوں نے فوراً اعلان کر دیا کہ آپ لوگوں کا مطالبہ منظور - اب آپ پہلے کی طرح دو ہی روپے پانی ڈیوٹی دیں گے دس روپے نہیں -

اتنے میں ایک وکیل صاحب جو وزیر موصوف کی پارٹی ہی سے تعلق رکھتے ہیں اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا جناب یہ فیصلہ تو آپ کا نہیں، یہ تو سول کورٹ نے کل ہی بلدیہ ڈیرہ کے خلاف فیصلہ دیا ہے - اس پر لوگوں نے قہقہہ لگایا اور وزیر موصوف سیخ پا ہوگئے اور بڑے غضب ناک لہجہ میں ڈپٹی کمشنر ڈیرہ کو حکم دیا کہ گرفتار کر لو اس شرپسند کو - ڈی سی صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے، وزیر بلدیات کو بہت غصہ آیا - انہوں نے کہا اگر آپ کوئی کارروائی نہیں کرتے تو میں اسلام آباد میں اس بات کی شکایت کروں گا - پھر وکیل صاحب کو حکم دیا "بیٹھ جاؤ غنڈہ گردی مت کرو - میں تمہارے خلاف اسلام آباد جا کر کارروائی کروں گا"

اس بدمزگی کے بعد وزیر موصوف سے بعض حضرات نے استدعا کی وہ بہ نفس نفیس چل کر خود شہر میں صفائی کی حالت دیکھیں کہ میونسپل کمیٹی والے کیا کرتے ہیں - لوگوں کا اصرار تھا کہ آپ پیدل ہمارے ساتھ چلیں لیکن حکام درمیان میں پڑ گئے لہٰذا وزیر با اختیار جناب اچکزئی کو سوار ہو کر ہی میونسپل کمیٹی کی صفائی دکھائی گئی -

افغانستان سے آنے والے پناہ گزین کیا کہتے ہیں

سرحد کے اس پار سے آمدہ اطلاعات کے مطابق روس کے اعلیٰ فوجی ماہرین کا ایک وفد افغانستان کی فوجی ضروریات کا اندازہ لگانے کے لئے افغانستان کے سرکاری دورے پر افغانستان پہنچ چکا ہے - یہ وفد ایک ہفتہ قیام کرے گا یہ وفد افغانستانی کے صدر نور محمد ترہ کئی کے دورہ روس کے بعد دونوں ممالک میں حال ہی میں ہونے والی دوستی کے بیس سالہ معاہدہ کی ایک شق کے تحت کابل آیا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ وفد ہوائی اور بری افواج کی ضروریات کا جائزہ لینے کے لئے افغانستان کے مختلف علاقوں کا دورہ کرے گا -

روس افغانستان کا سب سے بڑا حلیف --- اور معاون ہے وہ دنیا کا واحد ملک ہے جو افغانستان کو فوجی ساز و سامان مہیا کرتا ہے اور افغانستان کو ملنے والی بیرونی امداد میں اس کا سب سے بڑا حصہ ہے جس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ روس نے گزشتہ بیس سال میں افغانستان کو ایک ارب ڈالر کی امداد مہیا کی ہے - سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ افغانستان اب مکمل طور پر روس کے دائرہ اثر میں جا چکا ہے - یہاں تک کہ شدید مخالفت کے باوجود نور محمد ترہ کئی نے افغانستان کا جھنڈا روس کے جھنڈے کے رنگ کی طرح ہی کا بننے دیا کہا جاتا ہے کہ عبدالقادر ڈگروال کو بھی جو اپریل ۱۹۷۸ء کے انقلاب کے بانی تھے اور

نوید عباس

جن کی کاوشوں سے یہ انقلاب کامیاب ہوا، جھنڈے کے رنگ پر ہی اختلاف تھا۔ جناب ٹھوگروال آجکل افغانستان کی کسی جیل میں ہیں وہ جھنڈے پر کلمہ طیبہ لکھوانا چاہتے تھے نور محمد ترہ کئی نے جب سے اختیار سنبھالا ہے۔ بارہ ہزار سیاسی قیدیوں کو رہا کر چکے ہیں تقریباً تین ہزار کی معیاد قید میں تخفیف کر چکے ہیں ۔ نور محمد ترہ کئی نے خلق پارٹی کا سرکاری نام۔ نیشنل ڈیمو کریٹک پارٹی رکھ دیا ہے

صوبہ سرحد اور خاص کر پشاور میں جتنے بھی افغان پناہ گزین آئے ہوئے ہیں ان میں بیشتر صرف اس خوف سے فرار ہوئے ہیں کہ کہیں انھیں سردار داؤد خان کا وفادار سمجھ کر قتل نہ کیا جائے ۔ یہ لوگ طرح طرح کی داستانیں سناتے ہیں لیکن سب سنی سنائی اور من گھڑت قسم کی کہانیاں ہیں ۔ ان میں سے اکثر سے پوچھا کہ آیا آپ لوگوں میں سے کسی کی زمین حکومت نے لے کر کسی اور کو دے دی۔ تو کسی نے بھی اثبات میں جواب نہیں دیا۔ صرف یہی کہتے ہیں کہ وہ اس سال نہیں لیں تو اگلے سال لے لے گا،،

حال ہی میں افغانستان سے آنے والے سیاح کہتے ہیں کہ افغانستان میں اب حالات پرسکون ہیں اور زندگی معمول کے مطابق ہے، اسکولوں اور کالجوں ، دینی اسلامی تعلیم دی جاتی ہے ۔ البتہ پہلے صرف پشتو اور فارسی کو ترجیح دی جاتی تھی، اب دیگر علاقائی زبانوں کی ترقی و ترویج کے لیے حکومت پوری طرح تعاون کر رہی ہے

سیاسی اور عوامی حلقوں میں آج کل اس بات پر بڑی چہ میگوئیاں ہو رہی کہ صدر پاکستان اور صدر قومی اتحاد مفتی محمود مسلم لیگ میں اتحاد (جو کبھی بھی پیدا نہ ہو گا تاریخ شاہد ہے) پیدا کرنے پر اپنی ساری قوت کیوں صرف کر رہے ہیں، مسلم لیگ کے بظاہر تین دھڑے ہیں جن میں سے دو کو حکومت اور قومی اتحاد سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور دونوں کے بارے میں۔ یہی کہتے ہیں کہ دونوں دھڑوں کو حکومت میں لیا جا سکتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قومی اتحاد میں قحط الرجال ہو گیا ہے اب ان کی نظر میں صرف اور صرف مسلم لیگ ہی ملک کی ایک موثر قوت ہے۔ حالانکہ یہ سمجھنے میں وہ غلطی کر رہے ہیں کیونکہ مسلم لیگ نے تو اقتدار کے حصول کے لیے کئی رنگ بدلے ہیں، یہی مسلم لیگ ہی تو سکندر مرزا سابق صدر پاکستان نے (جس نے اپنی سوانعمری میں دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان میں نے اور میرے اسٹینو گرافر نے بنایا ہے۔ یہ غلط ہے کہ مسلم لیگ نے بنایا ہے"

مسلم لیگ اب کرسی اور اقتدار لیگ بن گئی ہے

جو مسلم لیگ کو ہمیشہ ناپسند کرتے تھے، جب ری پبلیکن پارٹی بنائی تو اس میں سارے مسلم لیگی ہی شامل ہو گئے اور وزارتیں حاصل کیں۔ ایوب خان نے کنونشن لیگ بنائی تو یہی سارے لوگ اس میں شامل ہوئے صدر یحییٰ خان کوئی جماعت بنانے کے گناہ میں شامل نہیں ہوئے لیکن پھر بھی مسلم لیگ ان کے ساتھ چمٹی رہی اور خان قیوم بہانگ دہل کہتے پھرتے تھے، میں نے صدر یحییٰ خان کو یہ مشورہ دیا۔ صدر صاحب نے جو فلاں قدم اٹھایا ہے اس لیے انہیں میں نے تین ماہ پہلے کہا تھا۔ جب بھٹو برسراقتدار آئے تو یہی مسلم لیگی دھڑا دھڑ پی پی میں شامل ہوئے اور جو ایسا نہ کر سکے یا قبول نہ ہوئے تو انہوں نے پی پی پی کے ساتھ اتحاد کر لیا اور وزارتیں حاصل کیں کیونکہ بغیر اقتدار کے ان بیچاروں سے رہا نہیں جاتا جب ضیاء الحق صاحب آئے تو سب سے پہلے انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں اور وزارتیں ہتھیائیں ۔ صوبہ سرحد میں ان پڑھ لوگ مسلم لیگیوں کو سرکاری پارٹی والے کہتے ہیں سرکار چاہے کوئی بھی ہو لیگ اس کے ساتھ ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے تقسیم سے قبل خاکسار تحریک والے مسلم لیگ کے خلاف اکثر یہ نعرہ لگایا کرتے تھے کہ "ووٹ نہ دینا لیگ کو انگریز کے شریک کو" اس لئے مفتی صاحب اور صدر ضیاء الحق صاحب خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں اور ان میں اتحاد پیدا کرتے ہیں مگن ہو کر عوام کی تنقید کا نشانہ بن رہے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ غیر جانبدار رہ کر حالات کا جائزہ لیں اور کوئی ایسا قدم اٹھائیں جس سے ملک کی بیشتر آبادی خوش ہو نہ کہ صرف گنتی کے چند کرسی کے پرستار خوش ہوں ۔

مس نصرت عطیہ نائب صدر یونیورسٹی اسٹوڈنٹس یونین پشاور نے (جو پی پی پی سے متعلق ہیں) مولانا عبدالقدوس کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے، جس میں مولانا صاحب نے گومل یونیورسٹی کے وائس چانسلر عبدالعلی خان پر الزام لگایا کہ انہوں نے اسلامی روح کے برخلاف خواتین کی تقرریاں کر کے ان کو خاصے اختیارات دے رکھے ہیں کہا کہ وائس چانسلر گومل یونیورسٹی کا یہ اقدام نہایت ہی دانشمندانہ ہے اگرچہ اب بھی دوسرے صوبوں کی نسبت خواتین اساتذہ کی تعداد گومل یونیورسٹی میں کم ہے ۔ خواتین کا بھی افرادی قوت میں شمار ہوتا ہے ملک کی آدھی آبادی خواتین پر مشتمل ہے ۔ اس آدھی افرادی قوت سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے ۔ انہیں برابر و مساوی نمائندگی ہر شعبہ میں ملنی چاہیے انہیں ملک کے تمام اداروں میں برابر ملازمت کے مواقع دینے چاہئیں بلکہ جس یونیورسٹی کا وائس چانسلر اگر مرد ہو تو رجسٹرار لازماً عورت کو ہونا چاہیے ۔ صوبہ سرحد میں دو یونیورسٹیاں ہیں ان میں سے ایک میں وائس چانسلر شپ کا حق خواتین کا بنتا ہے، اس لیے پشاور یونیورسٹی یا گومل یونیورسٹی میں کسی ایک کی وائس چانسلر شپ کسی اہل خاتون کو تفویض کی جائے ۔ نصرت عطیہ نے یہ بات زور دے کر کہی کہ جب اسلام میں مرد اور عورت دونوں پر فرائض عائد ہوتے ہیں تو ملازمت میں برابر کے حقوق بھی ہیں خداوند تعالیٰ نے کسی جگہ بھی صرف مردوں کو مخاطب کر کے ہدایات نہیں دیں۔ بلکہ اے ایمان والوں کہا ہے اے ایمان والو (مردو) نہیں کہا ۔ اس لیے اس قسم کا اعتراض کرنا، اور عورتوں کو حقوق دینے کو اسلامی روح کے خلاف گرداننا صرف تنگ نظری کے سوا کچھ نہیں۔ تعلیمی اداروں میں بھی خواتین طلباء کی تعداد اب مرد طلباء کے برابر ہوتی جا رہی ہے اس لئے میڈیکل کالج میں بھی کسی خاتون پروفیسر (ڈاکٹر) کو پرنسپل ہونا چاہیے۔

ہری پور رپورٹ

گورنمنٹ ڈگری کالج میں

پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی کامیابی

عنایت اللہ

سید منظور شاہ نے گورنمنٹ کالج ہری پور میں پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے پورے پینل کی کامیابی کی خوشی میں منتخب عہدے داروں کو ایک عصرانہ دیا۔ جس میں گورنمنٹ کالج ہری پور کے منتخب عہدے دار صدر جمشید خان دُرّانی، محمد طاہر قریشی جنرل سیکریٹری جوائنٹ سیکریٹری حق نواز پی ایس ایف کے رہنما محمد اسلم اعوان آرگنائزر پی ایس ایف محمد جاوید شریک ہوئے ان کے علاوہ خان احمد نواز خان سابق ایم پی اے، اورنگ زیب خان قریشی صدر ہری پور پیپلز پارٹی نثار احمد جعفری صدر پی پی پی انڈسٹریل ایریا ہری پور صوبیدار نادر خان صدر پی پی پی تھلا بٹ تاقان عبد الصمد جاوید جنرل سیکریٹری پی پی پی ہری پور گلزار اعوان جنرل سیکریٹری پی پی پی انڈسٹریل ایریا پیپلز پارٹی ہری پور کے دیگر عہدے داران کارکنوں اور طلباء نے بھاری تعداد میں شرکت کی اجلاس میں مقررین نے کامیاب اُمیدواروں کو مبارک باد پیش کی اور کہا کہ یہ کامیابی بھٹو ازم کی فتح کی نشانی ہے

اورنگ زیب قریشی نے کہا کہ ہمارے طلباء نے ہی رجعت پسندوں کو شکست فاش دے دی ہے اس لئے جب بھی الیکشن ہوئے پیپلز پارٹی ان کو عبرت ناک شکست دے گی انہوں نے کامیاب طلباء کو مبارک باد پیش کی

گورنمنٹ ڈگری کالج ہری پور میں پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی شاندار کامیابی کی خوشی میں پیپلز پارٹی ہری پور کے صدر اورنگ زیب خان قریشی نے ایک استقبالیہ دیا اس میں پشاور یونیورسٹی کے صدر عبد اللہ یوسف زئی بھی شریک ہوئے۔ ان کے علاوہ قاضی محمد نواز ایڈووکیٹ سابق ایم پی اے، شبیر حسین شاہ ایڈوکیٹ پی ایس ایف کے رہنما اسلم اعوان، پی ایس ایف کے آرگنائزر محمد جاوید، منتخب یونین صدر جمشید خان دورانی جنرل سیکریٹری محمد طاہر قریشی، جوائنٹ سیکریٹری حق نواز پیپلز پارٹی کے کارکن اور طلباء شریک ہوئے

عبد اللہ یوسف زئی نے کامیاب طلباء کو مبارکباد دی اور کہا کہ یہ کامیابی ذوالفقار علی بھٹو کی کامیابی ہے اُنہوں نے کہا کہ صوبہ بھر میں پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے اپنے حریفوں کو عبرتناک شکست دی ہے۔ ان تمام کالجوں میں قائدِ عوام کے حامی طلباء کی جیت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ذوالفقار علی بھٹو کو اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے قائد کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ انہوں نے کہا وہ دن دور نہیں جب ظلم کی سیاہ رات ختم ہو جائے گی۔

شبیر حسین شاہ نے طلباء کو ان کی کامیابی پر خراج تحسین پیش کیا۔ اور کہا کہ انشاء اللہ قائدِ عوام ذوالفقار علی بھٹو بہت جلد ہم میں دوبارہ ہوں گے انہوں نے کہا کہ وہ اپنے قائد کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ رجعت پسند عوام کے دلوں سے بھٹو کی محبت کو ختم نہیں کر سکتے ان کے تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے

اورنگ زیب قریشی نے کامیاب اُمیدواروں کو مبارک باد دی اور کہا کہ آئندہ بھی وہ اسی کالج میں اپنے اس عمدہ ریکارڈ کو قائم رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے شیدائی طلباء کا یہ لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ عوام اب باشعور ہو چکے ہیں اپنے دوست اور دشمن کو پہچانتے ہیں۔ انہوں نے آخر میں تقریب کے اختتام کا اعلان کیا۔

پیپلز پارٹی تھلا بٹ ہری پور کے مشہور رہنما

خوشاب کے مسائل

غریب کسان کمیٹی تحصیل خوشاب کے جنرل سیکریٹری حافظ محمد اکرم اعوان ایڈووکیٹ نے مطالبہ کیا مین ڈرین خوشاب، کنڈ ڈرین اور خوشاب سب برانچ ڈرین کی فی الفور کھدائی کی جائے اور اسطرف توجہ نہ دینے والے افسران کے خلاف فی الفور تحقیقات کی جائے انہوں نے الزام عائد کیا ہے کہ محکمہ انہار خوشاب ڈویژن تحصیل سرکل کے ایکس سی این کی چشم پوشی کی وجہ سے دریائے سندھ کا پانی زر کثیر صرف کر کے دریائے جہلم میں بہا دیا جاتا ہے اور محکمہ کی غفلت کی بنا پر گذشتہ دنوں سینکڑوں ایکڑ اراضی زیر آب آنے کی وجہ سے علاقہ کے کسانوں کو بے پناہ نقصان برداشت کرنا پڑا۔ حافظ محمد اکرم اعوان ایڈووکیٹ نے متاثرہ رقبہ کے کاشتکاروں کو معاوضہ ادا کرنے کے علاوہ اُنکا آبیانہ معاف کرنے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ غریب کسان کمیٹی کے جنرل سیکریٹری نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر ان ڈرینوں کی فی الفور کھدائی نہ کرائی گئی تو یہ علاقہ سیم زدہ ہو جائے گا۔

مچھ جیل سے ایک خط

انور شاہ بخاری

انور شاہ بخاری بلوچستان کے ایک طالب علم رہنما ہیں۔ ان کا تعلق پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن سے ہے۔ ان دنوں وہ سنٹرل جیل مچھ میں مقید ہیں جہاں سے انھوں نے ہمیں ایک خط بھیجا ہے۔ یہ رپورٹ اسی خط کے حوالے سے تیار کی گئی ہے

بلوچستان کی ایک تحصیل لہڑی کے مسائل

جاگیردار، غریب کاشتکاروں کو پانی نہیں دیتے

ایک سڑک کا منصوبہ

بنا اور ترک کر دیا گیا

ضلع کچھی بلوچستان پیپلز اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر مسٹر انور شاہ بخاری جو آجکل مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۳۳ اور ۱۳ ار کے تحت ایک سال قید بامشقت کی سزا سنٹرل جیل مچھ میں کاٹ رہے ہیں انھوں نے ضلع کے باقی ماندہ حصوں کی عموماً اور اس ضلع کی تحصیل لہڑی کی خصوصاً پسماندگی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس علاقے کی آبادی کا ذریعہ معاش زراعت اور مال مویشی پالنے پر ہے اور اس علاقے کے مظلوم اور چھوٹے طبقہ کے زمیندار اور غریب کسانوں کا گزارہ صرف اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ علاقے پوری طرح آباد کر دیئے جائیں اور پانی کی تقسیم کا منصفانہ نظام قائم ہو مگر بدقسمتی یہ ہے کہ اس علاقے کی فصلوں کے لئے ایک نہر جو لہڑی ندی کے نام سے منسوب ہے جو پہاڑی راستوں سے آتی ہے اور گرمیوں کے موسم ساون میں پہاڑوں کا برساتی پانی اس ندی کے ذریعے لہڑی کے رقبہ کو سیراب کرتا ہے مگر یہاں کے جاگیردار طبقہ جو صدیوں سے اس علاقے کے مظلوم طبقہ کا استحصال کرتے آئے ہیں اس قدرتی پانی کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں ڈاکہ ڈال کر صرف اپنے تصرف میں لاتے ہیں جس کی وجہ سے اُن جاگیرداروں کی جاگیریں فصلیں دیتی ہیں اور ان کی مالی قوت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے مگر مظلوم طبقہ کے چھوٹے زمینداروں اور غریب کسانوں کی زمین مجموعی طور پر غیر آباد رہ جاتی ہیں اور ان کے حصے میں مالی بد حالی کے سوا کچھ نہیں آتا حتیٰ کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ ایک طرف تو ان جاگیرداروں اور سرداروں نے اپنی تمام اراضی جائز ناجائز اور انتظامیہ کی ملی بھگت سے اس ندی کے پانی پر قبضہ کر کے سیراب کرائی لیکن زیریں علاقے میں نچلے طبقہ کی محنت کش آبادی کو آبنوشی کے لئے بھی میسر نہیں ہوتا جس کا آخر میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کسانوں کے کھیتوں میں کھڑی فصلیں سوکھ جاتی ہیں لوگوں کے مال مویشی گھاس نہ ملنے کی وجہ سے بھوکے مر جاتے ہیں اور علاقے کے لوگ ان مصیبتوں سے تنگ آ کر اور قحط کی وجہ سے اپنے گھروں کو چھوڑ کر کسی اور آباد علاقے میں گذارہ کی غرض سے چلے جاتے ہیں بخاری صاحب نے کہا اس تحصیل کے صدر

سرگودھا کے دورہ کے موقع پر دختر پاکستان آنسہ بے نظیر بھٹو تحریک فکر قائد عوام پنجاب کے سینئر نائب صدر محبوب الٰہی جنرل سیکرٹری عبید اللہ طاہر نائب صدر یونس کاشف سیکرٹری نشر و اشاعت اختر چیف آرگنائزر ملک غلام محمد لُوانہ صدر پنجاب علامہ زبیر شاہ بخاری اور رکن مجلس علامہ محمد اظہر سے باتیں کر رہی ہیں (فوٹو ظفر خالق)

لہڑی مناسب تعلیمی سہولتوں سے محروم ہے

مقام لہڑی کے آس پاس میں چھوٹے زمینداروں اور محنت کش کسانوں کے بڑے بڑے گاؤں ہیں جس میں قصبہ لینہ اور قصبہ کٹیار لہڑی کی آبادی پر مشتمل گاؤں ہیں اس علاقے کے بسنے والے ہر شعبۂ زندگی میں بنیادی سہولتوں اور حکومت کی فلاحی اسکیموں اور پالیسیوں سے محروم ہیں یہاں تک کہ اس علاقے کے بڑی آبادی پر مشتمل گاؤں کے لئے مستقل آبنوشی کے لئے کہیں بھی تالاب اور پکے کنویں نہیں دیئے گئے۔ چنانچہ یہ لوگ دور دراز فاصلوں سے پانی بھر لائے آبنوشی حاصل کر کے لاتے ہیں جو علاقے کے غریب لوگوں کے لئے انتہائی تکلیف دہ مسئلہ ہے یہ مسئلہ صرف غریبوں ہی کے لئے ہے کیونکہ سرمایہ دار تو عیاشی

صحت کی
سہولتیں
بھی لوگوں
کو میسر نہیں

کے طور پر سبی اور جیکب آباد کے پانی سے لطف اٹھایا کرتے ہیں۔

اور اسی طرح ناگہانی سیلابوں کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے کوئی حفاظتی بند حکومت نے تعمیر نہیں کرائے اور اسی طرح جب حکومت کی جانب سے ناگہانی سیلابوں کی تباہ کاریوں کے پیش نظر کوئی امداد مہیا کی گئی تو وہ غریبوں کے لئے نہیں بلکہ صرف بڑے لوگوں کی جیبوں کا نذرانہ بن جاتی ہے

بیل پٹ اسٹیشن سے لہڑی شہر تک کا فاصلہ تقریباً ۲۰ میل کا ہے ان دونوں شہروں کے درمیان راستے میں بڑے بڑے گاؤں پائے جاتے ہیں اس آبادی کے لئے ایک کچی سڑک ہے جو برساتی موسم میں ٹریفک کے لئے معطل ہو کر رہ جاتی ہے عوام کے شدید مطالبے کے بعد عوامی حکومت کے دور میں آج سے تین چار سال قبل ایک سڑک پختہ منظور ہوئی اور اس سڑک کی تعمیر کے لئے پرانی سڑک کے مطابق نقشہ بنانے کے بجائے افسر شاہی نے بڑے لوگوں کی خوشنودی اور ان کے منشا پر بیل سے لہڑی تک کی تعمیر کا نقشہ تیار کر کے ٹھیکہ منظور نظر لوگوں کو دیا لیکن اس عرصہ دراز کے دوران بعض جگہ صرف پتھروں کے ڈھیر لگانے کے سوا تا حال کچھ نہیں ہوا اس اسکیم کی پہلی خامی یہ ہے کہ نقشہ راستے میں پڑنے والے گاؤں کو نزدیک رکھ کر تیار نہیں کیا گیا دوسرا یہ کہ آج تک اس سڑک پر کوئی زیادہ کام نہیں ہوا لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس کی تعمیر کے لئے کافی ادائیگی بھی کی گئی ہوگی۔

صحت کے شعبے میں ان بڑے گاؤں خاص کر قصبہ میں سرکاری ڈسپنسری تو کھولی گئی لیکن تین سال ہوتے ہیں کہ عمارت گر گئی جس سے ڈاکٹر وں اور مریضوں کو خاصی تکلیف ہوتی ہے

۴:۔ قصبہ لینہ میں مڈل سکول کی عمارت ہے جو کافی عرصے سے بنی ہوئی ہے اس عمارت کی حالت یہ ہے کہ اگر بارش کا ایک قطرہ بھی گرتا ہے تو وہ بھی چھت سے گذر کر نیچے آتا ہے جس سے طلبا کو اس حالت میں تعلیم حاصل کرنے میں تمام خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے

۵ یہ بھی بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ اتنی بڑی آبادی کی سہولت کے لئے کوئی ڈاک کا نظام سوائے لہڑی شہر کے اور کہیں نہیں ہے

سید النور شاہ بخاری نے اس تحصیل کی پسماندگی کا ذمہ دار علاقے کے بڑے لوگوں اور افسر شاہی کو ٹھہراتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ کبھی نہیں چاہتے کہ کسی طرح بھی مظلوم اور محنت کش طبقہ کو بنیادی سہولتیں دے کر انہیں خوش رکھا جائے وہ چاہتے کہ اس طبقہ کو ہمیشہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر ظلم کی چکی میں پستے رہنے دیا جائے تاکہ جابر لوگوں کا فرسودہ نظام برقرار رہ سکے لیکن انسی اسیر رہنما نے کہا کہ اب حالات بدل چکے ہیں لوگوں میں شعور دن بدن بڑھ رہا ہے وہ اپنے کھرے کھوٹے کو خوب شناخت کر سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اب یقین سے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ علاقے کے محنت کش اور تعلیمیافتہ نوجوان اپنے بھائیوں اور اپنی آنے والی نسلوں کی بہتری کے لئے اس جابرانہ اور غیر منصفانہ نظام کو یکسر بدلنے کے لئے میدانِ عمل میں رہ کر کسی قسم کی قربانی سے گریز نہ کرتے ہوئے اس علاقے کی پسماندگی کو دور کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ہفت روزہ کراچی
رازداں

لاہور میں ہمارے ایجنٹ

لاہور نیوز ایجنسی

اخبار مارکیٹ۔ لاہور

فون نمبر۔ ۵۸۲۴۹

فرانس اور چین کے درمیان ایٹمی معاہدے سے

بھارت میں بوکھلاہٹ

بھارت میں لوک سبھا کے ارکان کے قتل کی وارداتیں

آجکل نئی دہلی میں اس بات پر سخت استعجاب اور ملے جلے خوف کے ساتھ خیالات کا اظہار کیا جارہا ہے کہ چین اور فرانس کے درمیان ایٹمی معاہدہ طے پا چکا ہے۔ بلکہ فرانس کی جانب سے ری پروسیسنگ پلانٹ کے پرزہ جات پہنچنے شروع ہو گئے ہیں نئی دہلی سے سیاسی حلقوں میں یہ بات اس لئے بھی موضوع بحث بنی ہوئی ہے کہ چین اور پاکستان نہ صرف دو پڑوسی ممالک ہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات موجود ہیں اس لئے اگر چین فرانس سے ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ حاصل کر لیتا ہے تو پاکستان اس سے فنی معلومات ضرور حاصل کر لیگا" کیونکہ پاکستان جنوبی ایشیا میں بھارت کی طرح ایک ایسا ملک ہے جہاں بہترین سائنسی دماغ پائے جاتے ہیں

بھارت کی سرکار کی جانب سے اگرچہ فرانس اور چین کے درمیان ایٹمی معاہدے کے سلسلے میں بظاہر کوئی ردعمل نہیں ہوا ہے، لیکن قیاس غالب ہے کہ اس ضمن میں بھارت سرکار اپنے ردعمل کا اظہار کرے گی۔ فی الحال وہ اس لئے صبر سے کام لے رہی ہے کہ چین اور بھارت اجکل ایک اور کیمپ ڈیوڈ کی نفسیاتی فضا میں دوستی اور خیر سگالی کے جذبات کو فروغ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بھارتی اخبارات میں ایسی خبریں بھی بڑی سرخیوں کے ساتھ

> پولیس غنڈوں کیساتھ مل کر اپنا کام دکھا رہی ہے

عنوان کا باعث بن رہی ہیں جس میں بتایا گیا ہے کہ چین آجکل اپنی بندرگاہوں کو بے پناہ وسعت دے رہا ہے۔ اور اس کے اس توسیعی منصوبے میں جاپان اور مغربی ممالک مدد کر رہے ہیں۔ بھارتی اخبارات کا ان خبروں کو اچھالنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بھارتی حکمراں چین کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر بنانے کی فکر میں اس حد تک غافل نہ ہوں کہ چین دوبارہ ان پر حاوی ہو جائے بہرحال چین آجکل بھارت کے اخباروں کا موضوع بن چکا ہے اس میں خوف کا پہلو زیادہ نمایاں ہے نیز ان خبروں سے یہ بھی ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پاکستان اور چین کے درمیان باقاعدہ ایٹمی تعاون اعلیٰ سطح پر ہو چکا ہے

بھارت کی چین کی ایٹمی تگ ودو سے ہٹ کر اندرون ملک۔ آجکل بڑے پیمانے پر سیاسی رہنماؤں کا قتل ہو رہا ہے۔ لکھنؤ کے بعض نامور سیاسی رہنماؤں اور ارکانِ لوک سبھا کو کرائے کے غنڈوں نے قتل کر دیا ہے یہ قتل اتنے وسیع پیمانے پر ہو رہے ہیں کہ جنتا سرکار کی تمام قانونی قوت مفلوج ہو کر رہ گئی ہے اور کرائے کے غنڈے دن دھاڑے اپنا کام دکھا کر چلے جاتے ہیں نئی دہلی کے باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ اتنے وسیع پیمانے پر سیاسی کارکنوں اور نیتاؤں کا قتل کبھی نہیں ہوا۔ بلکہ جنتا سرکار پہلی حکومت جس کے دور میں سیاسی قتلوں کا سلسلہ ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ مرارجی ڈیسائی نے یوپی کے صوبائی وزیراعلیٰ کو ہدایت کی ہے کہ وہ کرائے کے قاتلوں کو گرفتار کر کے عبرتناک سزائیں دیں تاکہ آئندہ کسی کی جرأت نہ ہو سکے کہ وہ کسی سیاسی کارکن کو قتل کر سکیں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ ان ہدایتوں کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ مقامی پولیس کرائے کے غنڈوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اپنا کام دکھا رہی ہے۔

کالونی ٹیکسٹائل ملز کے

مزدوروں کے قاتل

ابھی تک کیفر کردار کو نہیں پہنچے

شہدائے ملتان کی برسی کے موقع پر پاکستان عوامی تحریک (پنجاب) قومی محاذ آزادی (لاہور) نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس کی جس میں کہا گیا ہے کہ —

۲ر جنوری ۱۹۷۸ء کو کالونی ٹیکسٹائل ملز ملتان میں جس درندگی سے بے گناہ اور نہتے مزدوروں کا قتل عام کیا گیا پاکستان کی تاریخ میں سیاہ ترین دن کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ ڈیڑھ سو مزدوروں کو شہید اور سینکڑوں کو شدید زخمی کر کے بے رحمی اور بربریت کا نیا باب رقم کیا گیا۔ محنت کشوں کی آواز کو ایسے بے رحمانہ طریقے سے کچلنے کے خلاف ہر عوام دوست نے آواز احتجاج بلند کی محنت کشوں میں بے چینی اور غم و غصہ کی لہر کو بھانپتے ہوئے ملتان کی انتظامیہ نے مزدوروں کے کچھ قاتلوں کے خلاف ہمدردانہ کارروائی کی مگر اصل مجرم ملزم مالک کو بری الذمہ قرار دے دیا۔ اے۔ سی ملتان کو معطل کر دیا گیا تھانیدار اور ملز کے دو افسروں کو گرفتار کر کے اس وقت کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب نے یہ یقین دہانی کرائی کہ مزدوروں کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا دی جائے گی اور اس سانحہ کے اصل محرکات معلوم کرنے کے لئے ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کر دی گئی تھی۔ کالونی ٹیکسٹائل ملز اور پاکستان بھر کے مزدوروں کا مطالبہ تھا کہ قاتلوں کے خلاف فوراً مقدمہ چلا کر انہیں سزائے موت دی جائے۔ اور تحقیقاتی کمیٹی میں مزدوروں کے نمائندوں کو بھی شریک کیا جائے یا ہائیکورٹ کے جج کی سربراہی میں انکوائری کمیٹی قائم کی جائے مگر مزدوروں کے مطالبات پر کان نہ دھرا گیا سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد قاتلوں کو رہا کر دیا گیا حقائق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عوام کے غم و غصہ کو بھانپتے ہوئے حکومت نے قاتلوں کو اپنے تحفظ میں لے لیا تھا تاکہ وہ مزدوروں کے غیض و غضب کا نشانہ نہ بن سکیں

آج اس سانحہ کو گزرے ایک سال کی مدت ہو گئی ہے مگر اس پر حکمرانوں کی زبان چپ ہے اتنے بڑے قومی المیے پر خاموشی کیا ظاہر کرتی ہے۔ ایک نواب کے قتل پر تو ساری حکومتی مشینری حرکت میں آ گئی مگر سینکڑوں مزدوروں کی شہادت پر کسی کارروائی سے گریز کیا گیا ایک طرف "نظام اسلام" اور "نظام مصطفےٰ" کے بلند بانگ دعوے کئے جا رہے ہیں جس کی عملی مثال سانحہ ملتان پر حکومت اور اسلامی نظام کی علمبردار جماعتوں کی مجرمانہ خاموشی ہے۔ درحقیقت اسلام کے مقدس نام پر ناانصافی، جبر و استبداد، معاشی ناہمواری اور استحصال کے نظام کو تقویت دینے کی کوشش کی جا رہی ہیں۔ گذشتہ ایک سال کے حالات اور واقعات ان حقائق کی تصدیق کرتے ہیں۔ پاکستان عوامی تحریک اور قومی محاذ آزادی سمجھتے ہیں کہ ملتان میں مزدوروں کے قتل عام کے پیچھے ایک گہری سازش کارفرما تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ تنظیم غارت گری سے محنت کشوں کی تحریک کا گلا دبا دیا جائے اور سرمایہ داروں کو استحصال لوٹ کھسوٹ اور ظلم کرنے کی کھلی چھٹی دے دی جائے۔

آج عوام بے یقینی اور تذبذب کے عالم سے دوچار ہیں سیاسی اور شہری آزادیوں پر پابندیاں عائد ہیں بنیادی جمہوری حقوق سلب کر لئے گئے ہیں چھوٹے صوبوں کے عوام میں بے چینی شدت سے بڑھ رہی ہے اور وفاق پاکستان پر ان کا اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔ کوڑوں کی سزاؤں دہشت گردی اور سنسر شپ نے حالات کو ابتر بنا دیا ہے۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی نے غریب عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ عوام گھٹن اور جبر کی فضا میں سانس لینے پر مجبور ہیں جب کہ پاکستان پر لاچاری اور بے بسی کا عالم طاری ہے۔ ان حالات میں غیر منتخبہ حکومت کا مزید برسر اقتدار رہنا ملک میں مزید الجھنیں اور مشکلات کو جنم دے گا۔ نام نہاد سول حکومت کا ڈرامہ بھی عوام کے لئے قطعاً ناقابل قبول ہے کیونکہ عوام موجودہ اس حکومت میں شامل نام نہاد اسلامی جماعتوں پر اعتماد نہیں کرتے۔ کیونکہ عوام کے اعتماد پر قائم ہونے والی حکومت ہی پیچیدہ مسائل کو بہتر انداز سے سلجھانے کی صلاحیت رکھتی ہے شہدائے ملتان کی برسی (پہلی) کے موقعہ پر قومی محاذ آزادی اور پاکستان عوامی تحریک موجودہ نازک اور غیر یقینی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے مطالبہ

کرتے ہیں کہ -

(۱) کالونی ٹیکسٹائل ملز ملتان کے مزدوروں کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور انہیں قتل عام کے جرم میں سزائے موت دی جائے۔ برطرف مزدوروں کو بحال کیا جائے چھانٹیاں برطرفیاں تالہ بندیاں اور انتقامی کارروائیاں بند کی جائیں۔

(۲) سول حکومت کو ختم کیا جائے انتخابات کی حتمی تاریخ مقرر کر کے عدلیہ کی نگرانی میں انتخابات کرائے جائیں اور اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کو سونپا جائے عوام کس قسم کا نظام حکومت چاہتے ہیں اس کا فیصلہ منتخب نمائندے ہی کر سکتے ہیں۔ حالیہ ترمیم شدہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ منسوخ کیا جائے کیونکہ کسی پارٹی پہ پابندی لگانے کا حق کسی غیر نمائندہ حکومت کو حاصل نہیں ہے سیاسی جماعتوں کی مقبولیت یا عدم مقبولیت ہی ان کے وجود کو عوام میں زندہ رکھ سکتی ہے

(۳) مارشل لاء عدالتوں، نا اہلی کے ٹریبونل اور تمام خصوصی عدالتوں کا خاتمہ اور نام نہاد احتساب کے غیر جمہوری طریقے کا خاتمہ کیا جائے

(۴) بائیں بازو سے تعلق رکھنے والی سیاسی جماعتوں کو ٹیلی ویژن، ریڈیو پر اپنے خیالات اور نظریات کا براہ راست اظہار کرنے کے موقعے فراہم کیے جائیں

(۵) سیٹو سے فوری طور پر علیحدگی اختیار کی جائے

(۶) صوبائی ناہمواری کی تمام شکلیں ختم کی جائیں چھوٹے صوبوں کا وفاق پاکستان پر اعتماد بحال کرنے کے لئے مکمل صوبائی خود مختاری کے اصول پر عمل کیا جائے اور مختلف صوبوں کے ذرائع پر متعلقہ صوبے کا حق تسلیم کیا جائے

شریعت بنچوں کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے دائرہ اختیار سے نکال لینے سے اعلیٰ عدالتوں کی آئین اور قانون کی بالادستی برقرار رکھنے کی حیثیت متاثر ہوئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ کی موجودگی میں شریعت بنچوں کے قیام کا فیصلہ نامناسب ہے اس طرح عدلیہ کی آزادی اور خود مختاری متاثر ہوئی شریعت بنچوں کے قیام کا فیصلہ فی الفور منسوخ کیا جائے

(۸) مزدور راہنما بشیر ظفر لقمان مرزا، حسین نقی، طالبعلم راہنما خواجہ رشید انجم، جان عالم اور تمام سیاسی کارکنوں مزدوروں ہاریوں اور طلبہ کو رہا کیا جائے اور مقدمات واپس لئے جائیں۔

آزاد کشمیر میں اسرائیل آباد ہے

دل آزار مضمون شائع کرنے پر

ہفت روزہ زندگی کیخلاف مقدمہ

ہفت روزہ زندگی لاہور کے خلاف راولپنڈی کے مجسٹریٹ جناب اقبال چیمہ کی عدالت میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۵۰۰ اور ۵۰۱ کے تحت ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کیا گیا ہے

ہفت روزہ زندگی پر یہ مقدمہ جناب سردار محمد شریف قادری نے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۷ء کی اشاعت میں "آزاد کشمیر میں اسرائیل آباد ہے" کے عنوان کے تحت شائع ہونے والے مضمون کی بنیاد پر کیا ہے۔

اس مضمون میں جو راجہ اکبر خان کی کا لکھا ہوا ہے کشمیر میں آباد سدھن قبیلے کو اسرائیلی کہا گیا ہے۔ مدعی نے اپنے مقدمے میں عدالت سے درخواست کی ہے کہ زندگی میں یہ مضمون اس کے پبلیشر ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی اور ایڈیٹر الطاف حسن قریشی نے بدنیتی سے شائع کیا ہے اور اس سے ان کا مقصد سدھن قبیلے کو اسلامی دنیا کی نظروں سے گرانا تھا اور اس طرح ان کی عزت اور ساکھ کو پنجابیوں، سندھیوں پٹھانوں اور بلوچوں میں بھی کم کرنا تھا کیونکہ اسرائیل جو عالمی برادری میں اپنے غیر انسانی رویے کی بنیاد پر اور فلسطینیوں کو ان کے حق خود ارادی کے حق سے محروم کرنے کی وجہ سے بدنام ہے اس سے قبیلے کو منسلک کرنے کا مقصد اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے اور اسطرح درخواست گذار کے خصوصاً اور پورے سدھن قبیلے کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے یہ ایک حقیقت ہے کہ درخواست گذار کا تعلق سدھن قبیلے سے ہے جو نہ صرف ایک اعلیٰ نسل سے تعلق رکھنے بلکہ کئی نسلوں سے انکا مذہب اسلام ہے۔ اسطرح مضمون نگار کا یہ مضمون سفید جھوٹ کا پلندہ ہے جو ہتک عزت کے زمرے میں آتا ہے۔

ان سب کے علاوہ سدھن قبیلے کا اپنا تاریخی اور سیاسی پس منظر ہے اور اس نے پاکستان کی آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا ہے اور جب بھی ضرورت پڑی ہم ان حقیقتوں کو عدالت میں ثابت کریں گے

اس مضمون کی اشاعت کے بعد سدھن قبیلے کے لوگوں میں اشتعال پایا جاتا تھا اور انھوں نے اخبارات اور جلسوں کے ذریعے احتجاج بھی کیا چنانچہ اس مضمون کی اشاعت کی وجہ سے نقضِ امن کا بھی خطرہ ہے اگرچہ اب تک درخواست گذار نے حالات پر قابو کیا ہوا ہے۔

آخر میں درخواست گذار جناب سردار محمد شریف قادری نے عدالت سے استدعا کی ہے کہ مدعا علیہ اعجاز حسن قریشی، الطاف حسن قریشی اور راجہ اکبر کو عدالت میں طلب کیا جائے تاکہ ان پر درخواست گذار کی ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ چلایا جا سکے اور ان کے کاروبد پر قانون کے مطابق سزا دی جا سکے

بقیہ:- رازداں کا جائزہ

پاکستان کے دوسرے اخبارات میں بھی اسی قسم کی خبریں اور سیاسی رہنماؤں کے بیانات شائع ہوئے جن سے اس خبر کی صداقت مستحکم ہو گئی تھی

۲۰ ستمبر کی اشاعت میں رازداں میں ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ جنرل ضیاء اور نور محمد ترہ کی کے درمیان ہونے والے مذاکرات نہ صرف ناکام ہو گئے بلکہ انہوں نے دونوں ممالک کے تعلقات کو اور کشیدہ کر دیا ہے چنانچہ اسی ملاقات کے فوراً بعد۔ افغانستان نے سرحد پار کے بلوچوں اور پختونوں کے مسئلے کو اور شدت کے ساتھ عالمی اداروں میں اٹھانا شروع کر دیا جس کی مثال اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں افغان مندوب کی تقریر ہے جس کے بعد افغانستان اور پاکستان کے نمائندے کے درمیان جواب در جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اور یہ تعلقات اب تک معمول پر نہیں آ سکے ہیں

رازداں نے اپنی ۱۶ اکتوبر کی اشاعت میں راولپنڈی ڈسٹرکٹ جیل میں سخت حفاظتی انتظامات کا ذکر کیا تھا واضح رہے کہ اس جیل میں پاکستان کے سابق وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو اپنی اپیل کے فیصلے کے منتظر ہیں، اس رپورٹ میں جیل میں جن حفاظتی انتظامات کے ذکر کئے گئے تھے ان کی تصدیق جناب بھٹو نے سپریم کورٹ میں اپنے ایک بیان کے دوران کی

ہے بلکہ اس پر سرکاری حلقوں کی جانب سے کئی بیانات دئیے گئے ہیں، نیوز ویک کی رپورٹ میں بھی کہا گیا ہے کہ امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ پاکستان کو اپنے علاقے کی حقیقتوں کو سمجھنا چاہئیے ورنہ امریکہ اس کو کب تک امداد دیتا رہے گا

رازداں کے اسی شمارے میں ایران سے متعلق ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں ایران کے حالات اور امریکی حکمت عملی کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا تھا کہ امریکہ ایران کو بچانے کے لئے اپنی سرپرستی میں رکھنے کے لئے شاہ ایران کو ایران سے نکال لے گا اور عالمی اخبارات کا موضوع بحث بنی ہوئی کہ شہنشاہ کب ایران چھوڑتے ہیں تاکہ ایران کی موجودہ حکومت کام کر سکے

ہمارا یہ مضمون ۳۰ اکتوبر تک کے شماروں میں شامل رپورٹوں انٹرویوز، تجزیوں اور تبصروں پر مبنی ہے جس طرح ہماری یہ تمام رپورٹیں درست ہوئیں اسی طرح انشاء اللہ آئندہ کے حالات و واقعات نومبر اور دسمبر میں شائع ہونیوالی خبروں کو درست ثابت کر دیں گے۔ لیکن بہر حال ان کی صداقت ثابت ہونے کے لئے وقت ضرور درکار ہے

دراصل اس تجزیئے سے ہمارا مقصد صرف یہی ہے کہ ہم عوام اور حکومت کو یہ بتادیں کہ ہم کو حکومت اور عوام کو آئندہ آنیوالے خطرات سے پہلے ہی آگاہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اگر ہمارے ارباب حل و عقد ہماری ان خبروں کو تنقید یا اختلاف پر مبنی سمجھنے کی بجائے حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کریں تو یہ پورے ملک اور قوم کیلئے مفید ہو گا ان خبروں پر ہمیں زر ضمانت جمع کرانے کے اظہار وجوہ کے نوٹس دینے سے کوئی نیک مقصد حاصل نہیں ہو گا ہاں البتہ اتنا ضرور ہو گا کہ ہم من حیث القوم اندھیرے میں ہی شکار کرتے جائیں ہمیں اپنے محکمہ اطلاعات و نشریات کی بےخبری اور نااہلی کا پورا اندازہ ہے اسی لئے ہم اپنے طور پر حقیر انداز میں وسائل کی کمی کے باوجود ان عوامل کی کھوج میں لگے رہتے ہیں جو پاکستان کے مفادات پر ضرب لگا سکتے ہیں

بقیہ:- بیرونی مداخلت

بارے میں اندرون ملک اور بیرونی ملک میں غلط تاثر پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جو لوگ اس کی مخالفت میں تحریک شروع کئے ہوئے ہیں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ بالکل اسی قسم کے مقدمے میں لاہور میں قادیانی مخالف تحریک کے دوران مولانا مودودی کو بھی سزائے موت دی گئی تھی جسے بعد میں عمر قید میں بدل دیا گیا اس لئے جب مولانا مودودی کی سزائے موت کے فیصلے کو عمر قید میں بدلا جا سکتا ہے تو دوسرے کے سلسلہ میں ایسا کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ بہتر ہے کہ اس ضمن میں کوئی رائے دینے کی بجائے عدلیہ کو اپنا فرلیضہ انجام دینے کا موقع دیا جائے اور ملک کی عدلیہ پر پورے اعتماد کا اظہار کیا جائے ہمارے ملک میں مروجہ آئین کے تحت رومن نظام عدل قائم ہے اسلامی نظام عدل میں رومن نظام عدل کے تحت سربراہ مملکت کو سزائے موت کے مجرم کی سزا میں تخفیف کرنے کا حق ہے اور عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے بعد بھی سزا میں تخفیف کی گنجائش موجود رہتی ہے اسلئے ہم یہ کہنے والے کون کہ صدر مملکت یا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو کیا کرنا چاہئیے اور کیا نہیں۔

بقیہ:- ایس ایم عمر

آج ملک میں ہر شعبے کی حالت دگرگوں ہے۔ اہم منصوبے ترک کئے جا رہے ہیں۔ داخلی حالات میں انتشار ہے۔ بیرونی حالات ہمارے خلاف ہیں۔ ان حالات میں ہماری تمام امیدوں کا مرکز محنت کش طبقہ اور ترقی نوجوان ہیں۔ وہی اس نظام کی بوسیدگی کے بخیئے ادھیڑ سکتے ہیں۔

سوال:- نوعمر صاحب آپ کے نزدیک موجودہ سیاسی بحران پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے

جواب تمام ترقی پسند قوتیں اور ہر محب وطن کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ عوام کا اقتدار عوام کے نمائندوں کو دیا جائے۔ موجودہ دور یعنی مارشل لاء کے دور میں مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے مہنگائی بڑھ رہی ہے مزدوروں کی چھانٹیاں مسلسل جاری ہیں سرمایہ دار اپنی ظلم کی چکی میں غریب محنت کش کو کچل رہا ہے یہ سب کچھ نہایت قابل مذمت ہے ان سب کا واحد حل یہ ہے کہ عوام کا اقتدار عوام کو واپس کردو الیکشن منصفانہ کرائے جائیں۔ کیونکہ اب ملک بغیر جمہوریت کے نہیں چلنا سکتا۔

سوال:- غیر منتخب سیاسی حکومتوں کے قیام سے ملک کو کیا خطرات ہو سکتے ہیں۔

جواب عمر صاحب لمحہ بھر خاموشی کے بعد بولے کہ غیر نمائندہ حکومت کا نتیجہ سقوط ڈھاکہ کی شکل میں آتا ہے۔

گجرات رپورٹ ——— میاں محمد شریف زاہد

ضلع گجرات کے مختلف شہروں میں قائد عوام کی سالگرہ جوش و خروش سے منائی گئی

قائد عوام سالگرہ کمیٹی کے زیر اہتمام ضلع گجرات میں مختلف شہروں۔ قصبوں اور دیہاتوں میں پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کی طرح سالگرہ انتہائی جوش و خروش اور اس عزم کے ساتھ منائی کہ وہ چیئرمین بھٹو کی طرح اسلام، جمہوریت اور غریب عوام کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرتے رہیں گے۔ پورے ضلع میں ہر سطح کے خصوصی اجلاسوں میں چیئرمین بھٹو کی رہائی اور درازیٔ عمر کی دعائیں مانگی گئیں کافی تعداد میں کیک کاٹے گئے اور دیگیں پکوا کر کھانا غریبوں میں تقسیم کیا گیا مٹھائی بانٹی گئی رات کو چراغاں کیا گیا ضلع گجرات کی جیلوں میں پارٹی کے اسیر رہنماؤں، اور مزدور، طلباء، کسان، صحافی، وکلا اور محنت کش کارکنوں و رہنماؤں کی طرف سے اس موقع پر خصوصی میلاد کیا وہ کے پیغامات سنائے گئے جن میں دعا کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی عمر دراز کرے تاکہ وہ پیپلز پارٹی اور قوم کی قیادت کر سکیں

پاکستان پیپلز پارٹی تحصیل و شہر گجرات کے کارکنوں کا اجلاس دس بجے صبح پیپلز پارٹی شہر کے صدر میاں مشتاق حسین ہگانوالہ کی رہائش گاہ پر ہوا جس سے سابق سینیٹر فخر زمان، سابق رکن صوبائی اسمبلی چوہدری ریاض احمد، پیپلز پارٹی تحصیل گجرات کے صدر چوہدری محمد اقبال فتح پوری، سیکریٹری چوہدری بشیر احمد کھوکھر نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنی اپنی تقاریر میں کہا کہ آج ایک ایسے مرد آہن کی اکیاونویں سالگرہ منائی جا رہی ہے جو خود آہنی سلاخوں کے پیچھے ہے۔ جس نے بڑے وقت میں پاکستان کی اس برات سے قیادت کی ہے جس سے نہ صرف پاکستانیوں کا وقار بلند ہوا ہے بلکہ اقوام عالم نے بھی ان کی عزت و توقیر کی ہے۔

پیپلز پارٹی جلالپور جٹاں کے زیر اہتمام اس کے صدر چوہدری ریاض احمد ڈار کی اقامت گاہ پر ایک خصوصی تقریب ہوئی جس سے مقامی رہنما سجاد بابا اور بشیر ڈار نے خطاب کیا جبکہ معروف پنجابی شاعر شریف شعلہ نے قائد عوام کے حضور منظوم خراج تحسین پیش کیا

لالہ موسیٰ

لالہ موسیٰ شہر میں تحصیل کھاریاں لالہ موسیٰ شہر کے کارکنوں کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا جس کی صدارت سابق رکن صوبائی اسمبلی چوہدری محمد زمان آف کیرانکی، سابق صوبائی وزیر تعلیم میاں افضل حیات۔ سابق رکن صوبائی اسمبلی چوہدری اقبال آف چیلیانوالہ۔ صدر پی پی پی تحصیل کھاریاں چوہدری رحمداد صدر لالہ موسیٰ شیخ حفیظ اللہ صدیقی، چوہدری ارشاد احمد نے خطاب کیا مقررین نے چیئرمین بھٹو کی زندگی کے متعلق بتایا کہ طالب علمی کے زمانے میں وہ بڑے پرجوش پاکستانی تھے سن ۱۹۵۰ء میں جب کہ امریکہ میں بہت کم افراد پاکستان کے نام سے آشنا تھے انھوں نے اپنے ساتھی طالبعلموں کے تعاون سے امریکہ میں پاکستان کا پرچار کیا

منڈی بہاؤالدین

تحصیل پھالیہ کے کارکنوں کا ایک خاص اجلاس شام چار بجے پیپلز لائرز ایسوسی ایشن کے جنرل سیکریٹری چوہدری ظفراللہ تارڑ کی رہائش گاہ واقع منڈی بہاؤالدین میں ہوا جس کی صدارت پی پی پی ضلع گجرات کے جنرل سیکریٹری چوہدری محمد تارڑ ایڈووکیٹ نے کی اجلاس سے تحصیل کے صدر و سابق ایم این اے رانا محمد گلزار۔ منڈی بہاؤالدین شہر کے صدر مولانا سید زبیر شاہ بخاری۔ ظفراللہ تارڑ ایڈووکیٹ، لالہ نشان علی، صوفی عطا محمد عرف کتبہ۔ چوہدری غلام حسین۔ سید تسنیم حسین شاہ عرف بھگے شاہ ملک محمد حنیف علی محمد پتوڑ۔ دیوالی عبدالجبار نے خطاب کیا جبکہ سابق صدر مسٹی اور سابق رکن اسمبلی ڈاکٹر سید سجاد حسین رضوی نے شرکت کی مقررین نے کہا کہ چیئرمین بھٹو نے اپنی سیاست عالم اسلام کے اتحاد اور اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر رکھی تھی جبکہ پی این اے اسلام کو سیاسی مفاد کے حصول کے لئے استعمال کر رہی ہے انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی اور چیئرمین کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈہ وہ لوگ کر رہے ہیں جنہوں نے قائد اعظم کی مخالفت کی اور تحریک، پاکستان کی راہ میں روڑے اٹکائے تھے یہ لوگ تو آج تک بانیٔ پاکستان کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے بھی نہیں گئے

کنجاہ

موضع کنجاہ میں ملک محمد ظفر خان کی اقامت گاہ پر اور ملکا دالی میں محمد شریف بٹ صدر سٹی کی اقامت گاہ پر کارکنوں نے قائد عوام کی سالگرہ منائی۔ ان خصوصی اجتماعات میں منظور کی گئی قرار دادوں میں فوری طور پر انتخابات کرا کے اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے سپرد کرنے۔ چیئرمین بھٹو سمیت تمام سیاسی قیدیوں طلباء، مزدور، کسان، صحافی، خواتین، وکلاء اور محنت کش رہنماؤں و کارکنوں کو رہا کرنے۔ عوام کے حامی اخبارات و جرائد پر سنسر شپ کی پابندیاں ختم کرنے اور آئین بحال کرنے کے مطالبات کئے گئے۔ چیئرمین بھٹو بیگم نصرت بھٹو، اور آنسہ بے نظیر بھٹو پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ پیپلز پارٹی غریبوں کی جماعت ہے جس کی جڑیں عوام میں ہیں اس لئے اس کے بغیر ملکی کاروبار نہیں چلایا جا سکتا

بقیہ :- راؤنڈ اپ

ہیں کہ ملک میں انتخابات اسوقت ہوں گے جب کسی کو ان میں کبھی دھاندلی کا الزام لگانے کی جرات نہ رہے، میر صاحب اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ دھاندلی تو ہو سکے لیکن دھاندلی کی نشاندہی کرنیوالوں کو اتنا کمزور کر دیا جائے کہ وہ ان دھاندلیوں کو بے نقاب نہ کر سکیں ورنہ اگر آپ کی نیت نیک ہوتی تو آپ فرماتے کہ انتخابات اسوقت ہوں گے جب کسی میں دھاندلی کرنے کی جرات نہ ہو، لیکن میر صاحب آپ تو کہہ رہے ہیں کہ آپ دھاندلی کرتے رہیں اور بے چارے عوام خاموشی سے آپ کا منہ دیکھتے رہیں ورنہ پھر آپ کچے اور ہے کے دانت کبھی تو عوام کو دکھا چکے ہیں

بقیہ :- ولی خان

اس کا واحد ثبوت کیا یہ نہیں ہے کہ قومی اتحاد کے ۳۲ نکات میں جس پر قومی اتحاد بھٹو حکومت سے مذاکرات کر رہا تھا سب سے بڑی اور اہم رکاوٹ اور مسئلہ جو اتحاد نے بنا دیا تھا اور جو حل نہ ہو رہا تھا وہ بلوچستان سے فوجوں کی انخلا کا تھا، جنرل ضیاء الحق نے اپنے دلائل دیتے ہوئے کہا تھا کہ "بلوچستان سے فوج کسی صورت میں پیچھے ہٹ نہیں سکتی بلوچستان پاکستان کا حصہ ہے ہم بلوچستان سے کہاں جائیں، بلوچستان سے فوج کسی صورت میں کبھی نہیں نکلے گی اب تم کہتے ہو کہ ۷۷ء میں فوج کی آمد بغیر منصوبے کے تھی فرق اتنا ہے کہ اس مرتبہ فوج کو لانے کا منصوبہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے بنایا تھا

جہاں تک دھاندلیوں کے احتساب کی بات ہوتی ہے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ سابق حکومت سے مراد صرف بھٹو کی ذات کیوں لی جاتی ہے جس پر اسوقت نواب محمد احمد خان کے قتل کے سلسلے میں مقدمہ چلایا ہے کیا سابق حکومتوں کی جملہ دھاندلیوں میں، نیپ، جمعیت علماء اسلام جماعت اسلامی مسلم لیگ شامل نہیں کیا ان جماعتوں نے سابقہ حکومتوں میں مراعات حاصل نہیں کیں، بہتی گنگا میں ہاتھ نہیں دھوئے احتساب ہونا تھا تو سب کا ہونا چاہئیے تھا

لندن ۲۰ ستمبر ۱۹۷۸ء (آصف جیلانی نمائندہ جنگ)

ولی خان نے کہا کہ جنرل ضیاء الحق نے کھلی عدالتوں کی جگہ فوجی ٹریبونلوں کا جو استعمال شروع کیا ہے اس کی میں تائید کرتا ہوں انہوں نے کہا کہ ہماری سویلین عدالتیں بھٹو کو نمٹانے میں برسوں لگائیں گی اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ جلد انتخابات ہوں اور جمہوریت بحال ہو جائے تو فوجی عدالتوں کو استعمال کرنا ہو گا یہ انٹرویو فنانشل ٹائمز میں بھی شائع ہوا ہے

جنرل ضیاء الحق کے بارے میں بین الاقوامی پریس کا رویہ سخت ہو رہا ہے انہوں نے دعویٰ کیا ہے، کوڑوں کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں ولی خان نے کہا کہ آج جو کوڑے سر عام لگائے جا رہے ہیں، بھٹو حکومت میں پرائیویٹ طور پر لگائے جاتے تھے انہوں نے کہا کہ حیرت کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں اب جمہوری فوجی حکومت ہے جبکہ بھٹو کے دور میں غیر جمہوری سول حکومت تھی

ولی خان نے جمہوریت کی بحالی کے لئے اپنے الفاظ کو کیسے پیرائے میں بیان کیا ہے کہ جمہوریت کی بحالی کے لئے فوجی عدالتوں کا استعمال ہونا ضروری ہے ، کوڑے لگانے کی مہم کو کیسے توڑ مروڑ کر جائز ثابت کیا کہ بھٹو حکومت میں بھی پرائیوٹ طور پر لگائے جاتے تھے سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے ملک میں کوڑے بھی سرکاری طور پر اور نجی طور پر لگتے ہیں، ولی خان صاحب آپ نے کہا کہ یہ جمہوری فوجی حکومت ہے اگر آپ جمہوریت اور سیاست بھول گئے ہیں تو آپ کو علاج کے لئے لندن یا واشنگٹن جانا چاہئیے

یہی ولی خان ہیں جنہوں نے ۱۹۷۲ء میں بھٹو کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہونے اور مارشل لاء برقرار رکھنے پر شدید احتجاج کیا تھا باقاعدہ مہم چلائی تھی اسے جمہوریت کی پامالی اور عوام کو ان کے جمہوری اور بنیادی حقوق سے محروم کرنے کی سازش بتایا تھا

لیکن جیل سے رہائی پانے کے بعد ان کے بیانات اور مذاکرات سے یہی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ وہ وزارت عظمیٰ کے خواب کی تعبیر چاہتے ہیں، شاید عمر کا تقاضہ ہے، کرسی کا لالچ ہے امریکہ کی ضرورت، سلیگ ہیری سن کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب امریکہ کو پاکستان چلانے کے لئے کمزور قومی لیڈروں کی ضرورت پڑی ہے ہمارے ملک میں اقتدار کی کرسی تک رسائی کے لئے کتنی ذلت درکار ہوتی ہے برسر اقتدار لوگوں کی کتنی چمچہ گیری اور خوشامد کرنی پڑتی ہے اور ان کی مدح میں کتنے قصیدے پڑھے جاتے ہیں الامان

بقیہ :- سالگرہ

نے جیئرمین بھٹو کی سالگرہ پر خصوصی اجلاس طلب کئے جن میں قرار دادیں منظور کی گئیں چیئرمین بھٹو کی رہائی اور درازی عمر کی دعائیں مانگی اور ہزاروں کیک کاٹے گئے اس موقعہ پر خواتین نے قائد عوام جناب بھٹو کو ان کی قومی و ملی خدمات پر شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا پیپلز پارٹی لاہور کے کارکنوں کا سب سے بڑا اجتماع پیپلز پارٹی پنجاب کے دفتر واقع جین مندر میں ہوا جسے پیپلز پارٹی کے جھنڈیوں اور قائد عوام کی تصاویر اور ان کے افکار کے بڑے بڑے بینرز اور کتبوں سے سجایا گیا تھا اس موقع پر مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ صرف ایک روز ۲۳ مارچ کو سیاسی سرگرمیوں پر سے پابندیاں ختم کر دی جائیں تاکہ ملک کے محب وطن عوام آزاد فضا میں یوم پاکستان منا سکیں ۔ انہوں نے کہا کہ آج کے حالات میں ملک کو قائد عوام بھٹو کی بے حد ضرورت ہے اس موقع پر ایک بار پھر چیئرمین بھٹو بیگم نصرت بھٹو اور دختر پاکستان مس بے نظیر بھٹو پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ مسٹر بھٹو سمیت تمام اسیروں صحافیوں، مزدوروں طلبا اور خواتین کو رہا کیا جائے اور جلد از جلد انتخابات کرا کے اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے حوالے کیا جائے اخبارات پر سے سنسر ختم کیا جائے

آزادی کی کہانی

میری زبانی

سوانح :- سردار عبدالرب نشتر

مؤلف :- آغا مسعود حسین

چند عنوانات :- پختونستان کا خیال گاندھی کا تھا یا پھر نہرو کا-؟

- بند کمرے میں غفار خان اور قائد اعظم میں کیا باتیں ہوئیں
- نظام حیدر آباد دکن نے مسلمانوں کے خلاف کیا اقدامات کئے اور بہادر یار جنگ کی جائیداد کیوں ضبط کی-؟
- گاندھی جی صوبہ سندھ میں اسلامی تعلیم کے کیوں خلاف تھے-؟
- قائد اعظم نے لارڈ پیتھک لارنس کو کیوں ڈانٹا-؟
- اس کے علاوہ تاریخ کے بے شمار واقعات جو اس سے پہلے قلم بند نہیں کئے گئے- ایک لازوال تاریخی دستاویز-

قیمت :- ۲۵ روپے　　صفحات :- 192

پرنٹنگ آفسٹ　　کاغذ :- ۱۶x۳۶x۲۳

جلد ہی اپنی کاپی حسب ذیل پتہ پر بک کرائیے

طاہر نیوز ایجنسی

ہارون چیمبرز- الطاف حسین روڈ کراچی

ٹیلیفون- 230245 و 228379

WEEKLY **RAZDAN** KARACHI REGD. NO: S.2790

مارشل لاء حکم نمبر ۱۲ کے نظر بند

عبدالحفیظ پیرزادہ

اور

ممتاز علی بھٹو

ایک رہا ہوگیا اور ایک

ابھی تک رہائی کا منتظر ہے